یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ

خزینۃ الاسرار
فی
ذکر التوبۃ والاستغفار

مصنفہ
فقیر سید شہاب الدین صاحب بخاری لاہوری

برائے افادۂ اربابِ یقین و برادرانِ دین

سنہ ۱۹۰۲ء

بحسنِ اہتمام مولوی سید ممتاز علی صاحب مالک مطبع
مطبعہ رفاہِ عام سٹیم پریس لاہور

بار اوّل ۵۰۰ جلد
قیمت فی جلد ۸ آنہ

الاعتذار

میں اس امر کو نہایت افسوس کے ساتھ ناظرین کتاب کی خدمت میں ظاہر کرتا ہوں کہ مطبع کی دوری اور بعض اَور وجوہات سے میری منشاء کے موافق کتاب طبع نہوئی۔ بلکہ اس میں کچھ نقص باقی رہ گئے کسی جگہہ حذف وزوایدکا استعمال ہوگیا۔ اور کسی جگہہ کوئی لفظ غلط لکھا گیا۔ غلط الفاظ کی تعداد زیادہ تھی اور حذف وزوایدکی کم۔ لیکن حذف وزوایدکا پتہ لگالینا اس قدر مشکل نہ تھا جس قدر غلط الفاظ کو درجہ صحت پر پہنچانا۔ اس لئے اُن کا صحت نامہ مرتب کر کے حذف وزوایدکا معلوم کرلینا ناظرین والاجاہ کی زود فہم طبیعتوں پر منحصر رکھا گیا +

اُمید غالب ہے۔ کہ یہ نقص جن کا رہ جانا ایک ناگزیر امر تھا۔ ناظرین کتاب کے لئے خوردہ گیری کا باعث نہ ہونگے۔ بلکہ وہ انہیں نظر اصلاح سے دیکھیں گے۔ دوسرے اڈیشن میں اگر خدا نے چاہا تو اُن کی پوری پوری اصلاح ہوجائیگی +

فقیر سید شہاب الدین عفی عنہ
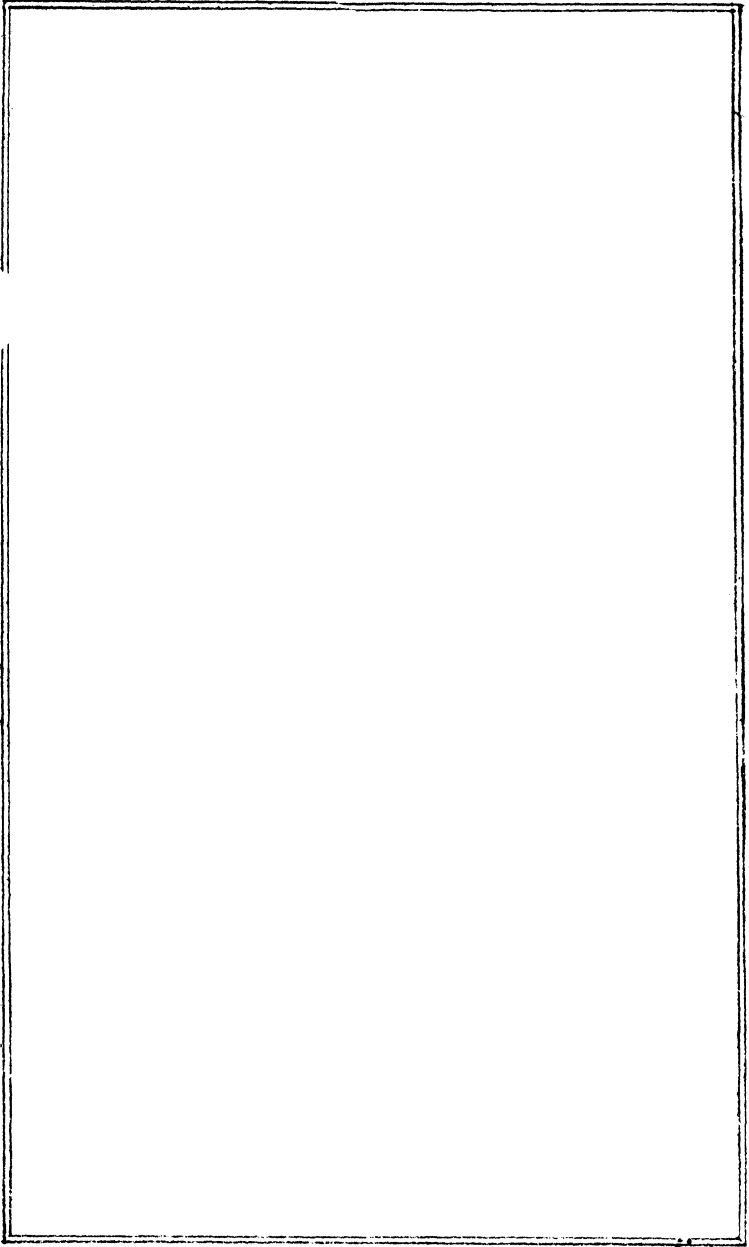
تقریظ جناب مولوی محمد عصمت اللہ صاحب عالی اوّل مدرس عربی و فارسی اسلامیہ اسکول ہوشیارپور

حامداً و مصلیاً و مسلماً اللہ اللہ عجب عالم ہے ۔ علوم و فنون کے باغ میں انواع و اقسام کے پھول کھل رہے ہیں ۔ تصنیف و تالیف کا مالی اپنی حیرت انگیز طاقت کا کرشمہ دکھا رہا ہے ۔ کہیں منقولات کی گلزار دلوں کو لبھاتی ہے ۔ اور کہیں معقولات کے پودے لہلاتے ہوئے نظر آتے ہیں ۔ ادھر سائنس ۔ منطق ۔ کیمیا اور الہیات وغیرہ پر شادابی ہے ۔ تو اُدھر تفسیر ۔ حدیث ۔ فقہ ۔ تصوف اور تاریخ وغیرہ پر سرسبزی و تازگی کا عالم نظر آرہا ہے ۔ غرض جس علم کو لو اور جس ہنر کو دیکھو ۔ کمالیت کی حد پر جلوہ گر پاؤ گے ۔ غضب تھا اگر ایسے وقت میں علم الاحسان کا دروازہ نہ کھولا جاتا ۔ اور جہاں ان دلربا علموں کی گلزار کھل رہی تھی ۔ وہاں اس بیش بہا اور سہل الحصول علم کی ۔ روش نہ چلائی جاتی تاکہ اس جانفزا باغ کی سیر کرنے والے اسی راہ سے ہو کر گذر رہتے ۔ نہایت ہی مسرت اور خوشی کا مقام ہے ۔ کہ میرے محترم مہرباں فقیر سید شہاب الدین صاحب نے جن کا علم ہمزبان عمل ہونے کا فخر رکھتا ہے ۔ بہت سی جانفشانی اور عرقریزی کے ساتھ اس روش کو چلایا ۔ اور شائقین پر کمال احسان کیا للہ درہٗ و جزاءہٗ ۔

ہمیں جہانتک معلوم ہے ۔ اور جہانتک ہماری واقفیت کام کرتی ہے ۔ اس بات کو بلاخلاف تردید کہتے ہیں کہ اس سے پہلے اردو زبان میں ایسا جامع اور خوش اسلوب رسالہ موجود نہ تھا ۔ اگرچہ بعض صوفیائے کرام اور اہلحدیث نے اپنی مفصل و موجز تصنیفات میں علم الاحسان کے متعلق بہت کچھ لکھا ۔ اور حق بھی یہی ہے ۔ کہ بہت خوب لکھا ۔ لیکن تاہم اس عنوان پر جداگانہ تالیف نہ ہونے کے باعث عوام الناس کے لئے وحشت و پریشانی کی زیادتی کا سبب تھا ۔ ہمارے اس مہربان مؤلف نے ان کی پریشانی و وحشت کو دور کر دیا ۔ اور انہیں اپنا زیر بار احسان بنایا ۔

یہ رسالہ جسے ہمارے مہربان نے تالیف کیا ہے ۔ اور جس کا نام خزینۃ الاسرار فی ذکر التوبۃ والاستغفار رکھا ہے عام مسلمانوں کو نہ صرف نفع دینے والا بلکہ انکے دلوں کو راہ صواب پر چلا کر نورِ ایقان سے منور کرنے والا ہے ۔ اگرچہ اس کی زبان نہ تو دہلی کے ہمپایہ ہے اور نہ لکھنؤ کے ساتھ ٹکر کھاتی ہے ۔ لیکن تاہم دلچسپی سے عاری نہیں اور عوام الناس کے دماغوں میں جنہیں دقیقہ رس ہونے کا فخر حاصل نہیں ہے ۔ جلد تر اُترنے والی ہے ۔ البتہ اس میں دیکھنے والے کو سہو کاتب کے

بہت سے نشانات ملیں گے۔ جسنے اس کی طبیعت کسی قدر مکدر بھی ہو تو تعجب نہیں۔ لیکن قابل مؤلف سنے صحت نامہ تیار کر کے اس کا بھی تدارک کر دیا ہے۔ اور امید ہے۔ کہ دوسرے اڈیشن میں بہت عمدہ تدارک ہو جاوے گا +

کتبہٗ محمد عصمت اللہ عالی
اوّل مدرس عربی و فارسی اسلامیہ سکول ہوشیارپور۔

قطعہ تاریخ کتاب خزینۃ الاسرار

مہترم مہربان شہاب الدّیں — آنکہ علمش رہِ عمل ورزید
کرد تالیف نسخۂ عالی — کہ کسے مثلِ او ندید و شنید
نامش آمد خزینۃ الاسرار — از رہِ فرحتش بباید وزید
فکر کردم بسال تالیفش — گفت ہاتف مکن تو فکر مزید
بے سر فکر و پائے جہد بگو
غنچۂ آرزوئے دل خندید

خزینۃ الاسرار
فی
ذکر التوبۃ والاستغفار

یا فتاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ العلی العظیم الذی خلق الانسان فی احسن تقویم واختصہ فی جمیع خلقہ لخلافۃ الارض بفضلہ العمیم وعلمہ علم الحقائق الاشیاء بعلمہ القدیم و بعث فیہم منہم النبیین مبشرین ومنذرین لیدعون الناس الی دین الاسلام ویعلمونہم لطائف الحکم والاحکام ویھدونہم الی سبیل الرشد ودار السلام ویقربونہم بقرب الملک العلام ویخرجونہم من الظلمات الشرک والکفر الی النور التوحید والاسلام ویزکونہم من دنس المعصیت والاثام ویتلوا علیہم احکام الحلال والحرام ثم الصلوٰۃ الزاکیات والسلام والتحیات الطیبات علی نبیہ وحبیبہ سید المرسلین وخاتم النبیین خیر الاولین والاخرین شفیع المذنبین ورحمۃ للعلمین شمس الضحی وبدر الدجی نور الھدی صاحب المقام قاب قوسین او ادنی مالک المنزل دنی فتدلی احمد مجتبی محمد ن المصطفی الذی جاء بہ القران الکریم و کان ھو علی خلق العظیم والذی کان رؤیتہ رؤیت اللہ وکلامہ کلام اللہ ویدہ ید اللہ واتباعہ برھان المحبت اللہ والذی کان ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی صلی اللہ تعالی دائما وسرمدا اولا واخرا بعد من

صلی و صام و بعد من و قعد و قام و علی اٰلہ الطیبین الطاہرین المعصومین راضین برضاء
اللہ صابرین علی بلاء اللہ امام المشرقین و المغربین قرۃ العین رسول الثقلین
سراج الامۃ عالی الہمۃ قامع البدعۃ صاحب السخاء و الشجاعۃ و الی الملک الحیاء
و العبادۃ انیس الغرباء و المساکین سید المؤمنین و الذین ہم کمثل سفینۃ
نوح من رکب نجی و من تخلف ہلک و علی اصحابہ الکبار الذین ہاجروا
و جاہدوا فی سبیل اللہ و ہم کالنجوم الہدیٰ خلفاء سید المرسلین امراء
المسلمین و علی التابعین الذین ہم من اولیاء المکرمین الہادین الکاملین
المکملین اجمعین الی یوم الدین **فامّا بعد** بندہ مسکین نیاز آگین فقیر شہاب الدین
بن حضرت مولانا سید فقیر شمس الدین بن جنت مکانی عرش آشیانی حضرت سیدی و مولائی فقیر
نور الدین محمد نقوی الحسینی البخاری ثم لاہوری ملتمس ہے کہ خاکسار ذرہ بیمقدار حسب خطاب فقیر
کا بطریق شرف خاندانی حاصل ہے بمقتضائے مشیت ازلی و اتباع ارادہ لم یزلی کتاب مستطاب فیض انتساب
برکت مآب بے نقص بے عیب المسمی بہ **فتوح الغیب** مصنفہ حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوث صمدانی
شیر یزدانی سیدنا و مولانا شیخ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ مع ترجمہ
و شرح فارسی از حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس اللہ تعالی سرہ العزیز کے ترجمہ و شرح مرتبہ
بزبان اردو سلیس کی تحریر و تسطیر کرنیکا عرصہ سے شرف سعادت ملا ہے جو بوجہ قلت
فرصت و کثرت مشاغل دنیوی کے اب بعد عرصہ اٹھارہ سال کے بامداد قادر ذو الجلال و تائیدات
بیچون و بیچگون انتہائی تکمیل و تتمیم کو پہونچا ہے اور امید کہ عنقریب اپنی زیب و زینت و حسن و خوبی کے
ساتھ پیراستہ و آراستہ ہو کر شائقین کے دیدۂ ایقان کو منور اور دل و دماغ کو معرفت کی
خوشبو سے معطر کریگا۔ اور اصل و متن کتاب حضرت مصنف رضی اللہ عنہ کے کلام معجز نظام کی فیوضات

وبرکات لانہایتہ لہم ولاغایتہ لہم سے عجائب و غرائب جواہر زواہر معرفت
اور گوناگوں گلہائے مرادات وصال و قربت حضرت رب العزت جلسلطانہٗ
وعزبرہانہٗ سے اُنکے دامن آرزو کو بھرے گا۔ چونکہ صحیفہ شریفہ موصوفہ میں
بغرض تسہیل و تفہیم مسائل دقیق و رموزات عمیق کی جابجا شرح وبسط اور
راہ سلوک کے منازل و مقامات کی تحقیق کی گئی ہے ازانجملہ مقام توبہ
کے متعلق جو بنا اور ابتدا اور اصل جمیع خیرات اور تمامی مبرات کا ہے کلام
وسیع و بلیغ جمع ہوکر بجائے خود ایک کتاب کی حیثیت میں نظر آیا مگر کتاب
مستطاب موصوف میں چونکہ اختصار ملحوظ تھا اور مقام توبہ و انابت کے
فواید ونتایج نہ صرف دار اخروی کے ساتھ متعلق ہین بلکہ دار دنیوی مین بھی
اثر عظیم رکھتے ہین اور کسی خاص مذہب و ملت سے نہین بلکہ ہر بنی نوع کے
ہر فرقہ و مذہب ہر گروہ کیواسطے سرمایۂ سعادات اور گنجینۂ مرادات ہیں کہ بلا
حصول اُنکے جوہر آدمیت اور اوصاف انسانیت کی تحصیل ہونی محض ناممکن
اور اُنکی تکمیل کے بغیر ترقیات کا حصول ایک خیال خام اور ہوس فضول ہے۔
اسلئے حسبتاً للہ بجہتہ حصول رضائے حضرت حق سبحانہ تبارک و تعالےٰ و منفعت
بندگان خدا کے اونکو جمع کرکے نام اس رسالہ نافعہ کا **خزینتہ الاسرار**
رکھا گیا اور بمقتضائے مضامین تقسیم اسکی ابواب ذیل پر کی گئی **باب اوّل** درفضیلت
توبہ **باب دوم** معنی توبہ **باب سیوم** در وجوب
توبہ **باب چہارم** در وجوب توبہ بفور ارتکاب معصیت۔
باب پنجم تائب پر کسی گناہ کے صادر ہوتے ہی دو باتین واجب ہوجاتی ہین **باب ششم**

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

باب اوّل در فضیلت توبہ و استغفار

جاننا چاہیئے کہ توبہ انسان کے بہترین احوال سے ہے۔ خواہ ظاہر مین کوئی گناہ اور خطا واقع ہو یا نہ ہو کیونکہ اسمین بندہ کے گناہ اور کوتاہی کا اقرار اور پروردگار تقدّس و تعالے کی مغفرت اور رحمت کا طلبگار اور امیدوار ہونا مقصود ہوتا ہے اور یہ ہی وہ صفات ہیں جو جناب الٰہی میں بندہ کے سارے اعمال سے پسندیدہ اور مرغوب تر ہین اور یہی وہ صفات شایان مرتبہ عبودیت کی بھی ہین - بیت

راست نماند خواجگی پا بندگی	بندگی نبود بجز افگندگی

توبہ مفتاح جمیع خیرات اور اساس جملہ برکات کی ہے کہ فرمایا خداوند تبارک تعالے نے تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ کہ توبہ کرو اللہ تعالے کی طرف اے ایمان والو سب ملکر توکہ تم بھلا پاؤ۔ حق تعالی و تقدس اپنی بے نہائت رحمت اور فضل سے اپنے بندگان کو اوس چیز کیطرف رغبت دلاتے ہین۔ اور ایسی آسان راہ کیطرف ہدایت فرماتے ہین۔ جو بہت

سہل ہونیکے سوا جامع اور اصل تمامی عبادات اور ریاضات کی اور باعث حصول مدارج علیا اور مراتب کبرائے کی ہے حضرت رب العالمین نے بیشمار فوائد اور منافع توبہ مین اپنے بندونکے واسطے رکھے ہین اور یہ ایسا پایہ قرار دیا ہے کہ اس سے آدمی انسان کامل بنجاتا ہے اور مرتبہ قرب سے مشرف اور ممتاز ہو جاتا ہے اس سے زیادہ مرتبہ اور کیا ہو کہ تائب کہے تُبْتُ اور پروردگار تعالیٰ تقدس فرمائے قَبِلْتُ - قرآن مجید میں برابر تائب پر رحمت اور متمرد پر عذاب و عقاب کرنے کا وعدہ دیا گیا ہے -

ہان یہ ضرور ہے - کہ توبہ خالص بحکم یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا - یعنے اے لوگو جو ایمان لائے ہو توبہ کرو اللہ کیطرف اور وہ خلوص کے ساتھہ ہونی چاہئے یہان توبہ خالص سی مراد ایسی توبہ سے نہین ہے کہ آج توبہ کر لو اور کل پھر اوسی گناہ مین مشغول ہو جاؤ اور بقول شخصے +

رباعی

صد بار شکستم و بہ بستم توبہ	فریاد بر آورد ز دستم توبہ
دیروز بتوبہ ئے شکستم ساغر	امروز بساغرے شکستم توبہ

حق تعالے قرآن مجید مین فرماتے ہین - اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِھِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُھُمْ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الضَّآلُّوْنَ یعنے تحقیق جو لوگ کافر ہوئے بعد ایمان لے آنیکے اور پھر زیادہ ہوئے کفر مین تو ہرگز اونکی توبہ قبول نہیں ہوگی اور یہہ لوگ وہی ہین گمراہ - اسلئے توبہ ایسی ہو کہ پھر گناہون کا خیال بھی دلمین نہ رہے اور گناہون

سے خوف پیدا ہو۔ اور حق تعالیٰ کی نافرمانی سے ندامت آئے بلکہ حقیقت تو
یہ ہے کہ توبہ نہ بطلب ثواب اور بخواہش بہشت برین کی یا بخوف عذاب و
عقاب و رما واے جہنم کے ہو بلکہ خالص بنا بر حصول خوشنودی اور رضا ر
حضرت رب العالمین کی توبہ ہونی چاہئیے اِس قسم کی توبہ کرنے والے خاص
مردانِ خدا ہین اور نادر الوجود ہین چنانچہ فرمایا حق تعالیٰ جلسلطانہٗ نے
کہ اگر تمامی موجودات ہین اور اس بیشمار مخلوقات ہین ہم دو چیزین پیدا نہ
کرتے تو ہم بندگی نہ کیئے جاتے اور وہ دونو ہی بہشت و دوزخ ہیں جنکی خواہش
اور خوف سے ایک سہل ہمت کا آدمی حق تعالےٰ کی پرستش او نکی امید
اور خوف سے کرتا ہے۔ **رباعی**

کسی کس پرستد زبیم عقاب	نیابد ز کردار کردہ ثواب
ثوابے کہ مشہور باشد دہند	ز مقصود صد طعنہ بر سر نہند

پس چاہیئے کہ انسان خالص توبہ حق تعالیٰ جلقدرہ کی رضا کے واسطے کرے
اور کوئی غرض دینوی یا اخروی اپنی مد نظر رکھکر توبہ نکرے۔ حضرت رابعہ
بصری رحمتہ اللہ علیہا کا مشہور قول ہے کہ طَالِبُ الدُّنْیَا مُؤَنَّثٌ طَالِبُ
الْعُقْبٰی مُخَنَّثٌ طَالِبُ الْمَوْلٰی مُذَکَّرٌ یعنے دنیا کا طالب مانند عورتون
کی ہے کیونکہ عورت ہی کا کام ہے۔ کہ زر و زیور اور مال و اولاد کے خیال
مین ڈوبی رہتی ہین اور عقبیٰ کا طالب مانند نامرد اور ہیجون کے ہے۔ کہ
عذاب و عقاب یعنے تکالیف اور نامرضیات سے ڈر کر آرام کا طلبگار رہتا
ہے مرد وہ ہے جو دونون کی پرواہ نکرے اور بہشت و دوزخ اور ثواب و عقاب

پر مطلق نظر نہ رکھے۔ اور خالق اکبر جل و علا کی طلب میں رہی۔ حضرت رابعہ بصری
رحمتہ اللہ علیہا کے احوال مین لکھا ہے کہ ایکروز آپ ایک ہاتھ میں اپنی کسی
اور دوسرے ہاتھ مین اپنے کوچہ آگ کا لئے ہوئے دوڑی جا رہی تھیں کسی
اہل دل نے عرض کیا کہ حضرت کدہر کو تشریف لیجا رہی ہو اور یہہ سامان کس لئے
لیچلی ہو تو آپنے فرمایا کہ دوزخ کو گرانے اور بہشت کو جلانے جا تی ہوں کہ
دنیا مین جو کوئی عبادت کرتا ہے۔ وہ یا تو آرزوئے دخول بہشت اور یا بہ
تمنائے نجات دوزخ کی کرتا ہے خالصًا لوجہ اللہ عبادت نہین کرتے ہین۔
پس توبہ خالص اور توبہ لوجہ اللہ ہونی چاہیئے اگرچہ توبہ کرنا ہر حال مین
لازم مرتبہ عبودیت کی ہے مگر توبہ جوانون کی سب سے افضل و رمقبول تر ہے
چنانچہ فرمایا حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے وَمَا مِنْ شَيْءٍ اَحَبُّ
اِلَی اللّٰہِ مِنْ شَابٍ تَائِبٍ کہ خداوند تبارک و تعالے کو کوئی چیز جوان کی توبہ
سے زیادہ عزیز اور پیاری نہین ہے۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ جوانیکی عمر مین وہ مرتبہ
اور درجہ یعنے حق تعالے جلسلطانہ کے عزیز اور پیارا ہونے کا جو سالہا سال
کے مجاہدات و ریاضات و عبادات سے بھی شاذ و نادر نصیب ہوتا ہے ملجاتا
کیا تھوڑی نعمت ہے پس آدمی کو چاہئیکہ جوانی کے عالم سے ہی تائب ہوجائی
ضعیف ہو کر جب قوائے جسمانی ارتکاب معاصی سے رہ جائین اور آدمی نکما
ہوجائے تو ایسی توبہ ستر بی بی از باعث بے چادری کے مقولہ کا مصداق ہوگی
اگرچہ تائب خواہ کسی حالتین پہنچکر توبہ کرے وہ توبہ کے فوائد اور منافع سے
محروم نہین رکھا جاتا مگر جو اختصاص حق تعالی کے عزیز اور پیارے ہونے کا

جو انکو نصیب ہونا ہی عالم شیخوخیت مین حاصل نہین ہو سکتا ہے -
ظاہر ہے کہ عہد حیات بہت ہی قلیل ہے پہر اوس مین تین حالت یا تین عالم کا
ظہور ہوتا ہے اول عالم طفولیت اوسکے بعد عالم شباب اور اوسکے بعد عالم
شیخوخیت انمین سے زمانہ وسطی جو شباب کا ہے بہت جلد گذرجانیوالا ہے
زمانہ طفولیت مین تو جہل کے سبب سے اور بی شعوری کی وجہ سے انسان مرتکب
کسی جرم کا اکثر نہین ہو سکتا ہے اور زمانہ شیخوخیت مین بباعث ضعف
قوی کے اور غلبہ شعور و عقل کے آدمی ارتکاب مناہی او محرمات سے باز رہتا ہی
مگر زمانہ شباب مین جبکہ نفسانیت اپنے عروج پر ہوتی ہے اور قوائی جسمانی
بہی اپنی پوری طاقت پر ہوتی ہین ایسا نازک ہے کہ اسمین محفوظ رہنا ہر طرح
کے معاصی سے بڑے مردونکا کام ہے جو مرد اس موقعہ پر مستقل مزاج اور حرام
وحلال کے احکام کی پابندی کرنے والے ہین اونکے واسطے عالم شباب کسی
قدر دیر تک رہتا ہے مگر جو نگہداشت نہین کر سکتے اور حدود مشروع سے نکل
جاتے ہین اونکے پاس یہہ عہد تہوڑے روز ٹہر کر جلدی کوچ کر جاتا ہے اور
تشبب یعنی اپنی یاد اور حرمان چہوڑ جاتا ہے چنانچہ ایک شاعر کا قول ہے -

دنیا کی عجب سرائے فانی دیکھی	ہر چیز ہے اسکی آنی جانی دیکھی
اگر نہ گیا جو وہ بڑہاپا دیکھا	جا کر جو نہ آئی وہ جوانی دیکھی

زمانہ اور وقت گذشتہ تو کوئی ہاتہہ نہین آتا مگر یہہ وہ زمانہ ہے کہ جس کے
چلے جانے کی بعد سخت حسرت دامن گیر ہو جاتی ہے اور آدمی خواہش کرتا ہے کہ
کسی طرح پھر وہ عالم اور کیفیت اوس عالم کی نصیب ہو اور کئی تدابیر اور

گوشہ نشین کرتے ہین اور زائد از مقدور چارہ بہی کرتے ہین مگر وہ کہان ؟
اس زمانہ مین جو کام کیا جاوے اور جس کام کی طرف دلکو رغبت ہو جائے
پہر اوسکی لذت اور کیفیت تا اسپنے پائی ہوئی ہوتی ہے (اور نیز
رجوا وسی زمانہ کے ساتہہ مربوط ہوتی ہے) کسی وقت یاد سے نہین بہولتی
اسواسطے حق تعالیٰ کی جناب مین بہی اوس زمانہ مین تائب ہونا سب سے زیادہ
پسندیدہ اور محبوب ہے کیونکہ اس عہد مین جبکہ نفسانیت کا غلبہ اور جوش
ہوتا ہے نفس کی مخالفت کرکے خدا تعالیٰ و تقدس کیطرف رجوع ہونا بڑی
بہاری علامت سعادت کی ہے۔ اور اسیکا نام جہاد اکبر ہے چنانچہ حدیث
شریف اسکی ناطق ہے کیونکہ یہ وہ کافر ہے جو گھر مین بیٹھ کر خدا کا نافرمان بلکہ خداوند
تعالیٰ کا دشمن بنا دیتا ہے اِس کافر کو مارنا اور اس موذی کا قتل ایسے وقت
مین بڑی پہلوان اور مرد میدان اور بہادر جوان ہی کا کام ہے ہر کہ ومہ کا کام
نہین غنیۃ الطالبین مین بروایت حضرت امیر المومنین مولا المسلمین علی اسد اللہ
الغالب کرم اللہ وجہہ کے لکہا ہے کہ حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام کی پیدایش
سے چار ہزار سال پہلے عرش اعظم کے گرد لکہا ہوا تہا وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ
وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی یعنے تحقیق ہم البتہ بخشنے والے ہین واسطے
اوسکے جسنے توبہ کی اور جس نے کام نیک کئے اور پہر ہدایت پائی
حاصل کلام توبہ کے بعد عمل نیک کرنا اور ہدایت پانا ضروری اور لابدی
ہے۔ توبہ کے بعد اعادہ معصیت کا سخت اندیشناک ہے چنانچہ مشہور
قول ہے کہ اعادۃ المرض اشد من المرض اور توبہ کے معنی بہی یہی ہین

کہ پہر مرتکب معصیت کا نہو پس جب تائب صالح اعمال اختیار کرلے تو ضرور ہے
کہ اوسے ہدایت بہی نصیب ہو بعد توبہ کے معاصی کا بالکل خیال بہی نرہنا
چاہیے اِلّا اگر کوئی عمل صالح کرکے بہی اپنے آپکو عاصی سمجہے اور خطا وار جانکر جناب
آلہی مین اظہار ندامت اور شرمساری کا کرے اور اعتراف اپنے گناہون کا
کرکے مغفرت اور رحمت آلہی کا خواستگار رہو تو یہہ مقام اعلےٰ اور ارفع ہے
کیونکہ توبہ ہر حال مین موجب ازدیاد ثواب اور باعث حصول سعادت و نجات کا ہی
عوارف مین حضرت قطب الاقطاب شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ
بروایت حضرت امیر المومنین علی مرتضےٰ کرّم اللہ وجہہ ارقام فرماتے ہین کہ فرمایا
حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے العجب ممن یقنط ومعہ النجاۃ تو سوال کیا گیا
کہ ما النجاۃ تو فرمایا کہ التوبۃ والاستغفار بس یہان معلوم ہوگیا کہ توبہ سے
بڑے بڑے گنہ اور ہر عذاب عقاب سے نجات حاصل ہوجاتی ہے -
حضرت غوث الاعظم سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتوح الغیب مین
جو آپ کی مشہور تصنیفات سے ہے فرمایا ہے کہ التوبۃ وراثۃ من ابی البشر آدم
علیہ السلام یعنے توبہ سب بندونکے باپ آدم علیہ السلام کا ارث ہے جو تمام
بنی نوع کے واسطے ہے ظاہر ہے کہ حضرت آدم سے اگر خطا واقع نہوتی تو نہ وہ
خود تائب ہوتے اور نہ اونکا ارث آگے اونکی اولاد کو پونہچتا اور اس نعمت عظمیٰ
سے ہر ایک بے بہرہ رہتا اور عاصی اور گنہگاروں کو کبھی نجات نصیب نہوتی
بلکہ یہ کہنا لازم ہے کہ کسی فرد بشر کی بجز معصومین کے رستگاری اور مغفرت
نہوتی حق تعالےٰ جلسلطانہٗ نے اپنی عنایت ازلی سے آدم کو تاج شرافت

کل مخلوقات مین عطا فرمایا اور اپنا خلیفہ اور نائب تمام موجودات مین قرار دیا
اور اپنی کل عطیات اور نعمات کا اوسے مستحق تو بنایا مگر چونکہ ترکیب انسانی
مین نفس بھی شامل تھا۔ اسلیئے ارتکاب معاصی کا ہونا اوس سے لازمی اور
لابدی دیکھکر اوسکے ازالہ کے واسطے توبہ کی بھی تعلیم فرمادی تاکہ اوسکے ذریعہ
سے اُسکی شرافت اور خلافت مین فرق نہ آئے اسیواسطے تقدیر الٰہی متقاضی
ہوئی کہ ابتدا اُسکی ابوالبشر آدم علیہ السلام سے ہو۔ چنانچہ آدم علیہ السلام
سے خطا کا واقع ہونا اسی غرض اور مصلحت کے واسطے تہا کہ یہ کنز نا منتنا ہی
اور خزانۂ غیبی انکے نصیب ہو۔ بس حضرت آدم علیہ السلام شیطان ملعون
کے دام تزویر مین آگئے اور اپنے خالق کے حکم لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ
کے عدم نگہداشت سے نافرمانیکے مرتکب ہوئی جس کی پاداش مین وہ اپنے
مرتبہ سے گرادیئے گئے لیکن پھر جبکہ تقدیر الٰہی اونکی اجتبا اور اصطفا پر
متقاضی ہوئی تو اونکو توبہ و استغفار کی توفیق دیکر تاج کرامت اور اجتبا
کا اونکے سر پر رکھا گیا اور بطریق صوابدید ہدائیت فرمائی گئی کہ اونہون نے
نہایت تضرع اور زاری اور بیقراری سے کہا کہ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ
لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ یعنے اے رب ہمارے ہمنے ظلم کیا ہے
اپنے نفس پر اور اگر تو ہمکو نہ بخشیگا اور ہم پر رحم نہ فرمائیگا تو ہم زیان کارون
مین سے ہوجائینگے پس آدم علیہ السلام کی اس معذرت اور شکستگی سے دریا
رحمت الٰہی کا جوش مین آیا اور خطا معاف کی گئی اور انوار ہدائیت کی مرحمت
فرمائی گئی اور توبہ کے علم اور معرفت اور حکمت اور مصلحت اور منافع او۔

ثمرات جو اونپر پہلے پوشیدہ تھے ظاہر کیئے گئے تاکہ وہ اور اونکی اولاد توبہ کے نتائج اور فوائد سے بہرہ ور ہون اور اپنے پروردگار تبارک و تعالےٰ کی رضامندی اور رحمت کا ذریعہ حاصل کرین اور آداب ربوبیت اور مراتب عبودیت کو اچھی طرح سے سمجھ لین۔ حضرت آدم علیہ السلام پر یہ علوم اور معارف بجز تعلیم توبہ کے معلوم ہونے ناممکن تھے۔

فائدہ۔ یہان یہہ بھی ثابت ہو گیا کہ توبہ بے توفیق اور الہام پروردگار تعالےٰ و تقدس کے وجود مین نہین آتی چنانچہ قرآن مجید مین وارد ہے۔ کہ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا یعنے رجوع کیا اللہ تعالیٰ نے اونکیطرف توبہ کے ساتھہ تو حق تعالےٰ کے توبہ کے ساتھہ رجوع ہونے سے مراد خدا تعالےٰ کا بندہ کیطرف رحمت سے رجوع ہوتا ہے کہ اوس بندہ کو توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ وہ تائب ہو جائے کیونکہ توبہ کی توفیق اوسی شخص کو دیجاتی ہے اور تائب ہونا ایسی شخص کے نصیب مین ہوتا ہے جسکی قسمت مین ہدایت ہو اور جسکو دولت قرب مولےٰ کی ملنی ہو گمراہون اور متمردون کی قسمت مین نہین وہ تو مانند شیطان کے اس نعمت عظمی اور دولت کبرا سے سی محروم رہتے ہین۔ حضرت ابو تراب نخشبی رحمتہ اللہ علیہ جو بڑے مکمل اولیائے کرام مین سے ہوئے ہین اپنی کتاب سلک المسالک مین فرماتے ہین والتوبۃ اصل کل مقام و مفتاح کل حال وھی اول المقامات وھی بمثابۃ الارض للبناء فمن لا ارض له لا بناء له و من لا توبۃ له لا حال له و لا مقام له پس جب توبہ کل مقامات کا اصل ہوئی تو پھر جو کوئی صاحب مقامات کا ہونا چاہتا ہے۔

اوسے چاہیئے کہ اول اپنا ہاتھ زلف نوعروس توبہ کے مقام کو مارے اور تائب کے لئے واجب اور اوسکے لئے نزہے کہ کبائر کو بعد توبہ کے ایسا دشمن رکھے جیسا توبہ سے پہلے اوسے دوست رکھتا تھا۔ یحییٰ بن معاذ رح فرماتے ہین کہ ذلہ واحدۃ التائب بعد التوبۃ اقبح من سبعین ذلۃ قبیحۃ یعنے ایک گناہ تائب کا بعد توبہ کے نہایت قبیح ہے ستر گناہ قبیح سے۔ اور توبہ ہر وقت مین محمود ہے کیا بحالت شیب اور کیا بحالت شباب نقل ہے کہ ایک شخص نے پیری کیوقت توبہ کی اوسے کسی نے کہا کہ تونے توبہ مین جلدی بہی کی اور تاخیر بہی کی تاخیر اس معنے سے کہ تونے پیری کے زمانہ تک تسویف اور تاخیر کی اور تعجیل اس معنے سے کہ کسی بزرگ کا انتظار نہ کیا کہ اوس کے حضور مین تائب ہوتا اے عزیز تو توہ ہمین کرتا جو گناہون کی آلودگی کے ساتھ بخور مغفرت سے مبخر ہونا چاہتا ہے۔ اور رحمت کے عطر سے معطر ہونا چاہتا ہے۔ اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص مزبلہ مین حلق تک دب جاوے اور سر سے پاؤن تک آلودہ ہوکر عطار کی دوکان پر جاکر کہے کہ تیرے پاس عطر ہے کہ مجھے سر سے پاؤن تک معطر کردے تو عطار یہی کہے گا کہ میری پاس عطر تو ہے مگر تیری شکل وصورت ایسی کہان ہے کہ تو عطر لگائے اور پہر جو وہ پوچھے کہ کیا کام کرون کہ مین عطر لگانے کا مستحق ہوجاؤن تو وہ کہے گا کہ اول صابون وغیرہ سے کپڑے صاف کر اور ساری نجاست اور پلیدی دہو ڈال اور پہر حمام مین جاکر خوب غسل کرکے کپڑے صاف اور ستہرے پہنکر آ تو پہر تو عطر کا مستحق ہوگا اے عزیز جب سالک عطر مغفرت کا طالب ہو۔

تو اوسے چاہئیکہ اول اشنان انتباہ اور صابون ندامت کو حاصل کرے پھر حمام خوف وخشیت مین جائے اور اوسمین آب توبہ اور حیاسے اپنی آپ کو سرسے پاؤن تک خوب ہوئے اور وفا کا عمامہ سرپر رکھے اور ذراعہ اخلاص پہن لے طیب اللہ تعالی قلبہ لطیب مسك الھدایتہ ولنسیم کافور الثنآ ئتہ اجلسہ اللہ علی سریر الوداد مرافقاً وعلی نمارق القرب متکاءً -

پاک کرے اللہ تعالے اور معطر کرے اللہ تعالے اوسکے دلکو خوشبو سے ہدایت کے مشک کے ساتہہ اور نسیم کے کافور عنایت کے ساتھ پھر بٹھلاوے اوسے اوپر تخت وداد کے چار زانو اور اوپر مسند قرب کے تکیہ لگائی ہوئے

رباعی

بخشبی ہر کہ نقد توبہ نیافت	تا ندانی کہ اولشیزی برد
چہ تو آن بروا این مقام ولیک	ہر کہ با توبہ رخت چیزے برد

جو شخص اپنے مولے تعالے کی دوستی کا خواہان ہو - اوسے چاہئیکہ توبہ کو اپنا شیوہ بنائے اور اپنے آپ کو عاصی اور خطاوار جانکر شرمسار اور نادم اور پشیمان رہے اور عمل صالح مین مبالغہ کرتا رہے کہ یہہ ہی پایہ حق تعالے کے قرب حاصل کرنے کا ہے - ایک روز امام عالیمقام سیدنا امام جعفر صادق علیہ وعلی ابائہ الکرام تا تہ الف الف صلواۃ والآف آلاف السلام سے سوال کیا گیا کہ کوئی ایسا گناہ بہی ہے جس سے حق تعالے کا قرب نصیب ہوا اور کوئی ایسی طاعت بہی ہے جس سے دوری مولے تعالی کی درگاہ سے ہوتی ہو تو آپ نے فرمایا کہ وہ گناہ جس سے معذرت اور توبہ نصیب ہو - حق تعالے کے قرب سے مختار کرتا ہے

اور وہ طاعت جس سے عجب اور غرور پیدا ہو۔ مولی تعالی کی جناب سے دور کردیتی ہے۔ حضرت عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ بیزارم ازان طاعتی کہ بعجب آرد مبارک آن معصیتے کہ بعذر آرد۔

گنہگار اندیشناک از خدا	بسے بہتر از عابد باریا +

پس باوجود عمل صالح کے بھی اپنے آپکو گنہگار سمجھنا اور توبہ کرنا ایسا بڑا عمل ہے کہ جس سے حضرت رب العلے کا قرب نصیب ہوجاتا ہے اور اپنے مالک کیخدمت میں ہروقت کے حضور سے مشرف ہوجاتا ہے۔ سخت بدنصیب اور نہایت سیاہ بخت وہ ہے جو اپنے آپکو بے گناہ سمجھتا ہو۔ اور باوجود ارتکاب معاصی کے وہ اپنی بے قصوری اور بے گناہی پر نظر رکھے اور یہہ جانے کہ مجھہ سے کوئی گناہ سرزد نہین ہوتا تو ایسا شخص نعوذ باللہ شیاطین کے زمرے سے ہوگا اور بدنصیب ابدی اور تیرہ بخت ازلی ہوگا کیونکہ یہ سمجھنا کہ مین مرتکب کسی معصیت کا نہین ہوتا ہون۔ سراسر جہالت اور نادانی ہے نفس جو اوسکے وجود کی ترکیب مین داخل ہے ہر وقت متقاضی رہتا ہی کہ اوسکی خواہشات پوری کیجایئن اور حظوظ اور لذات اوسکے اوسکو ملتے رہین اور حسب اقتضائے طبیعت اوسکی کے ہمیشہ اوسکو حقتعالے کی نافرمانیون اور منہیات کی طرف رغبت رہتی ہے اور امتثال اوامر مولے تعالی مین وہ ناخوش اور ناراض رہتا ہے کیا ممکن ہی کہ ایسی دشمن خدا اور نائب شیطان کی فرمانبرداری مین رہ کر کوئی بے قصور اور بے گناہ رہ سکے حاشا وکلا کبھی نہین۔ چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہے

جس کی روایت ابی ذر رضہ سے ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ فرماتا ہے اللہ تعالے
اے میرے بندو تم سب گم کردہ راہ ہو مگر جس کو ہدایت کی مینے پس مانگو
مجھ سے ہدایت میں ہدایت کرونگا تم کو اور تم سب محتاج ہو یعنی ظاہر باطن
میں مگر جس کو دولت مند کیا مینے پس مانگو مجھ سے روزی میں روزی دونگا
یعنی حلال وطیب اور تم سب گنہگار ہو یعنی قصوروار ہو مگر جس کو بچا لیا میں نے
یعنی انبیا پس جس نے جانا تم میں سے کہ تحقیق میں بخشنے کی قدرت رکھتا ہوں
اور پھر مجھ سے بخشش مانگی میں بخشونگا اُس کو یعنی سب گناہ اُس کے اور
نہیں پرواہ رکھتا میں اور اگر اگلے تمہارے اور پچھلے تمہارے اور زندے تمہارے
اور مُردے تمہارے اور تر تمہارے اور خشک تمہارے یعنی جوان اور بوڑھے
تمہارے یا عالم اور جاہل تمہارے یا فرماں بردار اور گنہگار تمہارے۔ غرضیکہ سب
مخلوقات جمع ہوں بڑے متقی دل بندے کے میرے بندوں میں سے کہ وہ
نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں نہ زیادہ کرے یہ یعنی جمع ہونا میرے ملک میں بقدر بازو
مچھر کے اور اگر تحقیق اگلے تمہارے اور پچھلے تمہارے زندے تمہارے مردے تمہارے تر تمہارے
خشک تمہارے جمع ہوں پر بدبخت ترین دل بندے میرے بندوں میں سے کہ وہ ابلیس لعین ہے نہ کم
کرے یہ میرے ملک میں بقدر بازو مچھر کے اور تحقیق اگر اگلے اور پچھلے اور
زندے اور مُردے اور تر و خشک تمہارے جمع ہوں ایک جگہ پھر مانگے
ہر ایک آدمی تم میں سے اس قدر کہ پہنچے آرزو اُس کی یعنے جو حاجت دل
میں رکھتا ہو۔ پھر دوں میں ہر مانگنے والے کو تم میں سے مقاصد اُس کے
نہ کم کرنے یہ دنیا اور حاجت روائی کرنی ملک میرے سے کچھ مگر جیسا کہ اگر

ایک تم میں سے گذرے دریا پر اور پھر ڈالے سوئی اُس میں پھر اُٹھائے اُس کو یعنی اِس قدر کمی ہو جس قدر دریا ہ کے اندر سے ڈوب کر نکلی ہوئی سوئی کو پانی لگ جاتا ہے۔ ایسے سخی اور ایسے باقدرت سے مانگنے میں کوتاہی کرنا سوائے اِس کے کہ بدبختی ہو اور کیا ہے۔ حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جو گنہگار نہ ہو۔ لیکن گنہگاروں میں سے مبارک وہ ہیں جو کہ تائب ہوں۔ توبہ کے باب میں آیات اور احادیث اور اقوال بزرگانِ دین کے بکثرت موجود ہیں۔ اُنکا جمع کرنا آسان کام نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ حق تعالےٰ جل قدرہ نے اپنی کمال شفقت سے بندوں کی عافیت دارین کے واسطے یہ ذخیرہ بیش بہا اور بے بدل عطا فرمادیا ہے کہ اگر اِس کے فوائد اور منافع کو شمار کیا جاوے تو امکان بشری سے باہر ہے۔ صرف اِس قدر کہنا کافی ہوگا۔ کہ یہ جامع تمام خیرات وبرکات اور عبادات وسعادات دارین کی ہے۔ عظیم نتائج اِس کے صریح اور واضح چار ہیں +

نتیجہ اوّل محبت خداوند تبارک وتقدس کی کہ فرمایا حق تعالےٰ نے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ یعنی خداوند تعالےٰ محبت کرتا ہے توبہ کرنے والوں سے اور محبت کرتا ہے ستھرائی والوں سے ایسے ہی ایک حدیث شریف میں ہے کہ اَلتَّائِبُ حَبِیْبُ اللّٰهِ یعنے تائب خدا کا پیارا اور حبیب ہوتا ہے اور ستھرائی کی بھی مراد صرف یہ ہی نہیں کہ ظاہری نجاست اور پلیدی سے پاک صاف ہو بلکہ ظاہری اور باطنی پاکیزگی دونو

ہونی چاہئیں یعنی جس طرح انسان اپنے جسم عنصری اور لباس کو ظاہری نجاسات اور پلیدیوں سے پانی پاک کے ساتھ صاف اور پاک کرتا ہے اُسی طرح اپنے باطن اور اندرون کو کدورت اور الواث سے توبہ و استغفار کے ساتھ صاف اور پاک کرے کیونکہ جب تک اُس کے اندر کی نجاست اور ناپاکی دور نہ ہوگی باہر کی پاکیزگی اور ستھرائی سے طہارت کامل نصیب نہیں ہوگی اور لائق ہم نشینی اور قربِ مولےٰ کے نہیں ہوگا۔ ظاہر ہے کہ دنیاوی بادشاہ اور حکام کے روبرو حاضر ہونے کے واسطے یا اُن کی خدمت میں حاضر باشی کے لئے ضروری ہے کہ آدمی صاف اور ستھری پوشاک پہنتا ہے۔ اور عطریات وغیرہ سے معطر ہوکر اور بہ مبالغہ نجاست ظاہری سے پاک اور ستھرا ہوکر جاتا ہے۔ تو اُس احکم الحاکمین اور بادشاہِ حقیقی کی حضور میں حاضر اور ہمجلیس ہونے کے لئے ہر طرح کی پاکیزگی اور ستھرائی کس درجہ تک ضروری اور لازمی ہے۔ پس آدمی جب ظاہری اور باطنی پاکیزگی حاصل کرے اور اندر باہر سے پاک صاف ہو جاوے تو پھر وہ حق تعالیٰ کی درگاہ کے لایق ہوتا ہے اور محلِ نزول اور مقام ورود تجلیات نورانی و نعمات یزدانی کا ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السّلام کے حالات سے ثابت ہوتا ہے کہ بعد ارتکاب حق تعالےٰ کی نافرمانی کے جب اپنے آپ ندامت سے اپنے باطن کو نجاست خواہش نفسانی سے پاک اور صاف کر دیا تو پھر آپ کو مراتب اعلےٰ اور منازلِ عظمےٰ عطا فرمائے گئے۔ قصہ حضرت ابو البشر آدم صفی اللہ کا عام طور پر مشہور ہے۔ اور یہ واقعہ بکثرت معلوم ہے۔ مگر اُس کا مفصل

ذکر اِس موقعہ پر کر دینا بھی بے جا اور نامناسب نہ ہوگا اس لیئے اُس کا تذکرہ جیسیکہ معتبر اسناد سے مذکور ہے درج کیا جاتا ہے۔ وھوھذا

ابوالشیخ ابو محمدؒ ثین رضے اللہ عنہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا پیغمبر خدا علیہ وآلہٖ صلوات اللہ وسلام نے کہ جب حق تعالےٰ کی خواہش ہوئی کہ آدم علیہ السّلام کو پیدا کریں۔ تو جبرئیل علیہ السّلام کو حق تعالےٰ نے حکم فرمایا کہ تمام روئے زمین پر سے ایک مشتِ خاک سفید و سیاہ و سرخ و شور و شیریں و سخت و نرم مٹی کی لے آو۔ کہ ہم کو اُس سے ایک مخلوق بنانی اور پیدا کرنی ہے۔ حضرت جبرئیل جب زمین پر آکر ایک مشت خاک اُٹھانے لگے تو زمین نے کہا کہ مجھے ناقص کیوں کرتے ہو آپ نے جواب دیا کہ حق تعالےٰ کو منظور ہے۔ کہ ایک ایسی مخلوق کو بنائے اور پیدا کرے جسے زمین کی خلافت بخشے اور وہ ایسے اور ویسے کام کرینگے اور ثواب و عقاب میں اُن کو ڈالا جاوے گا تو یہ سن کر زمین نے کہا کہ میں حق تعالےٰ کی عزت کی پناہ لیتی ہوں کہ تو مجھ سے اُن کی پیدایش کے واسطے مشت خاک اوٹھائے جو جہنمی ہونگے۔ حضرت جبرئیل یہ سن کر واپس چلے گئے اور جناب الٰہی میں جاکر عرض کیا کہ زمین نے آپ کی درگاہِ عزت کی پناہ لے لی ہیں آپ کے نام اور عزت کے آداب کی وجہ سے کچھ تعرض نہیں کر سکا اور واپس آگیا ہوں حضرت رب العالمین نے پھر حضرت میکائیل علیہ السّلام کو بھیجا کہ وہ ایک قبضہ مٹی کا زمین پر سے لادیں وہ بھی اسی طرح پر واپس آگئے۔ پھر اسرائیل علیہ السّلام کو حق تعالیٰ نے

بھیجا وہ بھی اسی طرح پھر آئے آخرکار حضرت عزرائیل ملک الملکوت کو حق تعالےٰ وتبارک نے بھیجا تو ملک الموت زمین کی زاری اور اضطراری دیکھ کر فرمانے لگے کہ میں مطیع فرمانِ الٰہی کا ہوں تیری زاری سے میں حق تعالےٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری سے باز نہیں آسکتا اور ایک قبضہ اُٹھا کر مٹی کا لے گئے۔ حق تعالےٰ نے کام قبضِ ارواح کا بھی اُن ہی کے سپرد فرما دیا اور حکم دیا اس مٹی کی مشت کو فلاں موقعہ پر رکھدو دیہ وہی محل ہے جہاں خانہ کعبہ زاد اللہ شرفہا بنا کیا ہوا موجود ہے، بعد ازاں ملایک کو حکم ہوا کہ اس مٹی کو گلابہ کریں اور چالیس روز تک اس پر بارش باران کی جاوے اُن میں سے اُنتالیس روز تک تو بارش غم اور اندوہ کی ہوتی رہے اور ایک روز خوشی اور شادی کی بارش ہو اسی واسطے اوقات غم واندوہ کے آدمی پر اوقاتِ خوشی وشادی سے زیادہ ہیں بعد ازاں اُس گلابہ کو خشک کیا گیا تاکہ مانند ٹھیکری بجنے والی کے ہو گیا ۔ پھر ملائکہ کو حکم ہوا کہ اس گلابہ خشک کو وادی نعمان میں دجو طائف اور مکہ کے درمیان واقعہ ہے اور عرفات کے متصل ہے، لیجاکر ڈال دیں پھر حق تعالےٰ جل سلطانہ نے اپنے دستِ قدرت کے ساتھ اُس ٹھیکری سے آدم کا قالب مصوّر کیا۔ ملائکہ نے جو ویسی شکل وصورت پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ دیکھ کر بڑا تعجب کیا اور اُس کے گرداگرد ہجوم کرنے لگے اور اُس کی صورت کی خوبی سے حیران ہو گئے۔ ابلیس بھی اُس نئی صورت کے دیکھنے کے لئے آیا۔ اور اُس کے گرداگرد پھر کر کہا کہ اے ملائکہ تم اس قالب کو دیکھ کر کیا تعجب کرتے ہو یہ تو

ایک جسم ہے مجوف اندر سے کھوکھلا اور جا بجا خلو رکھتا ہے جو بغیر پُر کرنے کے سیر نہیں ہوگا۔ اگر اُس کو بھرا نہ جاوے گا تو کسی نہ کسی سبب سے وہ زمین پر گر جاوے گا۔ اور اگر اُس کے خلو کو بھر دیا جاوے گا۔ تو اُس کے اعصاب ڈھیلے پڑ جاوینگے اور حرکت نہیں کر سکے گا۔ بس اِس کھوکھلے قالب سے کوئی کام نہیں بن سکتا مگر اُس کے سینہ میں بائیں جانب ایک حجرہ ہے جس کا کوئی دروازہ نہیں ہے خبر نہیں کہ اُسکے اندر کیا چیز پوشیدہ ہے شاید وہی مقام لطیفۂ ربّانی کا مقام ہو جس کے سبب سے استحقاق خلافت کا وہ حاصل کرے غرضیکہ پھر روح کو حکم ہوا کہ اِس قالب کے اندر جائے اور اُس کے تمام خلو میں بھر جائے جب روح قالب مصّورہ کے نزدیک ہوئی تو ڈر گئی اور تنگ و تاریک مقام کے اندر داخل ہونے سے رُک گئی۔ مگر حکم خداوندی کے ساتھ پھر جبراً اُس میں داخل کی گئی ابھی اُس قالب کے اندر ہی پہنچی تھی کہ چھینک آگئی۔ تو اُس نے بالہام خداوندی کلمہ الحمد للہ کہا حق تعالیٰ نے اُس کے جواب میں یرحمك الله فرمایا۔ بروایت حاکم اور بصحت ابن عباس رضی اللہ عنہما) اور ابن مسعود اور دیگر جماعہ اصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے روایت ہے کہ جب روح کمر تک پہنچ گئی تو حضرت آدم علیہ السلام جست کر کے کھڑے ہوئے۔ مگر جسم پائین میں تو روح نہیں پہنچی تھی اس لئے وہ زمین پر گر گئے۔ حق تعالےٰ نے فرمایا کہ خلق الانسان من عجل یعنی پیدا ہوا جلد باز۔ پھر جبکہ تمام جسم میں روح سرایت کر گئی تو حکم ہوا کہ تمام ملائکہ کی جماعہ کے پاس جاؤ اور اُن کو سلام علیکم کہو اور دیکھو کہ تمہیں کیا جواب دیتے

ہیں۔ حضرت آدم علیہ السّلام باتباع حکمِ الٰہی سب جماعہ ملائکہ کے پاس گئے اور کہا سلام علیکم ملائکہ کی ہر جماعہ نے جواب میں کہا وعلیک السلام ورحمتہ اللہ اس پر حکم ہوا کہ یہ کلمات تیرے ہیں۔ اور تیری اولاد کی تحیت کے لئے مقرر کئے گئے حضرت آدم نے سنکر عرض کیا کہ یا خداوندا اولاد کیا چیز ہے۔ فرمان ہوا۔ کہ تیری اولاد ہمارے دونوں ہاتھوں میں ہے۔ ان دونوں ہاتھوں میں سے جس ہاتھ کی۔ اولاد کو تم پہلے دیکھنا چاہتے ہو۔ اُسے اختیار کرو تاکہ پہلے تمہیں اُسی ہاتھ کی مکنونات کو دکھلایا جاوے حضرت آدم نے عرض کیا۔ کہ اول میں پروردگار کا دستِ راست اختیار کرتا ہوں میرے پروردگار تعالیٰ و تبارک کے دونوں ہاتھ راست ہی ہیں۔ حق تعالےٰ نے اپنا دستِ راست آدم علیہ السّلام کی پشت پر رکھ دیا۔ اور آدم کو سب نیک بخت جو اُس کی پشت سے قیامت تک پیدا ہونے والے تھے دکھلائے اور اُن کی صورتیں بھی ظاہر کیں پھر دوسرا ہاتھ اُس کی پشت پر رکھا اور سب بدبخت دکھلائے گئے۔ اور اُن کی صورتیں بھی ملاحظہ کرائی گئیں۔ جب آدم علیہ السلام نے اپنی اولاد کی صورت و شکل دیکھی تو بہت تفاوت اُن کی اشکال اور صورت میں معلوم کیا بعض خوش شکل اور بعض بدشکل بعض غنی بعض فقیر بعض درازقامت بعض کوتاہ بعض صحیح الخلقت بعض ناقص تو عرض کیا کہ اے خداوندا یہ سب تیرے ہی بندے ہیں ان کو یکساں کیوں نہیں بنایا حق تعالےٰ نے فرمایا کہ اگر ان کو ہم یکساں بناتے تو کوئی بھی ہمارا شکر بجا نہ لاتا۔ اُن میں جو تفاوت واقع ہوا ہے۔ تو ہر ایک اُس نعمت کو جو اُسے دی گئی ہے۔ پہچانے گا۔ اور میرا

شکر کریگا پھر انبیا کو دکھایا گیا تو نظر آیا کہ دو فرزند ساری اولاد میں سے عظیم نور کے ساتھ امتیاز رکھتے ہیں اور ان کی دونو چشم کے نیچے چمک اور روشنی ہے اُن میں سے جو نور حضرت داؤد علیہ السّلام کے جبین مبین پر روشن اور چمک رہا ہے ۔ وہ حضرت آدم علیہ السّلام کو بہت اچھا معلوم ہوا۔ دوجہ اُس کی یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السّلام تمامی انبیا میں سے گرفتار خطیہ کے ہوئے تھے اور اُنہوں نے اپنے گناہ کا تدارک گریہ اور بکا سے اُس حد اور درجہ تک کیا تھا کہ جو کسی اَور بشر سے ہونا امکان سے باہر ہے) پس اُن کا نور توبہ اور ندامت کے نور کے ساتھ مخلوط ہو کر عجیب روشنی اور چمک دکھلا رہا تھا۔ حضرت آدم علیہ السّلام کے بھی یہ پیش آگیا کہ وہ بھی گرفتار مخالفت امر اور عاصی فرمان الٰہی کے ہوئے اور اُنہوں نے بھی تدارک اُس کا توبہ وندامت واستغفار و بکا و زاری کے ساتھ کیا تھا۔ اِس لئے نور داؤدی کو حضرت آدم کے نور سے مناسبت کلی حاصل ہو گئی۔ قاعدہ ہے کہ جس قدر مناسبت زیادہ ہو محبت بھی زیادہ ہوتی ہے امام احمدؒ اور ابن ابی شیبہ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حق تعالےٰ نے جب تمام اولاد آدم علیہ السّلام کی اُن کو دکھلائی تو ملائکہ نے عرض کیا کہ اے بارخدایا یہ کثیر التعداد جماعت اِس سرزمین میں تو کبھی بھی سما نہیں سکیگی تو کہاں رہے گی۔ حق تعالےٰ نے فرمایا کہ ہم نے اِن کے کم کرنے اور گھٹانے کے واسطے ایک چیز مقرر کر دی ہے۔ اور وہ موت ہے ملائکہ نے عرض کیا کہ جب یہ لوگ اپنی موت کو دیکھیں گے تو ہرگز اُن کو

اپنی زندگانی گوارا نرہیگی اور جسوقت وہ موت کو یاد کرینگے اونکا عیش بالکل
تلخ ہوجائے گا پہر حق تعالی نے فرمایا کہ انپر غفلت ڈالنے کے لئے رشتہ طول امل اور
امید کا انکو دیدیا ہے اور اوس کی وجہ سے یہ موت سے غافل رہینگے۔ صحاح ستہ اور دیگر
احادیث کی معتبر کتب مین وارد ہے کہ حق تعالی جلسلطانہ نے حضرت آدم علیہ السلام
کو زمین کے تمام اجزا سے مقبوض فرماکر پیدا کیا ہی اور یہی سبب ہے کہ آدمی رنگ میں
رو میں ہیئت میں نیک و بد طبیعت میں نرم و درشت اور مختلف ہیں۔ ابن سعید
اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم و ابن عساکر اپنی تاریخ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
روایت کرتے ہیں کہ حق تعالے جلقدرہ نے آدم علیہ السلام کو ساری روئے زمین سے بنایا ہے
شور و شیرین سے پس اسکی اولاد میں سے جسکے اندر جز و شیریں غالب ہوتی ہے وہ آخرکار
نیکبخت ہوتا ہے اگرچہ اوسکے ماں باپ کافر و بدبخت ہی ہون اور اوسکی اولاد میں
جسکے اندر جز و شور غالب ہوتی ہے وہ آخرکار بدبخت ہوجاتا ہے اگرچہ نبی زادہ ہی کیوں نہو
یہان یہہ ہی ظاہر کرنا ضروری معلوم ہوا کہ شیطان کو آدم علیہ السلام اور اونکی
ذریت سے کیون عداوت پیدا ہوئی اور کیون اوسنے ابو البشر علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا
اور حق تعالے کے حکم کی نافرمانی کا مرتکب ہوکر مردود ازلی اور ملعون ابدی ہوا بروئے روایات صحیحہ و
اقوال معتبرہ کے یہہ ہے کہ ابلیس در اصل فرقہ جن سے ہے اور بوجہ کمال اختلاط ساتہہ ملائکہ کے انکے
ساتہہ رہا کرتا تھا حضرت آدم علیہ السلام کی وجود سے کئی ہزار سال پہلے زمین پر اولاد جان
کی متصرف تہی اور بقدر استعداد اور حوصلہ اپنی کے حیوانات و نباتات سے منتفع ہوتی تہے اور آسمانون
میں سیر اور دور کیا کرتے تھے جب فرقہ جان میں فتنہ و فساد اور خونریزی زیادہ ہونے لگی
توحق سبحانہ تعالے و تبارک نے فرشتگان آسمان دنیا کو حکم فرمایا کہ اولاد جان کو روئے زمین سے

نکالدین تاکہ زمین اونکی نوٹ سے پاک ہوجائے ملائک آسمان دنیائی زمین پر اگرکچہہ حصہ اولاد جان کا ہلاک
کردیا کچہہ حصہ اونمیں سے بہاگ گیا اور جزائر میں اور پہاڑوں میں جاچہپا ابلیس بہی اون مین
تہا اور سوقت اسکا نام عزازیل تہا اور کثرت علم و کوشش و عبادت کیوجہ سے ساری اولاد جان میں
ممتاز تہا فرشتوں کے ہمراہ آسمان دنیا پر گیا اور اپنا عذر عرض کرنے لگا کہ میں فساد و خونریزی
میں اولاد جان کے ساتھہ شریک نہیں تہا حضرت حق سبحانہ تبارک و تعالی نے فرشتگان آسمان دنیا کی
شفاعت سے اوسے اخراج وطرد سے محفوظ فرمایا عزازیل نے پہر اس طمع سے کہ بجائے ساری اولاد جان کے
میں تمام زمین پر متصرف ہوجاؤن زیادہ تر کوشش عبادت میں شروع کی اور جب کبھی
فرشتگان آسمان دنیا کو کوئی حکم جناب الہی کا پہونچتا کہ فلان فلان مہم مین یہہ یہہ سعی کیجاوے
تو یہہ لعین سب سے پہلے اور سب سے بڑہ کر اوس مہم میں دوڑ دہوپ کرتا اور سرانجام کو وہ مہم
پہنچاتا یہانتک کہ اوسے فرشتگان آسمان دنیا میں ایک گونہ قدر اور وجاہت ملگئی اور اپنے دل مین
متوقع منصب خلافت کا ہو بیٹھا پر جبکہ حکم الہی فرشتون کو پہنچا کہ اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ
خَلِیْفَۃً یعنی ہم زمین پر خلیفہ بنانے کو ہیں تو اوسوقت اُس نے جانا کہ خلافت کا منصب
مجہے نہیں ملتا اور میری ساری عبادت یاں رائیگان چلی گئی اسلئے اوس کا عرق حسد
جنبش میں آیا اور اُسکے رشک کی دیگ نے جوش مارا اور خلیفہ کی قدر توڑنے کے درپے ہو بیٹھا
اور جب سجدہ کرنیکا حکم سنا تو پہر تو بے پردہ اور ظاہر ہوکر مخالفت پر کمربستہ ہوگیا اور سجدہ کرنیسے
انکار کردیا اور یہہ انکار از راہ طلب وجہ حکمت و استرشاد کے نہ تہا بلکہ اپنے آپکو حضرت آدم
علیہ السلام سے بہتر سمجہکر اور تکبر کرکے کیا تہا کہ میں جو آگ سے پیدا ہوا ہون اور کئی قرنوں سے
طاعت و عبادت میں مشغول رہا ہون اور تمشیت مہام اور تنفیذ احکام الہی میں مساعی جمیلہ
کرتا رہا ہون حکم کیا جاؤن کہ ایسے شخص کو جسکا کالبد خاک تیرہ سے میرے سامنے بنایا

گیا ہوا ور ابہی تک وہ کسی شائستہ کام اور تردد کا مصدر بہی نہ بنا ہوا ور جوہر بندگی کے
جودت وردات الہی امتحان کے محک پر نہ لگائے گئے ہون سجدہ کرون اور اپنا جسم
اوسکی اطاعت اور انقیاد میں کردون یہہ تو سراسر خلاف حکمت اور صریح نا قدردانی کے ہے
اور اسمین صاف اتلاف حق میری خدمت کا ہی اور اس استکبار کو کہینچ کہینچ کر اس درجہ تک گویا
کہ لے گیا کہ اس حکم الٰہی کو اوس نے خلاف حکمت قرار دیدیا معاذاللہ منہا اسلئے وہ کافرون
مین سے ہو گیا کیونکہ اوس نے انکار حقیقت امتثال امر الٰہی قطعی کا کیا کہ جو کوئی وجوب امتثال
کسی امر کا منجملہ اوامر قطعیہ الٰہیہ کے کرتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہی جیسیکہ نماز کی اور زکوٰۃ وغیرہ کے
وجوب کا انکار کرنا کافر کر دیتا ہے چنانچہ اس انکار کی وجہ کافر اور مردود ہو گیا پس ایک
تو منصب خلافت زمین عزازیل کو نہ ملا جیسیکہ وہ متوقع تہا اور اُسکی عبادت ریاضت کارائیگان
جانا اور پہر وہ منصب خلافت حضرت آدم علیہ السلام کو عطا ہو جانا اور مزید برآن اسکو
سجدہ آدم کو کرنیکا حکم ملنا اور کل ملائکہ کا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا یہہ ساری باتین عزازیل
کے حسد اور کینہ کی آگ کو مشتعل کرنیوالی تہیں اسلئے وہ چاہتا تہا کہ جسطرح سی بن آئے آدم علیہ السلام
کو منصب خلافت کے قابل نہ رکہون اور انکے قدر کی کم کرادون چنانچہ اس نے ایک دفعہ اسی
غصہ اور حسد مین آکر قسم کہائی یا خداوند تعالےٰ مجہے تیری عزت کی قسم ہے کہ میں انکو
گمراہ کئے بغیر اور گنہگار کئے بغیر نہین چہوڑونگا تو حق تعالیٰ و تبارک نے فرمایا کہ مجہی اپنے
جلال کی قسم ہے کہ وہ لوگ جو میری بندے ہونگے اونپر تیرا کبہی غلبہ نہین ہوگا اور مین تجہی
اور تیری پیروی کرنیوالون کو دوزخ مین ڈالونگا چنانچہ یہہ واقعہ قرآن کریم مین موجود ہے
اور سورہ اعراف میں مذکور ہے کہ مجبر د شیطان کے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنیسے انکار
کرنے اور تکبر کرنیسے بہشت سی نکالا گیا اور حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام بہشت میں متمکن

کئے گئے تو اسے یہہ ہی بڑا حسد کا باعث ہوا اسواسطے وہ دل ہی دل میں پیچ و تاب کہاتا رہا
اور تدابیر سوچتا رہا کہ کسطرح آدم علیہ السلام کو نقصان پہنچاؤں اور اونکو اونکے مرتبہ سے
گراؤں ایسے ہمارے اور جڑ کے دشمن کی پیروی کرنا اور اوسکے کہے پر عمل کرنا کیسی
بڑی نادانی اور بیحیائی ہے خدا و رسول خدا صلعم اور تمامی انبیا علیہم السلام سے زیادہ
کون راست گو ہو سکتا ہے خدا اور اوسکے پیغمبر اور رسول صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین
تو یہ فرمائیں کہ یہہ تمہارا بلکہ کل بنی نوع کا دشمن ہے اور یہ تمہاری بہتری بالکل نہیں چاہتا ہے اور
ہر وقت اسکی تمنا اور خواہش یہی ہے کہ تمکو ہمارا نافرمان بناکر دوزخ میں ڈبوائے تم
اسکی ہرگز پیروی نکرنا ہمارے احکام کی فرمانبرداری کرو اور اپنے پیغمبر کی پیروی کرو تاکہ
فلاح دارین تمکو حاصل ہو سورۂ یٰس میں دیکھو حق تعالےٰ جلسلطانہ کیا فرماتے ہیں ۔
الم اعھد الیکم یا بنی آدم ان لا تعبد و الشیطان انہ لکم عدو مبین
وان اعبدونی ھذا صراط مستقیم یعنی کیا تمسے ہمنے عہد نہیں لیا تھا اور تمہیں
کہہ نہیں دیا تھا کہ شیطان کی پیروی اور فرمانبرداری نکرنا وہ تمہارا ظاہر دشمن ہے
اور یہہ کہ ہماری فرمانبرداری اور اطاعت کرنا کہ یہی مستقیم یعنے ٹھیک راہ ہے اور پہر آگے
اس سے فرماتے ہیں کہ ولقد اضل منکم جبلاً کثیرا افلم تکونوا تعقلون اور
البتہ اکثر لوگ تم میں سے جو گمراہ ہو گئے تو کیا تم سمجہہ نہیں سکتے تھے ھٰذہٖ جہنم التی
کنتم توعدون لو اب یہہ وہی جہنم ہے جسکا وعدہ تم دے گئے ہو اصلوھا الیوم
بما کنتم تکفرون اب اسکے اندر داخل ہو بسبب اسکے جو تمنے کفر کیا ہے اور سرو رہمارے
دست و پا اور سارے اعضا ہمارے جسم کے ہمارے اعمال کی گواہی دینگے جن اعضا کیساتھ
ہم ارتکاب نافرمانیوں کا اور معاصی کا کرتے ہیں وہی گواہ بنکر سارے کردار کی شہادت

دینگے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ الیوم نختم علیٰ فواھھم وتکلمنا ایدیھم وتشھد ارجلھم بما کانو یکسبون۔ یعنی اوسدن قیامت کو اونکے موہنون پر موہرین لگا دیجاوینگی کہ وہ بول نہ سکین اور ہاتھہ اور پانون بولینگے اور گواہی دینگے اس کی جو وہ کرتے رہے ہین کسقدر ندامت اسوقت ہوگی جب ہمارے ہی دست و پا ہمارے اعمال جو ہم اورون سے چھپا چھپا کرکے کہتے تھے ظاہر کر دینگے اور عذاب سامنے نظر آتا ہوگا ضرور ہے کہ اسوقت شیطان سے سخت نفرت ہوگی اور وہ بہت برا معلوم ہوگا اگر دنیا مین اوسے ہم برا جانکر اور دشمن سمجہکر اوس سے بہاگین تو کبھی نافرمان اپنے پروردگار مہربان کے ہون اور مستوجب عذاب کے نہ بنین کیا اچھا کسی شاعر نے کہا ہے۔

شعر

یا ناظراً یرنو العینین راقد	ومشاھدا للامر غیر مشاھد
اے دیکھنے والے ہمیشہ آنکھہ خوابیدہ سے دیکھتا ہے تو	اور اسے دیکھنے والے اوس چیز کے جو نظر نہین آتی
تصل الذنوب الی الذنوب وترتجی	درک الجنان ونیل اجر العابد
گناہ پر گناہ پوہنچاتا ہے تو اور امید کرتا ہے	حاصل کرنے بہشت کی اور پانے اجر عابد کی
انسیت ان اللہ اخرج آدما	منھا الی الدنیا بذنب واحد
بہولا دیا تو نے تحقیق اللہ تعالیٰ نے نکالدیا آدم کو	بہشت سے دنیا کیطرف ایک ہی گناہ پر

حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام کی پیدایش کا حال اور شیطان کی عداوت کی وجہ تو معلوم ہوگئی اب حضرت حوا علیہا السلام کی پیدایش کا حال اور شیطان ملعون کا حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام کے اغوا کی بہی کیفیت سنئے کہ کس تدبیر اور کس شیطنت سے اس نے اپنا بغض نکالا ہے اور کیسے کیسے مکر اور حیلے اُسنے کئے ہین۔

حضرت آدم علیہ السلام تنہا زمین پر پہرا کرتے تھے کیونکہ ابہی تک اونکا کوئی ہم نفس او ر ہمجنس نہین تہا جو جانور دیکہتے وہ غیر جنس نظر آتا لاچار اسی کیطرف متوجہ ہو کر اس سے دل بہلاتے اور دلمیں آرزو کرتے کہ اگر کوئی شخص میرا ہمجنس بہی پیدا ہو تو اسکی محبت سے مجہے انس ہو حق سبحانہ تعالے و تبارک نے رحمت فرما کر اونکی تمنا پوری کی کہ جمعہ کے روز آدم علیہ السلام جبکہ خواب مین تہے تو فرشتونکو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کا پہلوئے چپ چاک کر دو جب اونہون نے چاک کیا تو ایک عورت نہایت خوش شکل پہلو مین سے نکل آئی اور ایک ہی لمحہ کے اندر قد و قامت مین درست اور ٹہیک ہو گئی فرشتون نے بحکم الٰہی وہ چاک پہلو کا درست کر کے اصلی حالت پر کر دیا مگر حضرت آدم علیہ السلام کو اس اثنا میں کوئی درد اور الم محسوس نہوا جب خواب سے آپ بیدار ہوئے تو ایک دوسرا شخص ہمجنس اپنا اپنے پہلو کے برابر بیٹھے ہوئے دیکھکر پوچہنے لگے کہ تو کون ہے تو فرمان الٰہی آیا کہ یہہ ہماری کنیز ہے اور نام اسکا حوا ہے اور تیرے انس کیواسطے پیدا کی گئی ہے حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت حوا کیطرف ہاتہ بڑہایا تو فرمان آیا اوسکو اوسوقت تک ہاتہ نہ لگانا جبتک کہ اسکا مہر یہہ ہے کہ دس بار درود محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اونکی آل پر بہیجو آپنے پوچہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کون ہیں حکم ہوا کہ خاتم پیغمبران تیری اولاد سے ہونگے اگر اونکی پیدایش منظور نہوتی تو تجہے اور کسی چیز کو پیدا نہ کیا جاتا حضرت آدم علیہ السلام نے دس بار درود شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آپکی آل امجاد پر بہیجا فرشتے گواہ ہوئے اور اوندونو کا عقد و نکاح کیا گیا پہر اوسی جمعہ کے دن پچہلے پہر فرشتون کو حکم ہوا کہ حضرت آدم اور حضرت حوا کو قسم قسم کے فاخرہ لباس اور زیورات مرصع بیاقوت و مروارید وغیرہ سے آراستہ پیراستہ کر کے

اور بنی بنا بنا کر تخت زرین پر انکو بھلا کر بادشاہوں کیطرح جلوس پر تکلف کے ساتھ
اوٹھا کر بہشت میں داخل کرو تاکہ زمین کی خلافت کیلیئے وہ وضع خلافت اور طریق
عمارات وغیرہ کا دیکھ لے کہ زمین پر جاکر پھر ویسے ہی کام وہان بنائے اور زیور
اور لباس اور جواہرات وغیرہ کے استعمال اور بیٹھنے کی طریق معلوم کرے اور میوہ جات
اور آلات وغیرہ سے بھی واقفیت کماحقہ حاصل کرلے جب وہ اوسیطرح پر داخل بہشت
کیئے گئے اور وہان بارحت تمام وآسایش ہر وجہ رہنی لگے تو انکو حکم دیا گیا کہ بہشت
میں تم دونو رہو اور جو چاہو پہنو اور جو چاہو کہاؤ مگر یہہ یاد رکہنا کہ اس درخت کے
نزدیک بھی نہ جانا اگر تم اسکے پاس چلے گئے تو ظالم اور گنہگار ہو جاؤگے پھر جب
شیطان کو یہہ حال معلوم ہوا تو اوسنے کہا کہ ابتک تو انکو کوئی تکلیف شاق نہین
دی گئی تہی اور ہر طرح سے اطلاق اور راحت انکو ملی ہوئی تہی اسلیئے میرا کوئی مکر یا
حیلہ پیش نہین جاتا تہا کیونکہ عصیان اور ذلت کا صادر ہونا جب ہی ہوتا ہے جبکہ
وقت تنگ ہو جائی اور احتیاج کوئی پیدا ہو جبتک کوئی چیز انکے لیے ممنوع نہ تھی میں کیا
کرسکتا تھا اور گناہ کوئی وجود ہی نہیں رکہتا تھا اب وتیرا اتنی اور تہوڑی سی
تنگی اگئی ہے اور ایک چیز سے وہ ممنوع ہوگئے ہیں تو اب میرے بھی قابو میں آ جائینگے
پس اوسنے اونکے بہکانے اور اغوا کا فکر شروع کیا اور حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام
کے پاس گیا اور یون تقریر کا سلسلہ ملایا کہ آپکو یہہ بھی معلوم ہے کہ مآل کار تمہارا کیا ہوگا
اس تعظیم وتکریم پر غرہ نہوئے رہو آخر کار تمکو مرجانا ہی اور تمہین موت آنی ہے حضرت
آدم نے پوچھا کہ موت کیا چیز ہے تو شیطان نے اپنے آپکو مردہ جانور کی صورت بنا کر انکے آگے
گرا دیا اور حالت غرغرہ اور انزاق روح کی اور ہاتھ پاؤن مارنے کی بحالت نزع دکھلائی

ہی حضرت آدم و حضرت حوا علیہما السلام پر مجبر د ملاحظہ اِس حالت کے
ہول اور خوف غالب آگیا اور نہایت ہی تشویش ناک و رمغموم ہوگئے اور شیطان
سے پوچھنے لگے کہ اس سے محفوظ رہنے کی بھی کوئی تدبیر ہے شیطان نے کہا کہ میں
تمہیں ایک ایسا درخت بہشت میں تبلاتا ہون کہ تم اگر اُسے کہاؤگے تو ہرگز نہیں
مروگے اور تمہاری بادشاہت کبہی فانی نہوگی اونہون نے کہا کہ ہان وہ درخت دکھلاؤ
کون ہی اُسنے اُسی درخت ممنوع کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ یہہ ہے اونہون نے
کہاکہ یہہ تو فنا کا درخت ہے درخت خلود نہین اور سبب زوال ملک کا ہے
نہ سبب دوام ملک کا بلکہ یہہ تو سبب سوائی اور بعد و دوری کا جناب حق اور بارگاہ
عزت سی ہے نہ قرب و وجاہت کا سبب ۔ کیونکہ ہمکو حضرت سبحانہ تعالے نے
اس درخت کے پاس جانیسے بہی منع فرما دیا ہے اگر اس درخت میں یہہ فواید
اور منافع ہوتے تو ہمکو اسکے نزدیک جانیسے کیون منع کیا جاتا حالانکہ وہ ارحم الراحمین
ہے شیطان نے جواب دیا کہ حق تعالے نے تمکو اِس درخت سی اسلئے منع نہین کیا کہ اسکے
میوہ کہانیسے کوئی ضرر تمکو پہونچیگا بلکہ اسلئے منع فرمایا ہے کہ تم اس درخت کا
میوہ کہاکر فرشتون کی طرح ہوجاؤگے جو کسیوقت یاد حق سے غافل نہین رہتے
اور کہانے اور پینے اور زن و فرزند کے فکر مین نہین پڑے رہتے پس تمکو اگر ملکیت
کی حالت ملگئی ہو تو پھر تم روئے زمین کی خلافت کے کام میں قیام نہیں کرسکوگے
اسلیئے وہ تبارک تعالے یہہ چاہتا ہے کہ تمہین کہانے اور پینے اور زن و فرزند کے
فکرون مین مشغول رکہے اور اپنی یاد سی تمہارا کچھہ وقت غفلت میں گذارے تاکہ تم سے خلافت
کا کام سرانجام کرائے پس حق تعالے کا ارادہ یہہ ہی کہ تم اوس سے دور پڑے رہو اور اوس درخت

میوہ کہانا اوسکے قرب اتصال کا سبب ہے اسلیئے اوس سے منع فرمانا ایسا ہی جیسی بادشاہ کسی اپنے مقرب کو کسی مہم کے سرانجام دینے کیلئے دور بہیجدیتے ہیں اور خدمات حضوری پر مامور نہیں رکہتے یا اسلیئے کہ تم اس درخت کا میوہ کہا کر بہشت سے اخراج کے قابل ہوگی اور بہشت کے اندر موت نہیں آتی ہی اور ارادہ حق تعالی کا یہہ ہی کہ تم بہشت مین رہ کر خلافت کے آئین اور وضع یاد کرلو اور پہر دنیا مین جاکر تمہیں موت و فوت لاحق ہو کہ کئی قرنون تک تمہاری نسل روئی زمین کی خلافت کرتی رہے اور یہ قرب مسکن کا حق تعالی کی درگاہ مین جو تمہیں اب میسر ہے فوت ہوجاے بالجملہ یہہ نہی الٰہی نہی تنزیہی اور ارشادی ہے اس نہی کی مخالفت مرتبہ بلند کی تحصیل کے واسطے اوس سے جو اس نہی کے امتثال مین حاصل ہوتی ہی کوئی اندیشناک دربری نہین ہے حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام یہ دلفریب تقریر شیطان کی سنکر تردد میں پڑ گئے شیطان نے پہر تو موکدہ قسمین کہانا شروع کردین کہ مین محض تمہاری خیر خواہی کا ارادہ کرکے تمسے یہہ بہید کی بات کہتا ہون کیونکہ مجھسے تمہارے حق میں بڑی بے ادبی واقع ہوگئی ہے کہ مینے تمکو سجدہ نہ کیا اور اوسکی وجہ سے ملعون ہوگیا ہون اب میں یہہ چاہتا ہون کہ اپنے آپ سے لوث بے ادبی کا دہو ڈالون اور تمہین ایسی مرتبہ کو پہنچادون کہ ساری عمر میرے شکرگذار رہو حضرت آدم علیہ السلام کو خیال گذرا کہ مخلوق الٰہی میں کسکا حوصلہ ہے کہ اپنے خالق کی جہوٹی قسم کہائے اور شیطان کی موکدہ قسمون سے وہ یقین کر بیٹھے کہ اسنے ضرور سچ کہا ہے [شیطان نے ابتدا اسطرح پر کی کہ پہلے طاؤس یعنی مور کے پاس گیا اور اوس سے کہا کہ تو حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام کے پاس جا اور اونکے روبرو کہڑے ہوکر تو اپنے اپکو آراستہ پیراستہ کرکے رقص کرنا شروع کردے جب وہ دونون تیرا رقص

دیکھکر خوشدل اور فریفتہ ہون تو آہستہ آہستہ پچھلے پاؤن ہٹتا ہٹتا اور رجعت قہقری کرتا ہوا اونکو بہشت کی دیوار تک لے آ۔ چنانچہ طاوس نے ایسا ہی کیا جب وہ دونون بہشت کی دیوار تک آ پہونچے تو پھر شیطان نے سانپ سے کہا کہ تو موہنہ اپنا کھول مین تیرے موہنہ مین بیٹھ جاتا ہون تو اس بہشت کی دیوار پر مجھے موہنہ مین رکھہ کر چڑہ جائیو چنانچہ اوسنے ایسا ہی کیا شیطان بہشت کی دیوار پر چڑہ کے حضرت آدم اور حوا علیہما السلام کی ساتھہ کلام مذکورہ بالا کرنے لگ گیا اور اسقدر تکلیف اوسنے اسلئے اختیار کی کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنیسے انکار کیوجہ سے وہ بہشت سی باہر نکالدیا گیا تہا اور دربانان بہشت اوسکو بہشت کے اندر جانے نہیں دیتے تھے اسلئے اوسنے یہہ تدبیر شیطنت سے کرکے اونکا بہی بہشت سے اخراج کرایا اور رسوا کرایا حضرت آدم و حضرت حوا علیہما السلام کے اخراج کی کیفیت اور اونکے برہنہ جسم اور بے ستر ہو جانیکی حالت اور اونکے شرمگاہون کے ستر کے واسطے درختون سے پتے طلب کرنا اور سرگردان اور پریشان ہونا قرآن کریم کی سورتون مین مرقوم ہے کہ اونکو اس نافرمانی کیوجہ سے حکم ہوا کہ یہہ بہشت نافرمانون اور گنہگارونکی رہنے کی جگہہ نہیں ہے یہان فرمانبردار اور پاک لوگ رہینگے گنہگارون اور نافرمانون کی رہایش کیواسطے دار الابتلا جو سراسر محل رنج و عنا کا اور فیما بین عداوت و بغض کی جگہہ ہے اور جسکا ضرر دونون جہان مین حضرت و بیکا تمہارے پیش آئی ہے اور شیطان کو تمہارا اور تمہیں شیطان کا دشمن بنایا گیا جو کوئی اوسکی پیروی کریگا وہ اوسکے ساتھہ جہنم مین ڈالا جائیگا اور جو کوئی اوسکے مکر و فریب مین نہ آئے اور ہمسے ڈرتا رہے گا اور ہمارے احکام کی تعمیل کرے گا وہ پھر اس بہشت مین داخل کیا جایگا

جب آدم علیہ السلام نے دیکھا اور معلوم کیا کہ ہمسے نافرمانی اپنے مولیٰ کی ہوگئی ہے
اور ہم بوجہہ گنہ کے معتوب ہوگئے ہیں تو اپنے کئے پر سخت نادم اور پشیمان ہوئے
اور از حد گریہ وزاری کی اور یہانتک روئی کہ آپکے رخساروں میں سے دانت نظر آنی
لگ گئے چنانچہ کتب صحیحہ میں لکہا ہے کہ تین شخص دنیا کے اندر بہت روئے ہیں ایک
حضرت آدم علیہ السلام دوسرے حضرت یعقوب علیہ السلام فراق حضرت یوسفؑ میں کہ آپ
روتے روتے بصارت کہو بیٹھے اور تیسرے حضرت سیدہ خاتون علیہا صلواۃ السلام
کہ آپ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و الہٖ کی وفات کے بعد اسقدر روئیں کہ چہہ ماہ کی اندر ہی رہ گرای
عالم جاودانی ہوگئیں جبکہ حضرت آدم علیہ السلام کا گریہ اور بکا اور ندامت اور پشیمانی زیادہ
ہوئی تو پہر دریائے رحمت الٰہی جوش میں آیا اور اونکی بخشش و مغفرت کا مقتضاء
ہوا تو انکو یہ کلمات توبہ کے القا کئے گئے آپنے بکمال عجز وزاری کے جناب الٰہی میں ان
کلمات سے رجوع کیا ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من
الخسرین یعنے ای پروردگار ہمارے ہمنے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اور اگر تونے
ہمکو نہ بخشا اور ہم پر رحمت نفرمائی تو ہم زیان کار ہونے ہوجائینگے حق تعالیٰ نے اپکی توبہ
قبول فرمائی اور آپکی نافرمانی کو بخشدیا اور قصور معاف کردیا اور پہر تاج اجتبا و اصطفا مرحمت فرمایا
اور آپکی اولاد کے لئے توبہ کا دروازہ قیامت تک کہلا رہے گا بلکہ اگر دم آخرین کی وقت بہی سچی توبہ سے میری طرف رجوع
کرینگے تو میں انپر مواخذہ نکرونگا۔ یہی وجہ ہے کہ کاملین تہوڑےسے گناہ پر بہی فوراً توبہ
سے تدارک کرتے ہیں اب اور ایک واقعہ سُنیے کہ بعد توبہ قبول ہونیکے حضرت آدم علیہ السلام
نے ایکروز جناب الٰہی میں مناجات کی کہ ای خداوندا آپکا بندہ جو ابلیس ہے اوسکے اور میرے
درمیان اب سلسلہ عداوت کا حکم ہوگیا ہے جبتک تو میری اور اولاد کی اعانت نفرمائیگا

ہم اوسکے مقابلہ کی تاب نہیں لاسکینگے حضرت حق سبحانہ تبارک و
تعالےٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور حکم دیا کہ اسے آدم تیری اولاد
مین کوئی ایسا پیدا نہوگا مگر اوسکے ساتہہ ہم ایک فرشتہ پیدا کرینگے جو
اوسے اس دشمن کے وسوسہ سے منع کرتا رہیگا حضرت آدم علیہ السلام
نے پھر عرض کیا کہ بارخدایا اور بہی کچہہ اعانت فرمائی جاوے کہ دشمن
زبردست ہے حکم ہوا کہ تیری اولاد اگر ایک نیکی کریگی تو بجائے ایک
کے دس نیکیونکا ثواب مین دونگا اور اگر ایک بدی کریگی تو ایک ہی
بدی کی جزا دونگا حضرت آدم علیہ السلام نے پہر عرض کیا کہ خداوندا
اور بہی زیادہ اعانت عطا ہو کہ دشمن بڑا قوی ہے حکم ہوا کہ تیری اولاد
کے واسطے توبہ کا دروازہ ہمیشہ مفتوح رہیگا جبتک اوسکی جان جسم
کے اندر ہوگی مین اوسکی توبہ قبول کرلونگا یہ سنکر حضرت آدم علیہ السلام
نے سجدۂ شکر ادا کیا اور عرض کیا کہ اب مجہے کافی اعانت ملگئی ہے۔
جب یہہ خبر شیطان کو پہنچی تو وہ بجائے خود مناجات مین مشغول ہوئے
کہ خداوندا آپنے اپنے بندہ آدم کو جو میرا دشمن ہے اسقدر مدد اور اعانت
عطا فرمادی اب مین کسطرح اوسکی اولاد پر قابو پاسکونگا مجہے بہی
اعانت عطا فرماؤ تاکہ مین بہی اپنے کام سے معطل نہون حکم ہوا
کہ آدم کے ہر فرزند کے ساتھ جیسے ایک فرشتہ پیدا کیا جائیگا
اوسکے ساتہہ تیرا بہی ایک فرزند پیدا ہوگا جو اوسکو تمام عمر گمراہ
کرنے مین مصروف رہیگا شیطان نے عرض کیا کہ یا خداوندا یہہ تو

ہوا اور بہی زیادہ اعانت ہو تو حکم ہوا کہ ہمنے تیری اولاد کو یہ قدرت عطا فرمائی کہ ہر بندہ کے رگ و ریشہ میں بجائے خون کے بلکہ گوشت پوست میں ساری ہو جاسئے اور اونکے سینہ میں اونکا گھر ہو جائے گا ابلیس نے عرض کیا آلہی اور مدد مجکو مطلوب ہے کہ یہہ بہی کافی نہیں ہوگی حکم ہوا کہ ہمنے تجہے قدرت دی کہ ہر ایک بنی آدم پر اپنے تمام خیل و حشم و سوار و پیادہ جمع کرکے ہجوم کرے اور ہر بنی نوع کے اموال و اولاد میں تجہے بہی شریک کیا گیا ہے اونے یہ سنکر کہا کہ ہان بس اب میرا کام ہوگیا۔

اب دیکہنا چاہیکہ ایسا با مقدور دشمن ہر وقت ہماری گمراہی و تخریب کے درپے ہی اور ہر وقت ہمکو سبز باغ دکہاکر ترکیب نافرمانبو نکا کرکے رسوا اور خراب دو جہان میں کرنا چاہتا ہے ہمکو لازم ہی کہ ہم اوسکے فریب میں نہ آئیں اور جب وہ وسوسہ ڈالے تو لاحول و لا قوۃ الا باللہ کا لٹھ اوسکے سر پر ماریں اور حقتعالیٰ سے توفیق اوسکی طاعت کی طلب کرکے حق کی یاری اور مددگاری سی بچتی رہیں اور چونکہ ہماری ترکیب میں ہی خطا و نسیان ہی اسلئے لازم اور واجب ہی کہ ہم ہر وقت جناب الٰہی میں تائب و مستغفر رہیں کیونکہ حق تعالیٰ اپنی کمال بخشش اور رحمت کے ساتھ دست مغفرت پہیلا کر ہمکو اپنی رحمت اور عنایت اور بخشش کیطرف بلا رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ۔

رباعی

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ	گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
این درگہ ما درگہ نا امیدی نیست	صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

(توبہ کرنے اون چار نتائج میں سے جنکا پہلے ذکر ہو چکا ہے دو سرا نتیجہ

محض ذنوب ہے۔ جیسکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ یعنے تائب گنا ہونسے جو ہو جائے وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسکہ اوس نے کوئی گناہ ہی نہیں کیا اسیطرح ایک اور روایت ہے کہ فرمایا حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ جو کوئی گناہوں سے تائب ہو جائے خدا یتعالے وتقدس ملائکہ کو اوسکے گناہ فراموش کرا دیتا ہے جو اونہون نے اوسکے نامہ اعمالمین لکھے ہوتے ہیں اور اس شخص کے دست و پا اور اون اعضاء کو بہی جن کے ساتھ اوسنے ارتکاب معاصی کیا ہو فراموش کرا دیتا ہے تاکہ اوسکی معصیت کی گواہی حق تعالے وتبارک کے حضور میں پیش نہو یہہ فائدہ توبہ کا کیسا بے بدل ہے اور کسقدر رحمت الٰہی اسمیں ثابت ہوتی ہے سبحان اللہ العظیم وبحمدہ

بیت

کرم بین و لطف خداوندگار	گنہ بندہ کردہ است و او شرمسار

حق تعالے جلقدرہ باوجودیکہ بذاتخود ہر ایک کے حالات ظاہری وباطنی سے واقف اور دانا و بینا ہے اور کوئی شے اوس سے پوشیدہ نہین مگر بادشاہ حقیقی اور عادل بیچون کا عدل اور فضل مقتضی اس امر کا نہیں کہ وہ صرف اپنے علم اور وقوف پر ہی کسیکو اوسکے عصیان کی سزا دیدے بلکہ اوس نے یہہ قرار دیدیا ہے کہ جبتک دو گواہ کسی عصیان کے ارتکاب کی گواہی ندینگے مواخذہ نہیں ہوگا حالانکہ خداوند تعالے وتقدس گر اپنے علم اور معلومات پر ہی مواخذہ کر لیتا تو بیجا نہوتا کہ وہ ناظر اور حاضر اور عالم ہے مگر ضرورت

شاہدین کی جو مواخذہ کرنیکے لئے رکھی گئی اور بخشش کیواسطے کسیکی گواہی کی احتیاج نہین رکھی تو اس سے بھی بدرجہ کمال رحمت حق تعالیٰ کی اپنے بندگانپر ثابت ہوتی ہے گنہگار اور عاصی بندی تو ایکطرف کفار اور مشرکین کو بھی حق تعالےٰ بلا شہادت اور گواہی کے عذاب نفرمائینگے اور گواہ اور شاہد کون ہونگے ملائک کاتب اعمال اور اعضا رچنانچہ کفار کے حالات کو اسطرح پر حقتعالےٰ نے فرمایا ہے کہ ونختم علیٰ افواھہم وتکلمنا ایدیھم وتشہد ارجلہم بما کانوا یکسبون - یعنے مہر لگادینگے ہم اونکے مونہہ پر اور کلام کرینگے ہمسے اور گواہی دینگے اونکے ہاتھ اور پاؤن اون اعمال کی جو اونہون نے کئے ہونگے پس جبکہ حق تعالےٰ وتبارک اپنی بیغایت رحمت اور بے نہایت فضل سے ملائکہ کو بھی اور ہمارے اعضاء کو بھی ہمارے معاصی مرتکبہ فراموش فرما دینگے تو پھر ہمکو مواخذہ ہمارے معاصی مصدرہ پرکب ہوگا - ایک صحیح حدیث ہے کہ حق تعالےٰ اوس شخصکے گناہ کو نہیں بخشیگا جو رات کو گناہ کرکے صبح کیوقت اظہار اور افشا اونکا لوگون کے پاس کرے حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ مین تو اوسکے گناہونپر پردہ ڈالتا ہون اور وہ میرے پردہ کو اٹھاتا ہے تو یہہ دوسرا گناہ ہے جو وہ کرتا ہی اسلئے ایسا شخص بخشش سے بالکل محروم رہیگا - کیونکہ ایک تو خدا تعالےٰ کا پردہ ڈالا ہوا دور کرتا ہے دوسرے وہ بیجنسون کو اپنے گناہ پر گواہ بناتا ہے یہ قول بجز بخشش حقتعالےٰ کی بندگانپر ثابت کرتا ہے - گویا کہ تائب کو ہرطرح بخشنا اور عذاب عقابسے نجات دینا منظور ہے کیسے ہی سخت

گناہ کرکے اگر تائب ہوجائے تو پھر حق تعالےٰ اوس سے کبھی مواخذہ نہیں فرمائے گا۔

در صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ابوسعید خدری رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ امم سلف میں ایک شخص تھا جسنے ننانوے خون ناحق کئے تھے اوسکے دلمیں ایکروز خیال گذرا کہ مجھسے معاصی کبیرہ کا ارتکاب ہوچکا ہے اب تلافی کسطرح کیجائے اوسنے لوگون سے پوچھا کہ فی زمانہ سب سے بڑا عالم کون ہے لوگون نے پتہ دیا کہ فلان راہب زمانہ حالمیں عالم بیمثل ہے وہ اوسکے پاس گیا اور کہا کہ مینے ایک کم سو خون کئے ہیں اور ناحق ننانوے آدمیونکے قتل کا مرتکب ہوا ہون میری توبہ قبول ہوگی یا نہین اوس راہب نے جوابدیا کہ نہیں یہ سنکر اوس نے اوس راہب کو بھی وہیں قتل کردیا اور سو میں جو ایک کمی تہی وہ پوری راہب کو مارکر کردی پھر لوگوں سے پوچھا کہ اب عالم اجل زمانہ مین کون ہے اونہوں نے پتہ دیا کہ فلان شخص اب اسوقت سب میں بڑا عالم ہے وہ شخص اوسکے پاس بھی گیا اور کہا کہ مینے سو خون کئے ہین اور سو آدمیون کی جان ضایع کی ہے میری توبہ قبول ہوگی کہ نہین اوس عالم نے جوابدیا کہ تیری توبہ قبول ہونے میں کونسی چیز مانع ہے جب تو دل سے تائب ہوجائیگا تو بےشک تیری توبہ قبول ہوجائیگی مگر تو فلان سرزمین پر جا وہان چند عابد خدا کے دوست عبادت الٰہی میں مشغول ہیں تو بھی اونکے ساتھ ملکر عبادت الٰہی مین مصروف ہوجا مگر اپنے وطن کو پھر واپس نہ آنا کیونکہ وہ خطہ اچھا نہین ہے اوسنے اوس عالم کا شکریہ

ادا کیا اور اوس سرزمین کو جسکا پتہ اوس عالم نے دیا تھا سفر اختیار کیا جب نصف
راہ طے کر چکا تو اوسے موت نے آگھیرا رحمت اور عذاب کے ملائکہ بھی
آپہونچے دونو گروہ ملائکہ میں بحث قایم ہو گئی رحمت کے ملائکہ کہتے تھے
کہ یہہ شخص تائب ہے اسکی روح ہم لیجائیں گے اور عذاب کے ملائکہ کہتے تھے
کہ یہہ شخص گنہگار ہے اس نے کبھی کوئی نیک کام نہین کیا اسکی روح
کے ہم مستحق ہیں غرضکہ اسی تکرار اور بحث میں ایک فرشتہ بحکم حضرت
رب العالمین جلسلطانہ بصورت انسانی حاضر ہو گیا اوسے دونو فریقوں نے
اپنا منصف بنایا اور اوسے کہا کہ رائے فیصل دے اوسنے کہا کہ جس سرزمین کو
جارہا تھا اور جس سرزمین کا یہہ باشندہ ہے دونو کا فاصلہ معلوم کرو اگر یہ اوس سرزمین کے
قریب ہے جہاں کا یہہ رہنے والا ہے تو عذاب کے ملائکہ اسکی روح کو
لیجائیں اور اگر وہ سرزمین قریب ہی جدہر کو یہہ جارہا تھا تو رحمت کے
ملائکہ لیجائیں۔ جب فاصلہ معلوم کیا گیا تو وہ شخص اپنے وطن سے بقدر ایک بالشت
کے زیادہ نکل آیا تھا اور وہ سرزمین جہان وہ بخیال عبادت الٰہی
جارہا تھا قریب تہی پس رحمت کے فرشتوں نے اوسکی روح لے لی۔
بلکہ ایک روایت ہے کہ حق تعالے نے زمین کو حکم دیا کہ تو اسطرف کم اور اُس
طرف زیادہ ہو جا۔
[اس قصہ سے کسقدر تسلی اور تسکین ہوتی ہے اور کسقدر توبہ کی برکت
ثابت ہوتی ہے کہ ساری عمر گناہوں میں گذری ایک تھوڑا سا عرصہ ندامت
عصیان کو دلپر غالب ہو جانیسے وہ ساری عمر کے گناہ محو ہو گئے اور رحمت

الٰہی میں لایا گیا جب ایسے کبیرہ گناہ کرکے تہوڑی سی سعی کرنے سے اور اعمال نیک کے ارتکاب کا ارادہ رکہنے سے بخشش ہوگئی اور گناہ معاف کئے گئے تو جو شخص خالص اور صحیح توبہ کرلے اور پھر اعمال صالحہ بہی کرے وہ کیونکر مستحق مغفرت اور مستوجب اعلےٰ درجات کا نہوگا۔

[اسیطرح سے ایک قزاق کی نقل ہے کہ زمانۂ سلف میں کسی ملک کے اندر ایک شخص قزاقوں کا سردار اور دزدوںمیں باقتدار تہا زمانہ میں مشہور ومعروف فن قزاقی اور دزدی میں بہمہ صفت موصوف تہا وہ کسی اہل اللہ خدارسیدہ شیخ وقت کیخدمتمیں بارادۂ بیعت حاضر ہوا شیخ نے فرمایا کہ قزاقی اور دزدی سے توبہ کر اوس نے جوابدیا کہ یہہ تو میرا وجہ معاش ہے اس سے مین تایب نہیں ہوسکتا اور جو کچہہ ارشاد ہو وہ قبول کرلونگا دزدی و قزاقی کو ترک نہیں کرسکتا الغرض اسبات پر بہت اصرار اور تکرار رہا آخر شیخ کامل مکمل تہا اسے ذی استعداد دیکہکر کہا کہ اچہا جو تیرا دل چاہے کر مگر یہہ وعدہ دیدے کہ ہر کام میں انصاف مقدم اور مدنظر رکہنا بے انصافی کہیں نہ کرنا اوسنے عرض کیا کہ ہان یہہ منظور و قبول ہے شیخ نے یہہ عہد اوس سے لیکر رسم بیعت ادا کی قزاق مرید ہوجانیکے بعد اپنے گھر میں آیا رات ہوئی تو بیوی نے کہا کہ خور و نوش کا فکر کر اور کہیں جاکر کچہہ نقد و جنس لا اوسنے پوچہا کہ گھر میں کچہہ سامان خورد و نوش کا ہے کہ نہین بیوی نے جوابدیا کہ ہان ایکدو روز کیلیئے تو سامان ہے مگر جو کچہہ اور آ بہی گیا تو آیندہ کیلیئے ذخیرہ رہے گا اوسنے کہا کہ یہہ بات انصاف سے بعید ہے

کہ ایکدو روز کا سامان گھر مین موجود ہو اور مین فکر کرون القصہ جب وہ
ذخیرہ ختم ہو گیا تو بیوی نے کہا کہ ابتو سامان موجودہ سب خرچ ہو چکا ہی
ابتو فکر کرو اوسنے کہا بہت اچھا جب آدہی رات گذر گئی تو وہ قزاق
بارادۂ سرقہ گھر سے نکلا اور اپنے ہمسایہ کے گھر کیطرف متوجہہ ہوا دلمین خیال
آیا کہ یہہ میرا ہمسایہ ہے اسکا مال مینے اگر سرقہ کیا تو میرے عیال و اطفال
تو خوشی مین چہچہائینگے اور موجین اوڑائینگے اور میرے ہمسایہ کے گھر
مین رونا پٹینا اور فاقہ اور غم ہوگا اوسکے عیال و اطفال بلبلائینگے تو یہہ
انصاف سے بعید ہے اور شہر تہوڑا ہے یہان سرقہ کرنا انصاف سے بعید ہے
وہان سی دوسرے گھر کو متوجہ ہوا تو یہہ خیال گذرا کہ جسطرح ہمسایہ کی حق شناسی
نکرنا بعید از انصاف ہے اوسیطرح ہمسایہ کے ہمسایہ کے حقوق کو ملحوظ نرکہنا
بہی مقتضائے انصاف نہین غرضکہ بہر رات اور بہی گذر گئی پہرتے پہراتے اور
دیکھتے بہالتے تمام شہر کے لوگ ہمسائے اور ہمسائے کے ہمسائے نکلے
اور انصاف متقاضی نہوا کہ کسی کے گھر مین جاکر چوری کرتا آخر اوسکی نگاہ محل
شاہی پر پڑی تو دلمین خیال گذرا کہ ہان اسجگہ مال کثیر بہی ہے اور بیت المال کا
روپیہ جمع ہے اسجگہ سے اگر لیجائینگے تو بے انصافی ہوگی پس وہ محل شاہی
مین داخل ہوکر خزانہ مین چلا گیا بیش بہا جواہرات اور نقد و جنس بکثرت
اوٹہانے لگا تو دلمین خیال ہوا کہ یہہ بیت المال صرف تیرا ہی حق نہین
اسکے حقدار اور بہی ہین بقدر ضرورت لے لو زیادہ ستانی انصاف سے
بعید ہے آخر اوسنے ایحتاج کچہہ عرصہ کا حساب کرکے نقد لے لیا اور باقی

مال و اسباب سب اوسیطرح بے نقصان چھوڑ دیا صبح ہوئی تو شور ہوا کہ
خزانہ شاہی میں چوری ہو گئی خزانچی اور محاسب اور کوتوال آگئے افراد
مال کیا تہہ مقابلہ کرکے دیکھا گیا تو معدودے چند نقد میں سے گم ہونا
ثابت ہوا باقی جواہرات وغیرہ نقد و جنس سب موجود پائے گئے یہہ سرقہ
بڑا تعجب انگیز اور حیرت خیز تہا یہہ شخص چونکہ مشہور و معروف تہا اُسے بادشاہ
نے طلب کیا اور کہا کہ یہہ عجب سرقہ کسنے کیا ہے اوسکا پتہ لگا کر عرض کرو
تو اوسنے عرض کیا کہ اے جہان پناہ یہہ کام اس غلام کا ہے میں جب
خرچ سے تنگ ہو کر شہر میں بارادۂ چوری نکلا تو ہمسایہ کے گھر میں بوجہ حقوق
ہمسائگی کے سرقہ نکر سکا پہر میں شہر میں تمام پھرا جس گھر کو جاتا تہا وہ
ہمسایہ کا ہمسایہ نکلتا تھا اسلئے میں کسیکی چوری نکر سکا خزانہ معمورہ کو
دیکھکر خیال گذرا کہ یہان بیت المال کا روپیہ بکثرت جمع ہے یہاں سے لے لینا
انصاف سے بعید نہوگا اسواسطے خزانہ شاہی مین داخل ہوا اگرچہ یہاں جواہرات
و زیورات اور زر و نقرہ بکثرت موجود پایا مگر یہہ خیال کرکے کہ اس مال کے
مستحق بہت لوگ ہیں اور کسی کا حق لے لینا مقتضائے انصاف نہیں سو جب
سے بقدر کفایت خرچ میںنے نقدی لیکر قناعت کرنا عین انصاف دیکھا
اسلئے اتنے روپے لیکر باقی سب مال و اسباب میںنے چھوڑ دیا اور سارا
قصہ اپنی بیعت کا اور انصاف کے معاہدہ کا عرض کر دیا بادشاہ نے
بڑا تعجب کیا اور ایسے نامی گرامی قزاق کے راہ راست پر آجانیسے بہت
خوش ہو کر فرمایا کہ جب تو نے قزاق ہو کر انصاف کو مد نظر رکھا ہے

اور اپنے عہد کی پوری پابندی کی ہے تو انصاف جو میرا شیوہ اور فرض منصبی ہے متقاضی نہیں کہ میں تجھے اب سزا دون اور تجھے اسی حال میں چھوڑ دون پس تجھے خزانۂ شاہی سے آیندہ اسیقدر روپیہ جو تونے خود حساب کرکے خزانہ سے لیا ہے اور جسمیں تیری کل ضروریات پوری ہوجائیں گی بلا محنت و تردد کے ملتا رہے گا۔

[جائے غور ہے کہ اس شخص نے صرف ایک ہی صفت عدل کی اختیار کرکے دین اور دنیا دونو حاصل کئے تو جو شخص جملہ اوصاف انسانی سے متصف ہوگا وہ کیونکر دینی دنیاوی اعزاز و اکرام سے ممتاز و مشرف نکیا جاوے گا۔

کسی کو سیرت انصاف گیرد	چو عنقا عرصۂ تا ناف گیرد
اگر با اینہمہ موصوف گردد	زبزم دُرد نوشان صاف گردد

یہہ ہر طرحسے ثابت ہوگیا ہے کہ کوئی شخص کیسا ہی گنہگار کیون نہو جسوقت وہ جناب الٰہی میں عجز و شکستگی کے ساتھ رجوع کرتا ہے اور اپنے کیئے پر پشیمان ہوجاتا ہے اور نادم ہوکر جناب الٰہی سے معافی طلب کرتا ہے تو حق تعالے و تبارک اوسکی توبہ قبول فرماتے ہیں اور اوسکے گناہ معاف کردیتے ہیں کہ قرآن کریم میں وارد ہے وھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہٖ ویعفوا عن السیٔات یعنے اللہ وہی ہے توبہ قبول کرنے والا اپنے بندونکی اور بخشنے والا اونکے گناہونکا ہے اور اپنے تائب بندگانکو الواثِ ذنوب سے بالکل پاک کردیتا ہے اگرچہ

گناہ بیشمار نظر آتے ہوں -

فائدہ بندہ کا اپنے گناہونکو اپنی حیثیت کی نسبت سے بہت جاننا اور بہت دیکھنا ہی ایک نشانی ایمان کی ہے چنانچہ صحیح حدیث ہے کہ فرمایا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے المومن یری ذنبہ کالجبل فوقہ یخاف ان یقع علیہ والمنافق یری ذنبہ کذباب علی انفہ فاطارہ کہ مومن اپنے گناہونکو اپنے سر پر مانند پہاڑ کے دیکھتا ہے اور اوسکے اپنے اوپر گرنیسے ڈرتا ہے اور منافق اپنے گناہونکو مانند اُڑجانے والی مکھی کے دیکھتا ہے اپنی ناک پر جو اوڑانے سے اوڑجاتی ہے - پس گناہونکا بہت جاننا علامت سعادت کی اور نشان ایمان وحیا اور مغفرت کا ہے اور گناہونکا تہوڑا جاننا اور بے حقیقت دیکھنا علامت شقاوت کی اور نشان بے ایمانی اور بے حیائی اور عذاب کا ہے کیونکہ جو کوئی اپنے گناہونکو بہت دیکھے اور کثیر جانے گا وہی خائف بہی ہوگا اور اوسیکو ندامت بہی ہوگی اور دل سے توبہ بہی وہی کرے گا اور اونکے سہو ومحو کے واسطے تدارک بھی وہی کرے گا اور جو کوئی اپنے گناہونکو ہیچ اور ناچیز سمجھے گا وہ نہ منفعل ہوگا نہ محتاج توبہ کا اپنے آپکو جانے گا اور اسیوجہ سے وہ توبہ واستغفار کے فوائد اور برکات سے محروم رہے گا - ہاں اگر حق تعالےٰ کے فضل ورحمت اور عفو پر نظر کر کے اپنے گناہونکو ناچیز اور ناشے سمجھے تو ایسا سمجھنا عین واجب لازم ہے کیونکہ بندہ کے گناہ اوسکی حیثیت

کے مقابلہ میں کیسے ہی بیشمار اور کثیر کیون نہون حق تعالےٰ کی رحمت اور بخشش کے مقابلہ میں کچھہ بھی حقیقت نہیں رکھتے وہ بخشے تو ذرا دیر نہیں لگتی ہے۔

گناہ من ار نامدے در شمار	ترا نام کے بودے آمرزگار
ہم بھی کھینگے داور محشر سی روز حشر	کیا کیا گنہ کیئے تیری رحمت کے زور پر

بہر حال تائب کو چاہئیکہ اپنے گناہونکو بہت دیکھتا رہے اور اپنی توبہ کو ناکمل جانتا رہے یہہ خیال نکرے کہ میں تائب ہوکر اب گناہونسے پاک اور صاف ہوگیا ہون یہہ دیکھنا بھی ایک گناہ بجائے خود ہے حضرت مولانا جامی رح فرماتے ہیں سبحۃ الابرار میں۔

اے زہر رو ہمہ را روئے تو	روئے ہر ذرہ زہر روئے تو
کار ما چیست گنہ ورزیدن	عادت تو گنہ آمرزیدن
توبہ از بندہ بود سُست نہاد	توبہ آلست کش از لست کشاد
بار نہ بارفگن ہر دو توئی	توبہ دہ توبہ شکن ہر دو توئی
ہر کہ شد گم شدۂ تیہ گناہ	جز بتوبہ نشود بردئے براہ
جامی گم شدہ را بخش نجات	توبہ روزی کن و بر توبہ ثبات
نخوت توبہ بردن بزسرش	دیدن توبہ بپوش از نظرش
بیش آن دیدہ کہ روشن نظر است	دیدن توبہ گناہ دگر است
میزند این از ہستی سر	کس نخورد از شجر ہستی بر
از ورع ہر کہ زبر دستی یافت	پنجہ زور در ہستی تافت

اس کلام مین بڑی تنبیہہ یہہ ہے کہ توبہ کرکے پہر نہ دیکھے کہ مین تائب ہون اور گناہون سے پاک ہوگیا ہون بلکہ یہ سمجھے کہ میری گناہ بیشمار ہین اور توبہ میری ناکمل ہے۔جناب الٰہی مین تضرع وزاری سے التجا کرتا رہے اور اپنے آپکو عاصی اور خطاوار جانتا رہے اور اوسکے فضل اور بخشش پر نگہ رکھے توبہ کو براہ استکبار کے نہ دیکھے۔غنیۃ الطالبین مین بروایت محمد بن مطرف رحمۃ اللہ علیہ کے ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ حق تعالےٰ جلسلطانہ فرماتے ہین کہ رحمت ہو فرزند آدم پر کہ وہ گناہ کرتا ہے اور پہر مجہسے آمرزش طلب کرتا ہے پس مین اوسی بخشدیتا ہون اور وہ پہر گناہ کرتا ہے اور پہر مجہسے بخشش طلب کرتا ہے اور مین اوسے پہر بخشدیتا ہون رحمت ہو اوسپر اوسوقت تک کہ وہ گناہ نہیں چہوڑتا اور نہ میری رحمت سے ناامید ہوتا ہو اے ملائکہ تم گواہ رہو کہ مینے اوسے بخشا بخشا بخشا۔یہان حق تعالےٰ وتقدس کی کسقدر رحمت کی وسعت ثابت ہوئی ہے کہ باوجودیکہ بندہ سے معاصی پر معاصی صادر ہوتے رہین اوسکی رحمت ہی کبھی بند نہیں ہوتی اور آخرکار رحمت حق تعالےٰ غالب ہوجاتی ہے اور اُن گناہون کو چہپا لیتی ہے حضرت امیر المومنین امام المتقین اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام فرماتے ہین۔

رباعی

یا صاحبی الذنب لاتقنطوا	فان اللہ رؤف رؤف
اے گنہگارو ناامید مت ہو	اسلئے کہ اللہ تعالےٰ بڑا مہربان
ولاترحلن بلاعدۃ	فان الطریق مخوف مخوف
کوچ مت کر بغیر سامان سفر کے	اسلئے کہ راہ پُر وحشت اور دہشت ناک ہے

بیت

تغافل مرو که مرکب مردان مرد را	در سنگلاخ بادیہ پیہا بریدہ اند
نومید ہم مباش که رندان بادہ نوش	ناگہ بیک خروش بمنزل رسیدہ اند

یہان یہ سمجہ لینا سخت نادانی اور کم بختی ہے کہ زبان سے توبہ و استغفار کہدین اور ذراسی ندامت دل مین لے آئیں پھر خواہ کتنے ہی گناہ دیدہ و دانستہ بوجہ غلبہ نفسانیت کے کیئے جائین تائبین کے زمرے مین شامل ہوجائینگے محض خیال خام اور اندیشہ بیہودہ ہے +

رباعی

در دل اثر گناہ و بر لب توبہ	در صحت خوشدلی و در تپ توبہ
ہر روز شکستن است و ہر شب توبہ	زین توبۂ نادرست یارب توبہ

ایسی توبہ جھوٹہون کی توبہ ہے - توبہ کامل اوسیوقت ہوگی جب اوسکی شرایط پوری ہونگی یعنے ہمیشہ کے لئے ندامت کا دامنگیر ہوجانا اور قصد ترک معاصی کا پیدا ہونا اور اعمال صالحہ کیطرف رغبت دلی ہونا وغیرہ وغیرہ - جو شخص ان شرایط کے مطابق توبہ کرے گا تو اوسکی توبہ سچی بہی ہوگی اور قبول بھی ہوگی بلا لحاظ شرایط توبہ کے اگر کوئی توبہ کرے گا تو وہ توبہ نہین بلکہ معاذ اللہ مضحکہ ہے -

(یہان یہہ بہی سمجہ لینا بڑی غلطی ہے کہ جب آدمی تائب ہوجاوے توپہر اوس سے کسی گناہ کا ارتکاب بھی نہیں ہوتا - کیونکہ بے گناہ سوائے انبیا علیہم السلام کے کوئی فرد بشر نہیں خواہ قصداً یا سہواً یا سراً یا علانیۃً

کسیطرح کا ہو زمانۂ حیات میں آخر مرتکب ہو ہی جاتا ہے ایسے تائب
کی تسلی کیلئے حق تعالے نوید اور بشارت دیتا ہے کہ میں اوسکو گناہ
اوسکے بخشدونگا +

حضرت شیخ شرف الدین یحیٰی منیری رحمتہ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں
ارقام فرماتے ہیں کہ اے بہائی گناہ بلائے سخت ہے کہ گناہ کا اول
تو سختی دل کی ہے اور آخر اوسکا کفر و بدبختی نعوذ باللہ منہا ابلیس اور بلعم
باعور کی حکایت کو نہ بہولو دونو کا پہلا کام گناہ تہا اور آخر دونو کا کفر
کو پہونچ گیا -

ذ صالحین میں سے ایک بزرگ کا قول ہے کہ سیاہی دل کی گناہ سے
ہوتی ہے اور علامت دلکی سیاہی کی یہہ ہے کہ گناہ کرنیسے نہ ڈرے
اور طاعت کرنیسے لذت نہ پائے اور اگر کوئی نصیحت سنے تو اوس کے
دلمیں اثر نہو - پس غافل نرہ اور توبہ میں تعجیل کر کہ اجل آڑ میں کہڑی
ہے - اگر تونے توبہ کی اور پہر توڑدی اور گناہ کا ارتکاب کیا تو پہر
توبہ بہی اوسیوقت کرلے اور اپنے نفس سے کہہ کہ شاید اس توبہ کے بعد
گناہ کرنیسے پہلے ہی مرجاؤن پس جتنی دفعہ گناہ کا مرتکب ہو عمل کر اور
توبہ کرنیمیں گناہ کرنیسے زیادہ عاجز نہو اور شیطان کے منع کرنے سے
توبہ کرنیسے نہ رُکجا اور اگر یہہ کہے کہ مجہے توبہ کرنیسے یہہ بات روکتی
ہے کہ مین یقیناً جانتا ہون کہ مین پھر گناہ کرونگا اور پھر توبہ میری ثابت
اور قایم نہیں رہیگی اسلئے ایسی توبہ کرنیسے کیا فایدہ ہے تو جان لے

اور یقیناً سمجھ لے کہ یہہ سب شیطان کا غرور ہے جو تجھے باز رکھتا ہے تجھے کسطرح
معلوم ہوا اور تو نے کیونکر جانا کہ تو دوبارہ گناہ کرنیکے وقت تک زندہ
رہے گا کیا عجب ہے کہ تو گناہ کرنیسے پہلی ہی مرجائے۔ مگر ہاں تیرا اس
بات سے خوف کرنا کہ پھر گناہ میں مبتلا ہوجاؤنگا تیرے لئے اسیقدر
ہے کہ تو صدق دل سے توبہ کرے پھر توبہ کا پورا کرنا اور تمام کرانا خدائے
عزوجل پر ہے اگر پورا کرادیوے فہو المراد ورنہ پھر بہی یہ فایدہ تو ہوگیا
کہ جسقدر پچھلے گناہ تیرے تھے وہ تو بخشے جائینگے اور اونسے تو کلی صاف
و پاک ہوجائے گا اگر رہا تو تیرے ذمہ نئے گناہ کا بار رہا تو یہہ بہی ایک عظیم
فائدہ ہے اس لئے تجھے واجب ہے کہ جب تجھسے گناہ ہوجائے فوراً
توبہ سے تدارک کرے یہی قول پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے
کہ گنہگاروں مین بہتر لوگ وہ ہیں جو بہت گناہ کرکے بہت توبہ کریں
روایت ہے کہ جسوقت بندہ ایاک نعبد کہتا ہے تو حق تعالے جلسلطانہ
فرماتا ہے کہ میرا بندہ جو کچھہ لایا ہے قبول کرلو اور لے لو پھر بندہ جسوقت
ایاک نستعین کہتا ہے تو پروردگار تعالے و تقدس فرماتا ہے کہ جو کچھ
میرا بندہ مانگتا ہے دیدو کہ بادشاہی خزانہ کی رونق سائلوں سے ہوتی ہے
غرضکہ کسی وقت تجدید توبہ سے غافل نہونا چاہیئے اور کمر ہمت توبہ پر
چست باندہنی چاہیئے تاکہ حق تعالے و تقدس توبہ کی حقیقت کو تجھے
پہنچا دیوے کیونکہ اصل کار توبہ ہے اور سرمایہ کار ایمان توبہ ہے
اور اس راہ میں ایمان ہی لیجاتا ہے اور یہہ بوجہہ ایمان ہی اوٹہاتا ہے

اور یہہ خونخوار بادیہ ایمان ہی قطع کرتا ہے اور اس صحرعیط کی سیاحت ایمان ہی کرتا ہے اور یہہ شربت ایمان ہی نوش کرتا ہے اور یہہ دردبہی ایمان کو ہی ہوتا ہے اور اسکی طلب بہی ایمان ہی کرتا ہے۔ جب توبہ ظاہر ہوئی ایمان بہی ظاہر ہوا کیونکہ ایمان کا آفتاب سینہ پر بقدر اوسکی توبہ کے چمکیگا جسقدر درگاہ توبہ اوسپر کشادہ ہوگی اوسی قدر ایمان کا آفتاب بہی اوسپر تاباں ہوگا کیونکہ حقیقت توبہ کی گردش یعنے پہرنا ہے اپنے نہاد سے - مریدوں کو چلہ بہی اسلیئے فرمایا جاتا ہے یعنے اِس گردش کیلیئے تاکہ وہ اپنے نہاد سے پہر جائے پہر جب مرید اپنی نہاد سے پہر گیا کچہہ اَور ہی بنگیا جسے تونے پہلے دیکھا تہا اب یہہ شخص وہ نہیں رہا کچہہ آور ہی ہوگیا جب اوسکی صفات بدل گئیں تو وہ بہی بدل گیا اگرچہ ذات باقی رہجائے کہ اوسکا اعتبار نہیں پس اوسکا ایمان بہی کچہہ اور ہوگیا اور یہہ وہ ایمان ہے جسے حقیقت ایمان کہتے ہیں اس گردش سے پہلے بجز تقلیدی اور حرکت لسانی کے اور کچہہ نہ تہا جسطرح عوام خلق کا ہے +

مثنوی

تا کے بزبان خدا پرستی	این نیست مگر ہوا پرستی
تا نگردی تو مسلمان از درون	کے توانی شد مسلمان از بروں
تا کے بزبان نفس برآری	ایمان بدل ست تو دل نداری

یہ خرلنگ ایمان تقلیدی اور حرکت لسانی جو میرا اور تیرا ہے بڑا نہیں

چلسکتا اور نہ یہہ بوجہہ اوٹہا سکتا ہے اور نہ یہہ خونخوار بادیہ قطع کرسکتا ہے اور نہ یہہ شربت مردون کا پی سکتا ہے مثل مشہور ہے کہ ہاتہی کا بوجہہ پشہ ضعیف نہیں اوٹہا سکتا۔

شعر

بار مسیحا نہ کشد ہر خرے	محرم دولت نبود ہر سرے

مگر اس مقام کی دوری اور اِسکام کے ہول سے اپنی خاطر میں فتور اور لفتور نہیں لانا چاہیئے اور گریز نہ کرنا چاہیے۔ خبردار نومیدی کسی حالمیں کسی کے لیئے جائیز نہیں ہے یہان کار بیعلت ہے بہار کی یہان ضرورت نہیں بہت ایسے شخص ہیں جو بتون کے آگے سے سر اوٹہا کر طرفۃ العین میں کہ ہنوز سجدہ گاہ بتکدہ کا گرم ہی تھا ملک و فلک سے گذار کر لیجاے گئے اور ایسی صفت میں پہنچاے گئے کہ جن و انس و ملک اوسے واپس لینا چاہتے ہیں اور اوسکا نشان تک نہیں ملتا اور حیران و سرگردان ہو گئے کہ یہہ کیا تھا اور کیا ہو گیا اور جواب آئے کہ فعال لما یرید جو چاہے کرے اور جو چاہتا ہے کرتا ہے چون و چرا کا اوس جناب میں بار نہیں اور نہ علت کو کوئی مدخل ہے یہان کام بیعلت ہیں ایک کو بایزید کہتے ہیں اور دوسرے کو ابو جہل ایک کو تو اعلی علیین پر لیجاتے ہیں اور دوسرے کو اسفل السافلین میں ڈالدیتے ہیں اور درمیان میں کوئی علت نہیں ہوتی۔ چون و چرا عالم انسانیت میں خرچ کردہ یہہ وہان سے نکل گئے ہین +

تیسرا نتیجہ سیئات کا مبدل بحسنات ہونا ہے۔ یعنی جسقدر بندہ سے گناہ صادر ہوئے ہون توبہ و استغفار کی برکت اور حق تعالیٰ و تبارک کی رحمت سے مبدل بحسنات ہو جاتے ہیں اور سب برائیان اور تمام بدیاں بدلکر نیکیاں اور بھلائیاں ہو جاتی ہیں چنانچہ حق تعالیٰ کا قول ہے کہ اولٰئك يبدل الله سيئاتهم حسنات یعنے اللہ تعالیٰ اونکی برائیاں بدلکر نیکیاں کر دیتا ہے ایسی ہی ابن مبارک نے بروایت حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کے لکھا ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ گنہگار بندہ بعض وقت اپنے گناہ کیوجہ سے بہشت میں داخل ہو جاتا ہے لوگون نے عرض کیا کہ یہہ کیا بات ہے آپنے فرمایا کہ بندہ جسوقت اپنے گناہون سے خائف ہو کر اور ڈر کر پیچھے ہٹتا اور بھاگتا ہی تو وہ گناہون سے پیچھے ہٹتا ہٹتا بہشت میں جا گرتا ہے +

د غنیتہ الطالبین مین بروایت حضرت سلمان فارسی رحمتہ اللہ علیہ کے وارد ہے کہ بنی اسرائیل کی کتب میں ایک واقعہ درج ہے کہ زمانہ سلف میں بنی اسرائیل کے عہد مین ایک عورت بدکار اور فاحشہ تھی جو حسن و جمال میں اپنا مثال نہیں رکھتی تھی اور گانے ناچنے میں بھی مہارت تمام رکھتی تھی اور شیوہ و عشوہ اور فن دلربائی میں بھی اپنی نظیر آپ ہی تھی۔ ایک ہی نظر مین دیکھنے والے کو اپنے حسن و جمال اور خوبہونپر فریفتہ و شیدا بنا لیتی ہزارون کو اوسنے اپنا شیدا بنا لیا تھا اور سینکڑونکو اپنے دام میں پھنسا چکی تھی اوسکا معمول تھا کہ اپنے گھر کے دروازہ صدر

مین ایک تخت کے اوپر بہت بناؤسنگار کرکے اور زیور وخط وخال سے آراستہ
وپیراستہ ہوکر بڑے نازوانداز دلربائی کے ساتھ بیٹھی رہا کرتی جسے
دیکھکر ہرایک رہ گذر اوسکا شکار ہوجاتا اور جو کوئی اوسکی مواصلت کا
خواہاں ہوتا بلا ادائے اجرت مقررہ کے قریب نہونے دیتی تھی اتفاقاً
ایک روز ایک عابد وزاہد بنی اسرائیل کا بھی گذر اُدھر سے ہوا ناگاہ اس
عابد کی نظر بھی اوسپر پڑ گئی چار چشم ہوتے ہی اوسکا شکار ہوگیا اور دل
کہو بیٹھا اور بالکل بے قابو ہوگیا پاؤن زمین میں وہیں گڑ گئے طاقت
رفتار نرہی نظر سے غائب ہوجانا سخت ناگوار ہوگیا اب نفس کی اور
عقل کی اندر ہی اندر جنگ شروع ہوگئی ہرچند عقل نے زہد وعبادت
کو یاد دلایا عذاب الٰہی سے ڈرایا بہشت ونعمات بہشت کا وعدہ سنایا
مگر نفس بے قابو ہوچکا تھا تہا وہ کب کیسکی سنتا تھا اور کب کہین دہیان
کرتا تھا بعد کثیر حیص بیص کے جب نفس پر قابو نہ پاسکا تو اوسنے تمام اپنا
اثاث البیت فروخت کرکے چند دینار بہم پہونچائے اور اوس بیوا
کے پاس گیا اور دوختہ اندوختہ دینار ادا کرکے طالب مقارنت کا ہوا
جب وہ عابد اوس عورت کے ساتھ خلوت میں گیا اور اوسکی مواصلت
پر راغب ہوا تو اوسکی عبادت اور بندگی کی برکت نے رحمت الٰہی کے
دریا کو جوش دلایا اور اوسے غفلت سے ہوشیار کردیا اور یکایک دلمیں اوسکی
یہ خیال گذرا کہ ہیہات ہیہات مجھے کیا ہوگیا اور میں کس حالت مین
اور کس بلا میں گرفتار ہون میں یہہ کیا کرتا ہون حق تعالےٰ عرش اعظم

سے مجھے کسحالمیں مصروف ہونا دیکھ رہے ہین حرام کاریمیں نفس کا پیرو
ہوکر اعمال صالحہ اپنے تباہ اور نامۂ اعمالکو سیاہ کر رہا ہون اور تمام عمر کی
ریاضت وعبادت کو کس شرمناک کامیں برباد کرتا ہون کیا غضب کہ
جسکا ڈر ہے اوسیکے روبرو بدکاری کا مرتکب ہوتا ہون غرضکہ یہہ خیال
اوسکے دلمیں ایسا غالب ہوا اور خوف الٰہی اوسپر ایسا طاری ہوا کہ اوسکے
سارے جسم پر رعشہ ہوگیا اور بدن پر رونگٹے کھڑے ہوگئے رنگ متغیر ہوگیا
جب اوس عورت نے اوسکی طرف نگہ کی اور اوسکا یہہ حال دیکھا تو پوچھا
کہ اے بندہ خدا تو کس کام کیواسطے آیا تھا اور اب کیا کر رہا ہے تیری
بوٹی بوٹی کانپ رہی ہے اور سر سے پاؤں تک تجھی لرزہ ہے رنگ چہرہ کا بھی
دگرگون ہے پہلے اتنی گرمجوشیان اور اب یہہ سرد مزاجیان اسکا سبب
کیا ہے اوس عابد نے کہا کہ اسوقت مجھے یارائے کلام اور تاب گفتگو
کی بالکل نہیں ہے تیرا بڑا بھاری احسان میرے حالپر اسوقت یہہ ہوگا
کہ مجھے چلی جانیکی اجازت دیدے جو کچھہ مین تجھے دیچکا ہون وہ تیرا مال ہے
میں واپس نہیں لینا بشرطیکہ مجھے چلا جانیدے اوس عورت نے کہا کہ میں کبھی
اجازت نہین جانے کی ندونگی جبتک مجھے اصلی حال نہ بتا دوگے اوس عابد
نے کہا کہ مین نے اپنی تمام عمر مین کوئی کام بجز یاد و عبادت الٰہی کے
کبھی نہیں کیا اور کبھی کسی عورت کیطرف راغب نہین ہوا تھا شومی
قسمت سے میرا گذر اسطرف کو ہوا تیرے حسن و جمال سحر تمثال نے مجھے ایسا
بیصبر اور بے باک کر دیا کہ سوائے تیرے وصال کے شوق کے اور

سب کچھہ فراموش ہوگیا میں تیرے پاس اپنا کل اثاث البیت فروخت
کرکے جو کچھہ نقد مجھے ملا لے آیا اسوقت جو میں تیرے قریب ہوا اور
مستعد بہ بدکاری ہوا تو خداوند تعالےٰ و تقدس کی عظمت و کبریائی کی
دبدبہ اور رعب نے میرے دلکو مغلوب کرلیا اور اوسکا قہر اور غضب جو
نافرمانون اور گنہگارونپر وہ کرتا ہے مجھے نظر آگیا اوس کے خوف و
ہیبت نے میری تاب و توانائی سب دور کردی ہے اور مجھے سب کچھہ
فراموش کردیا ہے اب میں اپنے آپے قابو نہیں پاتا ہون مجھے خدائے
کریم کے واسطے رخصت دیدے کہ میں چلا جاؤن اوس عورت نے
کہا کہ اچھا یہہ بتلادو کہ تمہارا نام کیا ہے اور تم کہان رہتی ہو اوس
مرد عابد نے جلدی سے اپنا نام و پتہ بتلا کر گھر کی راہ لی اور اپنے کردار
ناصواب پر روتا اور تاسف کرتا ہوا اور نفس کو لعنت و ملامت کرتا ہوا
ازالۂ معصیت کیواسطے معتکف ہوگیا اور توبہ و استغفار میں بکمال تضرع
وزاری مشغول ہوا اودہر اوس عورت کے دل پر بہی اوس عابد کا کلام
سنکر اور احوال دیکھکر خوف الٰہی پیدا ہوگیا ایکروز بیٹھے بیٹھے اوس عورت
کے دلمیں خیال گذرا کہ اوس مرد خدا کو باوجودیکہ کسی گناہ کا اوس نے
ارتکاب ہنوز نہیں کیا تھا صرف بارادۂ بدکاری کے یہان تک آئنیسی عذاب
الٰہی نظر آگیا اور وہ اوسکے خوف و ہیبت سے بالکل بدحواس ہوگیا میں
جو اتنی مدت سے مرتکب معاصی کی ہورہی ہون اور خود گمراہ اور ہزارون
بندگان خدا کو گنہگار بنا رہی ہون میرا حال کیا ہوگا یہہ خیال وس

عورت کے دلمیں ایسا جاگزین ہوا کہ اوسنے بدکاری یکقلم چھوڑ دی
اور آراستگی اور مشاطگی اور منظر عام پر نشست ترک کردی اور دروازہ
آمد و رفت بدکاران کیواسطے بہی بند کردیا اور پاک صاف ہوکر یاد الٰہی
میں رہنے لگی کچھہ عرصہ اوسکا اسیطرح گذرا ایکروز اوسی خیال ہوا کہ
اوس نیکبخت مرد کی ذراسی صحبت سے مجھے یہ فیض ہوا کہ میں بدکاری
اور گنہگاری سے باز آگئی اور یاد حق کی رغبت حاصل ہوکر وہ مزہ
حاصل ہوا جو پہلے کبھی نصیب نہیں ہوا تھا اگر باقیماندہ عمر بہی میری
اوسی مرد کی خدمت اور صحبت میں گذرے تو مجھے فوایدکثیر میسر ہون
اور اوسکی صحبت کی برکت سے مستفید ہون بلکہ اوسکی زوجیت میں آکر
عبادتِ الٰہی میں مددلوں چنانچہ وہ عورت برقع اوڑہکر اوس پتہ پر
گئی اوس قریہ میں جہاں وہ مرد عابد رہتا تھا پہونچکر پوچھتی پوچھتی
اوسکے مکانپر پہونچی کسی ہمسایہ نے اوس عابد سے جاکر کہا کہ ایک
عورت تیرے ملنے کو باہر کھڑی ہے اور تجھے بلاتی ہے وہ عابد باہر نکل
آیا اور اوس عورت کے پاس آکر کھڑا ہوا اوس عورت نے اول تو
برقع کے اندر سے ہی بخوبی شناخت کرلیا جب اطمینان ہوگیا کہ یہ زاہد
وہی ہے تو اوس عورت نے اوسکے متصل ہوکر برقع موہنہ پر سے اُتار
دیا اور نقاب چہرہ اوٹھادیا تاکہ وہ زاہد بھی اسے پہچان لے چنانچہ
اوس عابد نے جب اوس عورت کے چہرہ کو دیکھکر پہچانا کہ یہہ وہی
عورت ہے جسکے پاس میں بارادۂ معصیت گیا تہا تو وہ سارا وقوعہ

اوسکی نظر کے سامنے آگیا اور اوسوقت کے سب کوائف یاد آکر اپنے
کردار کی ندامت ایسی غالب ہوگئی کہ اوسے پہر رعشہ عظیم ہوگیا اور
تمام جسم عرق ندامت میں غرق ہوگیا اوسنے ایک ایسا دردناک نعرہ
مارا کہ بیہوش ہوکر گر گیا اور اوسکی روح قالب عنصری سے پرواز
کر گئی وہ عورت یہہ واقعہ دیکھکر نہایت پریشان ہوئی اور اپنی
بدنصیبی اور کم قسمتی پر سخت متاسف ہوئی اور نارسائی بخت پر رونے
لگی لوگوں نے اوس سے دریافت کیا تو اوسنے کل حال اپنا بیان کیا
لوگوں نے کہاکہ خیر اب تقدیر آلہی سے کچھہ چارہ نہیں مرنیوالا تو مرگیا
ہے مگر اسکا ایک چھوٹا بہائی ہے اور ویسا ہی وہ بہی نیک بخت اور
عابد اور زاہد ہے لیکن ہاں وہ قلاش اور مفلس ضرور ہے مگر دیگر
جملہ صفات میں اسنے متوفی بہائی جیسا ہے اوس عورت نے کہاکہ مال
و دولت کی تو کوئی پرواہ نہیں کہ میرے پاس کثیر مال ہے مجھے عابد
اور زاہد مطلوب ہے لوگوں نے کہاکہ پھر اوس سے بڑہ کر عابد اور زاہد
اور نیک بخت کوئی کم ہوگا آخر اوس مرد متوفی کے بہائی کو بلواکر اوس
عورت کے سامنے کیا گیا اور اون دونوں کا ازدواج مجمع عام میں کیا گیا
وہ عورت اوس مرد کے گھر میں آباد ہوکر تسبیح و تہلیل میں مشغول
ہوگئی کہتے ہیں کہ اوسی عورت کے بطن سے سات فرزند پیدا ہوئے
اور وہ ساتوں بنی اسرائیل میں پیغمبر گذرے - اب دیکھنا چاہئے
کہ اس عورت کے کردار ناصواب بیحد و بیحساب باوجودیکہ ہوچکے تھے

مگر جب اوسنے محض رضای حق کے واسطے دلسے توبہ کرلی اور پھر
اعمال صالحہ اختیار کرلے تو اوسکے گناہ سب معاف ہوگئے اور اوسے
الواث ذنوب سے پاک کرکے مستحق عیش جاودانی کا بنایا گیا اور
انعامات کونین سے مالامال کرکے اور کل نجاستون اور پلیدیوں وغیرہ
سے اوس کا باطن صاف کرکے نورسے معمور کردیا گیا پس یہہ ثابت
ہوگیا کہ کوئی شخص کیسا ہی گناہگار کیون نہو جب وہ جناب الٰہی
میں عجز و انکسار کیساتھ اپنے کردار پر نادم ہوکر رجوع کرتا ہے تو حقتعالے
وتبارک اوسکو کل ذنوب کے الواث سے پاک و صاف کرکے اپنی درگاہ
عزت کے قرب کے لایق بنا دیتا ہے ایک حدیث شریف مین بروایت
ابن ماجد رضی اللہ عنہ بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے
ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم نے لو علمتم
الخطایا حتی تبلغ السماء ثم تبتم فتاب اللہ علیکم یعنے
اگر تم اتنے گناہ کرو کہ وہ آسمان تک پہونچ جائیں اور پھر تم نادم
ہوجاؤ تو اللہ تعالے وتبارک تمہاری توبہ کو قبول فرما لیتا ہے
اور اپنی رحمت کے ساتھ تمہاری طرف رجوع فرماتا ہے توبہ کا فائدہ
اس سے زیادہ اور کیا ہوسکتا ہے کہ ہمارے اعمال بد اوس کے
نزدیک اعمال صالح ہوجائیں اور ہمارے عیب بھی اوسکے نزدیک
صواب ہون سبحان اللہ العظیم وبحمدہ حق تعالے نے کیا بیش بہا
ذخیرہ ہمکو عطا فرمادیا ہے اور کیا آسان عمل ہمکو دے دیا ہے

جس سے ہم گنہگار اوسکے عذاب و عقاب سے محفوظ رہیں اور گنہ کرکے
بہی مورد عنایات ابدی کے بنجائیں کیونکہ قرآن مجید میں حق تعالے نے
وعدہ فرمایا اور بشارت دی ہے کہ یا ایہا الذین آمنو توبوا الی اللہ
توبۃ نصوحا عسیٰ ربکم ان یکفر عنکم سیأتکم و یدخلکم جنت
تجری من تحتہا الانہار یعنے اے ایمان والو توبہ کرو اللہ کی جناب
میں توبہ نصوح یعنے توبہ خالص سے تاکہ پروردگار تمہارا تمہیں تمام گناہ
بہلادے اور تمہاری عیب پوشی کرکے تمکو داخل کردے بہشت میں جسکے
نیچے انہار جاری ہیں - آمنو سے مراد سب وہ لوگ ہیں جو حق تعالیٰ
کی وحدانیت اور صمدانیت پر اوسکے انبیا اور مرسلیں پر خصوصاً خاتم
النبیین سید الاولین و الآخرین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کی رسالت پر اور کتب سماوی خصوصاً قرآن کریم پر اور ملائکہ پر
اور حشر و نشر کے وقوع پر اور تمام احکام الٰہی پر ایمان لائے ہیں اور
حق تعالے کے وعدونکو حق مانتے ہیں +

رباعی

ہرچند کہ بے حساب زلات شوند	بیرون ز شمار گرچہ سئیات شوند
یک ذرہ نداستے چو در دل آرند	سئیات مبدل شدہ حسنات شوند

چوتھا نتیجہ مستجاب الدعوات ہونے کا ہے یعنے تائب جو دعا
حضرت رب العالمین میں کرے قبول ہو اور اوسکا مدعا اوسے عطا
ہو اور کیون نہو کہ جب تائب حبیب خدا کا ہو جاتا ہے تو محب کو

اپنے حبیب کی خاطر ملحوظ ہونیکے سبب سے کسی طرح کا دریغ نہیں رہتا
اور حبیب جو کچھ چاہتا ہے اور طلب کرتا ہے محب دیکر راضی ہوتا ہے
جیسے توبہ کی فضیلت میں حق تعالےٰ جل وعلا نے قرآن مجید میں ذکر
فرمایا ہے اور اوسپر احادیث اور اقوال بزرگان دین کے بکثرت وارد
ہیں ویسے ہی توبہ کے قبول ہونے اور تائب کی دعا کے مستجاب
ہونے میں آیات اور احادیث بہی موجود ہیں چنانچہ قول حق سبحانہ
وتعالےٰ کا غافر الذنب قابل التوبۃ یعنے بخشنے والا گناہوں کا
اور قبول کرنے والا توبہ کا اور پھر دوسرے مقام پر فرمایا ہے ان اللہ
ھو التواب الرحیم یعنے تحقیق اللہ تعالےٰ وہی ہے تواب اور رحیم
یہاں تواب کے معنے رحمت کیساتھ بندوں کی طرف رجوع کرنے والے
ہیں اور رحیم کے معنے بخشش کرنے والیکے رحمٰن اور رحیم کے لغوی
معنے تو ایک ہی ہیں مگر مفسرین اور محدثین نے فرق کیا ہے اور
لکھا ہے کہ رحمٰن وہ ہے کہ جو کچھ اوس سے سوال کریں اور مانگیں
دیوے اور رحیم وہ ہے کہ اگر اوس سے سوال نکیا جائے
تو ناخوش ہو پس ان معنوں سے جو اس آیۃ کریمہ کا مطلب ہوتا ہے
اوس سے تائب کے واسطے دعا و سوال کرنیکے لئے کسقدر تاکید
مترشح ہے احیاء العلوم میں حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت
حضرت امام حسن علیہ السلام کے لکہا ہے کہ جب اللہ تبارک وتعالےٰ نے
حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی تو اونکو تمام ملائکہ

نے تہنیت دی اور حضرت جبرئیل و میکائیل علیہما السلام بھی آئے
اور فرمایا کہ یا آدم خداوند تعالے نے آپکی توبہ قبول فرمائی اب تو کلیجہ
ٹھنڈا ہوا تو حضرت آدم نے جواب دیا کہ اے جبرئیل اگر بعد توبہ کے بھی مجھسے
بازپرس کیجاتی تو پھر میرا کہاں ٹھکانا تھا اوسیوقت وحی ہوئی کہ
اے آدم تونے اپنی اولاد کے واسطے رنج و محنت کا توارث چھوڑا
ہی تھا اب تونے توبہ کو بھی بطریق ارث کے اپنی اولاد کیواسطے
چھوڑا ہے تیری اولاد میں سے جو کوئی مجھے پکارے گا میں اوسکی
فریادرسی کردنگا اور جو کوئی مجھسے مغفرت طلب کرے گا میں اوسپر
بخل نکرونگا کیونکہ میرا نام قریب و مجیب ہے۔ اے آدم میں
توبہ کرنے والونکو قبرون سے ہنستے ہوئے اور بشارات سنتے ہوئے
اوٹھاؤنگا اور جو وہ دعا کرینگے قبول کرونگا +
ایک حدیث شریف میں ہے کہ خدایتعالے بندہ کی توبہ سے بہت خوش
ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ خوشی کا مرتبہ قبول سے برتر ہے جب مالک خوش
ہوگیا تو اس سے بڑھکر اور کیا ہے اسیلئے توبہ کا دروازہ کبھی
بندون کے واسطے بند نہیں ہوتا اور ہر وقت یہہ دروازہ کھُلا
رہتا ہے کہ بندگان خدا توبہ کرین اور اپنے مالک کیطرف رجوع
کرین اور اوس سے اوسکی بخشش طلب کرین چنانچہ ایک روایت
صحیح سے ہے کہ بہشت کے آٹھ دروازے ہیں اور ان آٹھ دروازن میں
ایک دروازہ توبہ کا ہے سات دروازے جو اور ہیں کبھی کھُلجاتے

ہیں کبھی بند ہو جاتے ہیں اِلّا توبہ کا دروازہ ہے جو کبھی بند نہیں ہوتا
حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں +

توبہ را از جانب مغرب دری	باز باشد تا قیامت ہر دری
تا ز مغرب بر زند سر آفتاب	باز باشد آن دراز وے سرمتاب
ہین غنیمت دار در باز است زود	رخت آنجا کش ز کوری حسود
پیش ازان کز قہر در بستہ شود	بعد ازان زاری تو کس نشنود
باز گرد از کفر دین در باز یاب	تا نگردی از شقاوت رد باب

یہہ دروازہ وہ ہے جو تا قیام قیامت کہلا رہے گا اور کسی وقت بند نہیں
ہوگا لیکن جب قیامت برپا ہو جائیگی یا تیرا ہی خاتمہ ہو جائے گا تو پہر
تیری آہ و زاری نہیں سنی جائیگی اور اگر تیرا خاتمہ کفر پر ہوا ہے تو پھر
تجھے بارگاہ عزت سے مردود کیا جائے گا کہ تو کفر پر بلا توبہ کے مرا ہے
چونکہ زندگانی کا کچھ بھروسا نہیں حق تعالٰے جلسلطانہ نے قرآن کریم میں
خبر دی ہے کہ ان الذین فتنوا المؤمنین والمومنات ثم لم یتوبوا فلہم
عذاب جہنم ولہم عذاب الحریق یعنے بالتحقیق جو لوگ ستاتے
اور ایذا دیتے ہیں مومن مرد اور مومن عورتکو اور پہر توبہ نہیں کرتے
اونکے واسطے عذاب دوزخ کا ہے اور اونکے واسطے عذاب ہے
جلنے کا اسلئے واجب اور لازم ہے کہ اس دروازے کیطرف یعنے توبہ
کی جانب جلد رجوع کر اور دیگر یہہ وہ دروازہ ہے کہ جس سے داخل خلد
بریں ہوگا اور صالحین اور شہدا اور صدیقین اور انبیا اور مقربین

بارگاہ حضرت رب العالمین کا ہمنشیں ہوگا مراتب اعلےٰ اور مدارج کبریٰ
عطا ہونگے عیش ابدی ہاتھ لگے گا اور اگر تونے سستی کی اور توبہ
کرنیسے غافل رہا تو پھر تیرے جیسا بدنصیب کون ہے کہ برلب دریائے
شیریں ہوکر تشنگی کی تلخی سے دیدہ و دانستہ مرتا ہے اور آبحیات کا
پیالہ چھوڑکر سمیات قاتلہ کو نوش کرتا ہے تیری مثال ایسے مریض
کی سی ہے جو طبیب حاذق کی دوائے مجوزہ کا استعمال بھی نکرے
اور ساتھہ ہی بدپرہیزی بھی کی جائے جسطرح ایسے مریض کی ہلاکت
بہت جلد متوقع ہوتی ہے اوسیطرح سے وہ شخص جو معصیت سے تائب
نہو اور ارتکاب ذنوب کا ترک نکرے روز بروز بلکہ ساعت بساعت
ابتر ہوکر ہلاکت ابدی کو پہونچ جائے گا اور خسر الدنیا والآخرہ
ہوجائے گا کیونکہ خداوند تبارک وتعالےٰ کا قول ہے کہ ومن لم
یتب فاولئک ھم الظالمون یعنے جو کوئی توبہ نہیں کرتا تو بس یہ
وہی ہے جو اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہے اللھم اغفر ذنوبنا
واستر عیوبنا وتب الینا انک انت التواب الرحیم جسطرح ہر مرض کے
واسطے دوا ہے مگر مرض موت لاعلاج ہے اوسیطرح ہر گناہ کیواسطے
توبہ ہے مگر بدعت کیلئے توبہ نہیں چنانچہ حدیث شریف میں ہے
کہ فرمایا حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ
اے عائشہ (رضی اللہ عنہا) پروردگار تقدس وتعالےٰ فرماتا ہے
کہ وہ لوگ جو اپنے دین کو پراگندہ کرتے ہیں اور گروہ گروہ

نجاتے ہیں بالتحقیق یہہ لوگ اہل بدعت ہیں اور ہر گنہگار کیواسطے
توبہ ہے مگر مبتدعون کیواسطے توبہ نہیں پس اون سے میں بیزار
ہون اور وہ مجھسے بیزار ہیں۔ ظاہر ہے کہ جس سے پیغمبر حق بیزار
ہونگے اوس سے خدا یتعالے بدرجہ اولی بیزار اور ناراض ہوگا
حق تعالے کی اور اوسکے پیغمبر کی رضامندی کی وجہہ سے نہ مغفرت
نہ شفاعت اوسکی ہوگی نعوذ باللہ منہا۔
اے مومنین وقت کو غنیمت جانو حق تعالے کی نعمات کا قدر
پہچانو معاش کے فکر میں ہر وقت ڈوبے رہتے ہو کچھہ معاد کا
بھی خیال کرو جسنے تمہیں پیدا کیا ہے اور جسنے تمہارے واسطے
سب کچھہ بنایا ہے اور تمکو کل مخلوقات اپنے میں اشرف کیا ہے
اور تاج خلافت تمہارے سر پر دیا ہے کل مخلوقات کو تمہارا
منقاد اور مطیع کیا ہے اوسکی نعمات پر غور کرکے منعم کا شکر بجالاؤ
اوسکے احکام کو قبول کرو اور مناہی سے باز آؤ اپنے مالک
کی یاد کرو اور اوسکی رضامندی حاصل کرو اور پیغمبر صلے اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم جسنے تمہیں راہ راست دکھلایا ہے بلکہ خدا
تک پہنچنے کا آسان طریق بتایا ہے اور حرام وحلال و گناہ و صواب
کو تمیز کرایا ہے اور حق اللہ اور حق العباد سکھلایا ہے اوسکی
عزت و توقیر کرو اور اوسکی پیروی کرو جو احکام الٰہی اوسنے
تمہیں پہونچائے ہیں اونکو سچ مانو اور انپر عمل کرو اپنی رائے زنی

ناظرو اوسی نے حق تعالیٰ کی جناب میں تمہاری شفاعت کرلی ہے ۔
اوسی نے تمہارے واسطے بہت آسانی کرادی ہے اوسیکی طفیل تم امت مرحومہ
کہلاتے ہو اوسی کے تصدق سے تمکو مغفرت نصیب ہوگی کہ حق تعالےٰ
نے فرمایا ہے یا محمد انت کریم وانی رحیم وامتك ضعیف
فالضعیف بین الکریم والرحیم لا یضیع یعنے اے محمد تم
کریم ہو اور میں رحیم ہون تیری امت ضعیف ہے تو ضعیف کریم اور رحیم
کے درمیان آئی ہوئی ضائع نہوگی ۔ امم سلف میں گنہگار نہ صرف
ارتکاب معاصی سے ہی مستوجب مواخذہ ہوتے تھے بلکہ بلفور پیدا
ہونے معصیت کے ارادے کے ہی گنہگار قرار دیئے جاتے تھے اور
وہ مستحق عذاب وعقاب کا بنجاتے تھے آنحضرت کے سبب سے حق تعالےٰ
وتبارک نے وعدہ فرمالیا ہے کہ جبتک بندہ کسی گناہ کا ارتکاب نکریگا
نامۂ اعمال میں لکھا نجاوے گا ۔ سب سے بڑھ چڑھ کر یہہ خزانہ بمثل توبہ کا جو ہمکو
بتلایا گیا ہے اور یہہ فراخ دروازہ جو ہمکو بہشت میں جانیکو دکھلایا
گیا ہے بے نظیر ہے ۔ ہمیں لازم اور واجب ہے کہ اس خزانہ کو حاصل
کریں اور اس سے منفعت اٹھائیں کہ یہہ خزانہ ہمکو ایک بڑے مربی اور
مہربان اور شفیق کا دکھلایا ہوا ہے اور حق تعالےٰ اپنے کرم وفضل سے کس
شفقت اور عنایت بھرے الفاظ سے فرماتے ہیں گناہ گارون اور
اپنے کل بندون کو لولا تستغفرون اللہ لعلکم ترحمون کہ کیون
نہیں بخشش مانگتے اللہ سے توکہ تم رحم کیئے جاؤ ۔ جب ایسا مہربان اور

شفیق اور کریم ہمکو اپنی بخشش اور رحمت کا وسیع خزانہ دکھلا کر فرماتا ہے
کہ مجھسے مانگو اور لو یہہ خزانہ تو پھر ہمکو چاہیئے کہ ہم کوشش کرکے جسقدر ہوسکے
اوس سے نعمات گوناگوں ابدی لیں اور دامن اپنا بھر لیں - علاوہ
برآن یہہ خزانہ کل بنی نوع کی مورث اعلیٰ حضرت آدم علیہ السلام کا
ترکہ ہے - ہر فرزند آدم کا حق ہے کہ اسے لیکر دینی و دنیاوی کام سنوارے
اللّٰھم وفقنا وایاکم بتوبۃ النصوح وثبت ابدا امنا علی طاعت مولینا
جلسلطانہ واغفرلنا وایاکم برحمہ وکرمہ بحرمت النبی الکریم
وآلہ اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین +

گر من گنہ جملہ جہان کردستم	لطف تو امید ہست گیرد دستم
گفتی کہ بوقت عجز گیرم دستت	عاجز تر ازین مخواہ کاکنون ہستم

باب دوم در معنی توبہ

مخفی نرہے کہ توبہ کے لغوی معنی رجوع ہونیکے ہیں پس بروئے شرع شریف
مراد توبہ سے مذموم شرعی سے محمود شرعی کیطرف رجوع کرنا ہے اور گناہوںکا
جاننا اور معصیت کو مہلک اور خداوند تعالیٰ و تبارک کے قرب اور جنت سے
دور ہونیکا موجب سمجھنا اور اوسکے ترک کو خدا تعالےٰ و تقدس کے قرب و
جنت کے نزدیک ہونیکا سبب جاننا ہے یعنی اول تو یہ علم حاصل ہونا چاہیئے
کہ یہہ امور منہیات سے ہیں اور انکا مرتکب گنہگار ہے اور مورد عذاب
و عقاب کا ہے اور مرتکب معصیت کا جنت میں نہیں داخل ہوگا اور حق تعالیٰ

جلسلطانہ کی درگاہ عزت سے دور رہے گا اور جناب الٰہی کی حضوری کے
لایق نہیں ہوگا پس وہ معصیت کو ترک کرکے طاعت وبندگی مولے
تعالےٰ کیطرف رجوع کرے اور اپنے دلمیں اعمال مصدرہ پر افسوس
کرے اور نادم ہو کیونکہ توبہ کی صحت ندامت پر موقوف ہے چنانچہ
فرمایا حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ الندم
توبۃ یعنے ندامت ہی توبہ ہے۔ جبتک ندامت نہوگی توبہ صحیح
نہیں ہوگی اور ندامت اوسوقت ہوگی جب معصیت کی حلاوت جو اسکے
نفس میں ہے گم ہوکر کراہیت پیدا ہوجائے اکراہ کے پیدا ہونے پر پھر معصیت
کیطرف اعادہ نہیں ہوسکیگا اسلئے توبہ صحیح ہوجائیگی چنانچہ حضرت حسن
رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ التوبۃ النصوح ان یتوب ثم لا یرجع
فیما تاب منہ یعنی توبہ خالص اور صحیح یہہ ہے کہ جس بات سے توبہ
کیجائے اوسکیطرف پہر رجوع نکرے بلکہ معصیت کو ایسا فراموش کردے
کہ حلاوت تو ایکطرف اوسکا کوئی اثر باقی نرہے جیسیکہ حضرت ابوبکر
واسطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ التوبۃ النصوح ان لا یبقی علی
صاحبھا اثر من المعصیۃ سرا ولا جھرا ومن کانت توبتہ نصوحا
لا یبالی کیف امسی واصبح یعنے توبہ خالص یہ ہے کہ توبہ کرنے والے
پر کوئی اثر معصیت کا باطن یا ظاہر میں باقی نرہے اور جو کوئی خالص
توبہ کرنے والا ہوتا ہے وہ بے پرواہ ہوجاتا ہے اس سے کہ دن
کیسا گذرا اور رات کیسی گذری یعنے اسقدر مستغرق توبہ میں اور

ندامت میں ہو جائے کہ اوسی ذنوبات کا ہی خیال نرہے اور کوئی تکلیف اور کوئی رنج وندامت معاصی سی زیادہ اور غالب نہو - حضرت شیخ اکبرؓ کا قول ہی کہ عزم پر عدم عود کی شرط نہیں ہے کیونکہ اوسی حکم قضا کا معلوم نہیں ہوتا ہمیں ایسا نہو کہ نقض عہد میں گرداناجائے تو بہ سی عبارت نادم ہوتا ہے باوجود استغفار کے بعض کے نزدیک اقات پر پشیمانی کرنا کچھہ فائدہ نہیں پہنچاتا کیونکہ جو کچھہ ہو چکا ہی وہ مٹ نہیں سکتا مگر حق یہ ہی کہ پشیمانی سیئٰہ کی حسنہ سا تبدیل ہونیمیں بہت اثر رکھتی ہی اور ظلمت گناہ کی بہی رافع ہی اسلئے پشیمانی استغفار کیساتھہ ملکر ظلمت کے دور کرنیمیں اثر بوجہ اکمل رکھتی ہے - حضرت ابو یعقوب سوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ التوبۃ من کل شئی ذمہ العلم الی ما مدحہ العلم یعنی توبہ کی معنی رجوع ہونا ہی ہر ایسی شی سی جسکی برائی علم مذمت ہوتی ہے ایسی کیطرف جسکی مدحت اور تعریف علم میں ہو + اور حضرت غوث الثقلین سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نصوح کی معنی خاص خدا کیواسطے اور شوایب سے خالی کے ہیں کہ نصوح نصاح سی ماخوذ ہی اور نصاح کی معنی رسّی کی ہین جو کسی اور چیز کے ساتھہ چپٹی ہوئی نہیں ہوتی اور نہ اوسکے ساتہہ کوئی شے چپٹی ہوئی ہوتی ہے - اور حضرت ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ التوبۃ ان تتوب من کل شئ سوی اللہ عز وجل یعنے توبہ یہہ ہے کہ ہر چیز سے جو ماسوی اللہ اور خدا تعالےٰ کے غیر ہو توبہ کرلے - اصل توبہ یہی ہے کہ جو شے مولےٰ تعالےٰ کے غیر اور سوا ہو اوس سے موںھہ پہیرلے اور توحید کیطرف رجوع کرے مگر یہہ توبہ عارفون اور موحدون کی ہے -

حضرت اکمل الکملا افضل الفضلا سیدی و مولائی مخدوم جہانیان جہانگشت بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ملفوظات میں فرمایا ہے کہ نصوح بروزن فعول ہے مبالغہ کے واسطے اسکی وجہ اشتقاق کے تین طریقے ہیں جو

ہمنے سنے ہیں النصوح من النصح ای الخلوص اومن النصح وھو الوعظ
اومن النصاحۃ وھی الخیاطۃ یعنے نصوح مشتق ہے نصح سے جو بمعنی
خلوص کے ہے یا نصح بمعنے وعظ کے ہے یا نصاحت بمعنے خیاطت کے
یعنے سینا معنے نصوح کے یہہ ہوئے کہ تم توبہ خالص کرو یا توبہ وعظ
ونصیحت کرنے والی اور گناہ سے باز رکھنے والی کرو یا توبہ دین کی
پارہ گیوں کے سینے والی کرو۔ جو شخص نصوح نام ایک مرد کا ہونا بیان کرتا ہے
تو وہ سراسر غلط ہے اور خلاف منشاء کلام الٰہی کے ہے اگر اسجگہ یہ معنے
ہوتے تو نصوح مضاف الیہ ہوتا اور توبہ مضاف ہوتی اور عبارت یون
ہوتی کہ تُوْبُوْا اِلَی اللہِ تَوْبَۃَ نَصُوْحٍ اور یہہ کسی قرأت شاذ میں بہی نہین
آیا ہے۔ اور بعض نصوح کے معنے واثقۃ وقیل صادقۃ وقیل خالصۃ
من تفسیر الامام النسفی رح والتوبۃ النصوح للمبالغۃ فی النصح التی
لا یکون التائب معہا معاود اللمعصیۃ وقال الامام الحسن البصری
رضی اللہ عنہ توبۃ نصوحٌ ھی ندامۃ بالقلب والاستغفار باللسان
والترک بالجوارح واضمار ان لا یعود۔ نصوح فعول ہے نصح سے
بعض کہتے ہیں توبہ نصوح توبہ عہد کی ہوئی کو کہتے ہیں کہ کوئی معصیت
نہ کرے اور بعض کہتے ہیں توبہ نصوح توبہ صادق ہے عکس کاذب
اور بعض نے کہا کہ توبہ نصوح توبہ خالص ہے خلاف نفاق کے اور
توبہ نصوح مبالغہ ہے نصیحت میں یعنے وہ توبہ کہ اوسکا تائب معصیت
کی طرف پھرنے کی نیت نہ کرے حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ

نے فرمایا کہ توبہ نصوح پشیمانی ہے دل سے اور بخشش مانگنا ہے زبان سے اور چھوڑنا معصیت کا ہے اعضا سے اور پوشیدہ رکھنا ہے دل میں کہ معصیت کی طرف عود نہ کرے اور یہہ رباعی عربی کی پڑھے ۔

رباعی

الٰھی کم رکبت علے الخطایا	فھب لی توبۃ قبل المنایا
ندامت ندامۃ ارجو الیک	سیغفر زلتی رب البرایا

یعنے ایخداوند کب تک گناہون پر سوار رہونگا ۔ پس مجھے عطا فرما توبہ قبل مرنے کے مین شرمندہ اور نادم ہوکر امید تجھسے رکھتا ہون ۔ پس میرے گناہ اے پروردگار بخشدے ۔

اور حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ التوبۃ توبتان توبۃ الانابۃ ولتوبۃ الاستحیاء ان یتوب حیاءً من کرمہ یعنے توبہ دو طرح کی ہے ایک توبہ انابت اور دوسری توبہ استحیا توبہ انابت تو وہ ہے جو بندہ خدا یتعالے کی عقوبت کے خوف سے کرے اور توبہ استحیاء وہ ہے جو بندہ حق تعالے وتبارک کی کرم کے حیا سے کرے ۔

توبہ کی دو نو قسمونمیں جو فرق ہے وہ ظاہر ہے پہلی قسم کی توبہ ایک سہل ہمت شخص کی ہے کہ وہ حق تعالے کے جلال و قہر سے خایف ہوکر توبہ کرتا ہے اور دوسری قسم کی توبہ ایسے شخص کی ہے جو خداوند تعالے وتقدس کے جمال اور کرم کے ملاحظہ سے براہ حیاء کرتا ہے

حضرت علی مخدوم گنج بخش ہجویری ثم لاہوری بن عثمان الجلالی

رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ توبہ خوف کی جلال کے کشف سے ہوتی ہے اور
حیاء کی نظارۂ جمال سے پس ایک تو جلال میں اوسکی آتش کے خوف سے جلتا
ہے اور دوسرا جمال میں نور حیاء سے افروختہ ہوتا ہے پس اہل خوف اصحاب
محو ہیں اور اہل حیا اصحاب سکر۔ قصہ توبۃ النصوح کا جو معروف ہے وہ آخر
میں ہدیۂ ناظرین کیا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ واضح رہے کہ صوفیائے
کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے توبہ کے اقسام اور مدارج بڑی شرح
و بسط کے ساتھ لکھے ہیں اور انکا ایک جگہہ پر جمع کرنا سہل کام نہیں ہے۔
شائقین خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں مگر صرف برخی از بسیارے و مشتے نمونہ از
خروارے بوجہ ضرورت موقعہ ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں۔ حضرت شیخ الشیوخ
تاج العارفین شیخ شہاب الدین العمر السہروردی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں
کہ توبہ سے پہلے تین حالتیں آدمی پر وارد ہوتی ہیں جنکا تقدم حصول مقام
توبہ کے واسطے ضروری ہے ایک تو۔ تنبیہ دوسری زجر تیسری ہدایت
تنبیہ ایک وہ حالت ہے جو توبہ سے پہلے دلمیں آتی ہے اور آدمیکو خواب
غفلت سے بیدار کرتی ہے اور اوسکے طریق ضلالت میں پڑی ہونے
پر متنبہ کرتی ہے اور بینا کردیتی ہے کہ وہ اپنے آپکو دیکھے اور جان لے
کہ میں ضلالت کی راہ میں پڑا ہوں اور اسکو تیقظ بھی کہتے ہیں دوسری
حالت زجر کی ہے جو آدمی کو ضلالت دغی میں اقامت رکھنے اور سکون
کرنیسے انزعاج کرتی ہے اور طلب طریق مستقیم میں آگے اوبہاتی ہے اور
تیسری حالت ہدایت کی ہے جو صراط مستقیم کے وجدان پر دلالت کرتی ہے

ایک ایسے مسافر کی مانند جو بر سر راہ گمراہ ہو کر سویا پڑا ہو اور یک بیک اوسے دلیل آ جائے اور وہ بیدار ہو جائے اور قصد ارادے مین کھڑا ہو جائے اور راہ راست کے حاصل کرنے پر ارادہ کر لے اسیطرح جب کسی گنہگار کو توبہ کی کرامت نصیب ہوتی ہے تو پہلے اوسکے دلمین تاسف پیدا ہو جاتا ہے اور اوسے خیال آتا ہے کہ ہائے ہائے میں کیا کر رہا ہون اور میری حالت کیا بن رہی ہے پھر وہ تاسف اوسکے دلمیں ایسا جمجاتا ہے اور جاگزین ہو جاتا ہے کہ اوسے معصیت کے اوسحال میں رہنے سے دامن کش کر دیتا ہے جس کیوجہ سے وہ معصیت اور بدکرداری سے متنفر ہو کر متلاشی راہ نجات کے حصول کا ہو جاتا ہے اور اون کامون کیطرف راغب ہو جاتا ہے جو اوسے موجب نجات کے معلوم ہون اور پھر گناہوں سے اپنے آپکو بچاتا ہے بلکہ اوسے جب گناہ سے سر زدہ اپنے یاد آجائیں تو اوسے شرم دامنگیر ہو جاتی ہے اور یہہ توبہ کے شرائط اہم میں سے ہے کہ توبہ میں شرم اور ندامت کا ہونا ازحد ضروری ہے اور توبہ کی صداقت کے واسطے لابدی ہے اور یہہ حالات توبہ سے پہلی کی ہیں جبتک آدمی انحالات میں پختہ نہیں ہوتا توبہ کی بھی توفیق نہیں ہو گی بعض ایسے ہیں کہ تہوڑی دیر کے واسطے تاسف اونکے دلمیں پیدا ہو کر زجر کے ظہور کے بعد حیا اور شرم دامنگیر ہو جاتی ہے اور پھر فوراً گناہون کی لذت یاد آکر سب نیک خیالات کو نسیاً منسیا کر دیتی ہے اور گناہون سے نکلنے کی نوبت نہیں پہونچتی نعوذ باللہ منہم اور بعض نیک طالع اور بخت

بیدار ایسے بہی ہیں کہ آنا فاناً ان شرائط کو پورا کرکے توبہ کے سبب سے اعلیٰ مقامات پر پہونچ جاتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے اور قرآن کریم میں ارشاد ہوا ہے۔ اِلَّا الَّذِینَ تَابُوا وَاَصْلَحُوا وَبَیَّنُوا فَاُولٰئِكَ اَتُوبُ عَلَیْہِمْ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیمُ مگر جنہوں نے توبہ کی اور نیکی کی اور بیان کیا پس یہہ لوگ وہ ہیں کہ میں پہر آتا ہوں اوپر اونکے اور میں ہوں پہر آنیوالا مہربان ہوں۔ جو شخص تائب ہوجائیگا اور صالح اعمال کرے گا تو اوسے حق تعالیٰ وعدہ دیتا ہے کہ میں مہربان ہوں اوسکی طرف توجہ کرونگا اور دوسرے مقام میں فرمایا ہے اِلَّا الَّذِینَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُورٌ رَّحِیمٌ یعنے مگر وہ لوگ جنہوں نے بعد اوسکے توبہ کی اور صلاحیت کی پس اللہ تعالیٰ اونکو بخشنے والا اور مہربان ہے اسلئے فرمایا ہے فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوا عَنْہُمَا اِنَّ اللّٰہَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِیمًا یعنے اگر اونہوں نے توبہ کی اور صلاحیت کی پس مونہہ پہیر لئے اونکی طرف سے تحقیق اللہ تعالیٰ ہے پہر آنیوالا مہربان اور نیز فرمایا ہے کہ فَتَابَ عَلَیْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ یعنے پس پہر آیا اوپر تمہارے اور معاف کیا تمسے۔

چنانچہ ایک بزرگ کی حالات میں لکھا ہے کہ آپ کا پیشہ میفروشی کا تہا اور یہی وسیلہ معاش کا رکھتے تھے آپکا مدت تک یہ معمول رہا کہ جمعہ کے روز اپنے احباب اور دوستوں کے ہمراہ کسی پہاڑ کی گھاٹی یا خندق یا کسی باغ اور پر فضا مقام پر چلے جاتے اور وہاں می نوشی کرتے اور کہانے پینے اور تمام لوازمات عیش و عشرت کے مہیا کرتے اور دوسرے

صبح تک جشن رکہتے اتفاقاً ایک جمعہ کو عین جشن میں بارش بہی شروع
ہوگئی اور کیفیت جشن کی دوبالا ہوگئی جبقدر ذخیرہ شراب کا وہ اپنے
ہمراہ لیگئے تھے ختم ہوگیا میخوارونکی فریاد العطش العطش ساقیا کی بلند
ہوئی آپ فوراً اپنی دوکان پر واپس آئے اور ایک خم شراب کا گدہے
پر لادکر برستے مینھ میں لوٹے مے خواروں کی تشنہ لبی کیوجہ سے جلد
جلد چلتے اور گدہے کو بہی لاٹھیو ںسے مار مار کر دوڑاتے آتے ناگاہ
اوس گھاٹی کی چڑہائی پر چڑہتے ہیں گدہے کا پیر پہسل گیا اور گر گیا کئی دفعہ
زور لگایا مگر گدہا نہ اوٹھا پر نہ اوٹھا آخر آپنے اوسے مارنا شروع کیا
مارتے مارتے وہ گدہا جان برلب ہوکر اپنی زبان حال سے گویا ہوا کہ
ائے ظالم مجھے اسقدر بیرحمی سے کیوں مار رہا ہے آپنے جواب دیا کہ تیری
سزا یہی ہے کہ تجھے مار مار کر جان سے ماردوں کہ تو میرا کہا نہیں
مانتا میں تجھے وہاں جلد پہونچانا چاہتا ہوں اور تو دیر کررہا ہے
اور میرا کہنا نہیں مانتا اوس گدہے نے جواب دیا کہ تو میرا ایک
مالک مجازی ہے اپنی نافرمانی پر تو نے مجھے اسقدر مارا ہے کہ میں
قریب المرگ ہوگیا ہوں تو اپنے مالک حقیقی کو جسکی نافرمانیاں اتنی
مدت سے کررہا ہے کیا جواب دیگا یہ کہکر گدہے نے جان دیدی اور
آپ کو اسقدر ندامت اور شرمساری لاحق حال ہوگئی کہ آپنے اوس جگہ
وہ خم چھوڑا اور احباب کے پاس جاکر کہا کہ شراب کا خم پہاڑی کے فلاں
مقام پر رکھا ہے وہ اوٹھا لاؤ اور یہ کنجیاں دوکان کی ہیں کے گھر میں

دیدینا اور میں جاتا ہوں یہہ فرماکر آپ کسی خندق میں جاکر ایسے معتکف ہوئے
اور اسقدر روئے کہ سیلانِ چشم نے آپکا ظاہر و باطن پاک وصاف کردیا اور
تمام الواث ذنوب کے دہو دئے اور پہر آپ ولایت کے اعلے مقام پر
پہونچگئے اللھم ارزقنا ھذا المقام التوبتہ
پہر خود توبہ کے کئی اقسام ہیں حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے
کہ توبہ کے تین حالات اور معنی ہیں ایک گناہ پر پشیمان ہونا دوسرے گناہوں
کا ترک کردینا اور اونکی طرف پھر لوٹنے کی نیت نکرنا تیسری خلق کے ستم ادا
کرنے میں سعی کرنا یعنے جس جس شخص پر خلق میں سے کوئی ستم ہوچکا ہے اوس کا
معاوضہ اون کو دینا یا اون سے معافی لینا حضرت ابو علیؒ رفاق قدس اللہ
سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ توبہ کی تین قسمیں ہیں اوّل توبہ اور اوسط انابت اور
آخر اوبت یعنے توبہ آغاز و ابتدا ہے اور انابت میانہ اور اوبت نہایت ہے
جو کوئی خدائے تعالےٰ کے عذاب و عقاب کے خوف سے توبہ کرے وہ تائب
یعنے توبہ کرنے والا ہے اور جو کوئی بطمع ثواب یا عذاب سے گریز کرنیکے لئے توبہ
کرے وہ منیب یعنے انابت کرنے والا ہے اور جو کوئی بسبب رعایت فرمان
خدائیتعالےٰ کے توبہ کرے نہ جہتہ خوف عذاب و طمع ثواب کے تو وہ آداب
یعنے اوبت کرنے والا ہے اور فرماتے ہیں کہ توبہ مومنین کی صفت ہے جو آیتہ
کریمہ توبوا الی اللہ جمیعًا یایھا المومنین لعلکم تفلحون سے ثابت ہے
اور انابت اولیاء و مقربین کی صفت ہے جو آیتہ شریفہ وجاء بقلب منیب
یعنے آیا ہے قلب منیب کے ساتھ اور اوبت انبیا و مرسلین کی صفت ہے

جو آیتہ کریمہ نعم العبدُ انہ اوّابٌ یعنے بندہ نیک ہے ایوب جو تحقیق گردیدہ ہے خدا کی طرف اور صاحب مصباح الہدایت ترجمہ عوارف میں فرماتے ہیں کہ ایک درجہ توبہ کا عمال کی توبہ ہے اور وہ اعمال فاسدہ سے اعمال صالح کی طرف رجوع کرنا ہے دوسرا درجہ توبہ زُہّاد کا ہے اور وہ باطن کی رغبت ہے دین کیطرف اور بے رغبتی دنیا سے اور تیسرا درجہ توبتہ اہل حضور کا ہے اور وہ غفلت سے حضور کی طرف رجوع کرنا ہے اور چوتھا درجہ توبہ متخلفان کا ہے اور وہ اخلاق سیئہ سے اخلاق حسنہ کی طرف رجوع کرنا ہے اور پانچواں درجہ توبتہ عارفان کا ہے اور وہ اپنی نیکیوں کو حق تعالےٰ جلسلطانہ کی نیکی دیکھنے کی طرف رجوع کرنا ہے کیونکہ اہل معرفت اگر کسی نیکی کی اضافت اپنی طرف کرتے ہیں تو پھر اوس سے توبہ کرکے اپنے فعل سے حق جل و علا کے فعل کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ حضرت ادیم قدس اللہ سرہ العزیز کا قول ہے کہ التوبة ان تتوب من التوبة یعنے توبہ کے معنے توبہ سے توبہ کرنے کے ہیں کیونکہ اسمیں اپنے آپکو ماسوی اللہ فاعل ماننا پڑتا ہے پس جس میں کہ فاعل ماسوی اللہ دیکھتے ہیں اوس سے توبہ کرتے ہیں چنانچہ ایک بزرگ کی رباعی اس مقام کے مناسب ہے۔

بدکردم و اعتذار بدتر زگناہ	چون ہست دران عذر سہ دعوی تباہ
دعوائے وجود و دعوے قدرت و فعل	لاحول ولا قوۃ الا باللہ

اور چھٹا درجہ توبتہ موحّدان کا ہے اور وہ ماسوائے حق سے حق کیطرف رجوع کرنا ہے چنانچہ حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ التوبة ان تتوب عن کل شیئٍ ماسوی اللہ یعنے توبہ وہ ہے جو ہر شے ماسوی اللہ سے توبہ کیجائے

یعنے وہ کسی شیٔے کو حق تعالےٰ جل قدرہ کا غیر اور ماسوا نہ دیکھیں اور اگر کوئی شیٔے اونکو نظر ماسوی اللہ آئے تو توبہ کرین اور خیال غیریت و ماسوا کو دور کرکے حق کی طرف رجوع فرمایئں جو کچھہ دیکھیں حق دیکھیں اور مصداق اسکے یہہ اقوال ہیں کہ ما رایت شیئًا الّا و رایت اللہ بعدہ و فیہ و قبلہ یعنے نہیں دیکھتا میں کوئی شیٔے مگر خدا کو دیکھتا ہوں بعد اوسکے اور بعض نے فرمایا ہے کہ کوئی شیٔے میں نہیں دیکھتا۔ مگر یہ کہ خدا کو دیکھتا ہوں پہلے اوسکے تو گویا ان ہرسہ مراتب کے صاحب کوئی چیز خدا کے غیر اور ماسوای نہیں دیکھتے اگرچہ ان ہرسہ مراتب میں بہی تفاوت ہے مگر بحالت مجموعی ان صاحبون کی توبہ یہی ہے کہ غیر اور ماسوا سے حق کی طرف رجوع فرمائیں

حبذا قومیکہ دید حق بود دیدار شاں	محو باشد در شہود ذات حق آثار شاں
از خدا خواہند ستر ذات خود در ذات او	این بود ساعت بساعت سر استغفار شاں

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ توبۃ العوام من الذنوب وتوبۃ الخواص من الغفلت یعنے عوام کی توبہ تو گناہون سے ہوتی ہے اور خواص کی توبہ غفلت سے ہوتی ہے اور حضرت عبداللہ بن محمدؐ بن علی رضی اللہ عنہم کا قول ہے کہ شتان بین تائب یتوب من الزلاۃ وتائب یتوب من الغفلات وتائب یتوب من رویۃ الحسنات یعنے فرق ہے درمیان اوس تائب کے جو گناہوں سے توبہ کرے اور جو غفلت سے توبہ کرے اور جو اپنے حسنات کی رویت سے توبہ کرے۔

رباعی

عذر تقصیر خدمت آوردم	کہ ندارم بطاعت استظہار

عامیاں ازگناہ توبہ کنند	عارفان از عبادت استغفار

اسلئے فرمایا گیا ہے کہ انابت توبت کے درجات میں سے ہے اور توبت کے
پہلے مرتبہ سے فایق ہے چنانچہ حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اذا
صدق العبد فی توبۃ صار منیباً لان الانابۃ ثانی درجۃ التوبۃ یعنے
جب بندہ توبہ میں صادق ہوجائے تو پھر وہ منیب ہوجاتا ہے کیونکہ انابت
دوسرا درجہ توبہ کا ہے۔
واضح ہو کہ ایمان بہی دو قسم کے ہیں ایک تقلیدی اور یہہ ایمان عوام کا ہے
کہ جو کچھہ سنتے ہیں اوسکو سچ جانتے ہیں اور ہمیشہ اوسی پر قایم رہتے ہیں
دوسرا ایمان کشفی ہے اور یہہ مقربین کا ایمان ہے جو نور الٰہی سے اونکے
سینے کہل جانے پر حاصل ہوتا ہے اور اوس میں سب موجودات جس طرح
پر کہ اصل میں ہیں منکشف ہوتے ہیں اور واضح ہوجاتا ہے کہ سب کا مرجع خدا تعالے
کیطرف ہے اس لئے کہ موجود سوا خدا کے اور اوس کی صفات و افعال کے اور کچھہ
نہیں تو یہہ لوگ ملاء اعلے سے قرب نہایت درجہ کا رکھینگے اور فردوس اعلے
میں انکا مقام ہوگا اُن میں بہی کئی درجات ہیں غرضیکہ جسقدر تفاوت اونکی معرفت
میں ہوگا اوسیقدر اون کے قرب میں بہی تفاوت ہوگا کیونکہ عارفین کے
نزدیک معرفت کے درجات بعید ہیں اس لئے اُنکا معلوم ہونا غیر ممکن ہے

باب سوم

در وجوب توبہ

مخفی نرہے کہ فصل سابق میں جو آیات اور احادیث اور روایات توبہ کی باب

میں مذکور ہوئی ہیں اُن سے صرف توبہ کی فضیلت ہی ثابت نہیں ہوتی بلکہ توبہ کے وجوب کا بھی اثبات ہوتا ہے کیونکہ حق تعالےٰ وتبارک کا یہہ قول توبوا الی اللہ جمیعًا لعلکم تفلحون کہ توبہ کرو اللہ کی جناب میں سب ملکر تاکہ تم فلاح پاؤ حکم عام ہے اور حدیث شریف وما من شئ احب الی اللہ من شاب تائب خداوند تعالےٰ کو جوان کی توبہ سے کوئی شے زیادہ پسند نہیں ہے عام پر دال ہے اسی طرح قول حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا التوبۃ ارث من ابی البشر آدم علیہ السلام یعنے توبہ سب آدمیوں کے باپ آدم علیہ السلام کا ارث ہے سب بنی نوع کی طرف راجع ہے اور واجب کس طرح نہو کہ انسان کی ترکیب ہی جب سہو اور خطا سے بقول الانسان مرکب من الخطاء والنسیان کے ہے تو پھر اوس سے خطا کا وقوع نہونا امکان نہیں کہتا جبکہ اولیا ہوا انبیاء اور پیغمبرون سے وقوع خطایا کا ہو گیا تو اور کوئی کس قطار وشمار میں ہے اگرچہ خطیات میں فرق ضرور ہوتا ہے اور عوام کے خطیات اور ہیں اور خواص کے اور ہیں اور اخص الخواص کے اور جنکی تفصیل وتشریح بعد ازین موقعہ مناسب پر کیجائیگی انشاءاللہ الرحمن و لہ التوفیق وعلیہ التکلان۔ لیکن سہو وخطا سے خالی کوئی نہیں بفرض محال اگر خطا نہ بھی ہو تو پھر بھی توبہ واستغفار کرنا اور گنہگار ہونیکا اعتراف کرنا اور اپنے مولےٰ تعالےٰ سے اُس کی بخشش مانگنا اور اُسکی جناب میں نیازمندی اور احتیاج کا اظہار کرنا موجب ازدیادِ مراتب اور ترقی منازل کا اور باعث حصول رضائے مولا کا ہے۔ حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ آیۃ کریمہ توبوا الی اللہ جمیعا ایہا المومنون

لعلکم تفلحون صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حق میں نازل ہوئی ہے اور وہ سب تائب گذرے ہیں اونہون نے کفر سے اعراض کرکے ایمان کی طرف اقبال کیا اور گناہون کی طرف پشت کرکے طاعت کی طرف موںھ پہیرا۔ کسی بزرگ سے سوال کیا گیا کہ سب کو توبہ کا حکم صادر ہوا اس کے کیا معنے ہیں تو فرمایا کہ توبہ سب پر فریضہ ہے ہر ساعت اور ہر نفس میں کافرون کے واسطے فریضہ ہے کفر سے توبہ کرنے کا اور ایمان لانے کا اور عاصیون پر فریضہ ہے کہ معصیت سے توبہ کرین اور طاعت کیطرف توجہ کرین اور محسنین پر فریضہ ہے کہ حسن سے احسن کی طرف آئیں اور واقفین پر فریضہ ہے کہ کہڑے نہ رہیں اور روش کریں اور مقیمان آب وخاک پر فریضہ ہے کہ حضیض سفلی سے اوج علوی کو چڑہیں کیونکہ جب کوئی راہ رو کسی مقام میں قیام کرے تو وہ مقام اُسکے واسطے گناہ ہوگا اس لئے توبہ کرنا چاہئے اس آیۃ کریمہ کے سر کے معنے یہ ہیں اور مقصود یہہ ہے کہ اوس مرتبہ میں جس سے کہ مرتبہ ہستی برتر ہے اور اوس سے نکلکر اس مرتبہ میں آنا فریضہ ہے ورنہ سلوک سے رہ جائیگا اسلئے شرع شریف میں امر ہے کہ سیروا سبق المفردون یعنے مفردون سے آگے نکل جاؤ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تبت الیك یعنے اپنی آپسے حق کی طرف توبہ کی کیونکہ اپنے اختیار کی رویت اوٹھ گئی دوستی کے اندر اختیار آفت ہے بس یہہ حسن سے احسن کی طرف پہر جانا ہے درحقیقت معنے توبہ کے رجوع لانا ہے ولیکن رجوع لانے کی صفات مختلف بقدر اختلاف احوال و معاملات و مقامات ہر ایک کے ہے عوام کے لئے جفا سے عذر کے ساتھ

پہرجانا عقوبت کے خوف سے اور خواص کے لئے اپنے اقبال سے پھرجانا اورکون کے تلوّن کا اجلال دیکھنا ہے جب یہ معلوم ہوگیا اور نظر آگیا تو پھر جان لینا چاہیئے کہ توبہ چمکی ہے ۔ اور ہمارے واسطے فعل پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا حجت کافی ہے کہ آپنے فرمایا انہ لیغان علی قلبی وانی استغفر اللہ فی الیوم واللیل سبعین مرۃ یعنے میرے قلب پر ایک پردہ آجاتا ہے اور تحقیق میں دنرات میں ستر مرتبہ استغفار کرتا ہون اور دوسری روایت میں ماۃ مرۃ یعنے سو مرتبہ استغفار کرنا آیا ہے اگرچہ ظاہر میں استغفار مبنی بر وقوع معصیت اور خطا کے معلوم ہوتا ہے مگر یہہ ہمارے فہم کا خطا ہے کل انبیاء خصوصًا آنحضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معصوم ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استغفار کرنا اور معنے رکھتا ہے علماء نے لکھا ہے کہ غین ایک پردہ رقیق ولطیف ہوتا ہے جو بحکم بشریت کثرت کی ملابست اور مہام دین وملت کی اہتمام سے بقدر طرفۃ العین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدۂ شہود پر آجاتا تھا اور ایک فترت اور غفلت سی چہا جاتی تہی جو آن متصلہ میں نائرِ ذکر کے اشتعال اور ظہور نورِ وحدت سے مضمحل ہوجاتی تہی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسحالت کے طریان اور حالت فترت کے عروض سے استغفار کیا کرتے تھے اور عارفان حقایق نشان نے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ ترقی میں رہتے تھے اور اونپر تجلیات انوار متوالی ہوتی رہتی تہیں اور ایک کے اوپر دوسری پڑتی تہی تو جو تجلی پہلے سے فایق ہوتی اوسکے نچلے درجہ کی تجلی کی واقفیت حاصل ہوجانے پر آپ استغفار کیا کرتے تھے اور چونکہ حق تعالیٰ کی تجلیات کی

نہایت نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترقیات کی بہی نہایت نہیں
اسلئے یہ حال ابدالاباد رہتا تھا اور رہے گا اہل علم نے یہہ بہی ایک وجہ لکھی ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ وآلہ وسلم کا استغفار کرنا اسلئے تہا کہ امت مرحومہ کو تعلیم و تشریح
ہو تاکہ ہمیشہ مستغفر رہیں والا آنحضرت بذات شریف معصوم و مغفور ہیں۔ یہ استغفار
اپنی امت کیواسطے فرمایا کرتے تھے۔ اور بعض کا قول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اسواسطے استغفار فرماتے تھے تاکہ عین شہود میں جو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو ہر وقت نصیب تہا مستغرق نہ ہو جائیں اور بواسطہ وجود
بشریت مردم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب سے منتفع ہوں و
وہذا ہو الحق۔

بیت

مرا کمال محبت ترا کمال جمال	دمے مباد کہ نقصان پذیرد این دو کمال

حضرت غوث الاعظم محی الملت والدین شیخ المشایخ العالمین سید عبدالقادر
جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتوح الغیب میں فرمایا ہے کہ کان ینقل من
حالۃ الی اخری فیبدل بحالۃ اخری ولیسیرہ فی منازل القرب ومیادین
الغیب تغیر علیہ خلع الانوار فتبین الحالۃ الاولی عند مایلیہا
ظلمۃ ونقصانا فیلقن الاستغفار لانہ احسن حال العبد والتوبۃ
فی سائر الاحوال لان فیہ اعترافا بذنبہ وقصورہ وہما صفتا العبد
فی سائر الاحوال فہما وراثۃ من ابی البشر آدم الصفی یعنے لیجائے
جاتے تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک حالت سے دوسری حالت

ہیں اور بدلے جاتے تھے ایک احوال سے دوسرے احوال میں اور لیجائے جاتے تھے غیب کی منازل اور قرب کے میدانوں میں اور بدلے جاتے تھے آپکے خلاع ولباس نورانی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظاہر ہوتی تھی پہلی حالت اوس دوسری حالت کے ظہور سے جو اوسکے منفصل ہوتی تھی نقصان کی اور کمی کی پس تعلیم اور تفہیم کیئے جاتے تھے استغفار کیونکہ یہہ بندہ کے بہترین احوال سے ہے کیونکہ توبہ واستغفار میں بندہ کا اعتراف اپنے گناہ اور کوتاہی کرنے کا ہوتا ہے اور یہی دو صفات بندہ کے تمام احوال میں پسندیدہ ہیں اور توبہ واستغفار میراث ابو البشر آدم صفی اللہ علیہ السلام کا ہے۔ اس سے ثابت ہوگیا کہ توبہ و استغفار کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو ورد شبانہ روز کا کیا ہوا تھا تو اوسکے فوائد اور منافع پر نظر فرماکر کیا تھا کہ اسمیں سراپا فوائد ہی فوائد مترتب ہیں پس اس وجہہ سے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا عمل اس پر بلا ناغہ ثابت ہوتا ہے بمنزل سنت موکدہ کے ہے اسواسطے ہمکو بھی پیروی اس عمل کی کرنی چاہئے۔ کل ابنیا ورسل علی نبینا وعلیہم التحیات والسلام کا توبہ کرنا ثابت ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر تو پہلے ہوچکا ہے اونکے بعد ہر ایک نبی و رسول نے اپنے اپنے زمانہ میں توبہ کی ہے جو مختلف کتب احادیث وسیر میں مرقوم ہیں یہان چند عظیم القدر ابنیاء کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جب ایسے ایسے اولوالعزم انبیا نے توبہ و استغفار کیا حالانکہ اونکے نفوس مزکی شیطانیت کے مادہ سے بالکل پاک وصاف تھے اور معصوم تھے تو پھر نفسانی بندون کا جنکی

اندر شیطنت کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے کیا حال ہونا چاہئے اور
انصاف کی نگہ سے دیکھنا چاہئے کہ ہمکو کسقدر ضرورت توبہ و استغفار
کی ہے کہ ہمارا کوئی وقت گنہگاری سے خالی نہیں ہوتا اور کسی وقت
ہم بے گناہ نہیں رہتے - ہان یہ ضرور ہے کہ وہ غفلت کا پردہ جو ہماری
آنکھوں پر پڑا ہے اور جہالت ہماری ہمکو اپنے ناصواب کردار اور تقصیرات
پر مطلع نہیں ہونے دیتی دوسروں کے عیب اور گناہ دیکھنے کو تو ہماری
نگہ تیز اور بہت باریک بین ہے مگر اپنے معاصی اور عیوب کو دیکھنے کے لئے
نظر موٹی بلکہ کور ہو جاتی ہے - ظاہر ہے کہ جبتک کوئی اپنے گناہون اور
معاصی پر مطلع نہو گا وہ توبہ کب کرے گا اور اوسکے دلمیں ندامت کب
آئیگی اور کب منفعل ہو گا جسوقت وہ معلوم کر لے گا کہ مجھسے یہ کردار ناصواب
ہوا ہے اور اس کردار سے میں مستوجب سزا و عقاب کا ہو گیا ہون تو
پھر وہ اپنے کئے پر منفعل اور نادم بھی ہو گا اور توبہ بھی کرے گا جسپر حق تعالے
کی نظر رحمت ہو اور بدرجہ کمال عنایت ہو اوسے اپنے عیوب اور معاصی
کا علم دو قوت دیا جاتا ہے اور اوسکے دلمیں ندامت اور شرمندگی بھی ڈالی
جاتی ہے اور توبہ و استغفار کا خیال بھی پیدا ہو جاتا ہے جبتک حق تعالے
کا کرم و فضل شامل حال نہو اول تو اپنے گناہ ہی معلوم نہیں ہوتے اور اگر
بفرض محال معلوم ہو بھی جائیں تو اونکو وہ بہت نہیں جانے گا اور اونکو
حقیر اور ناچیز سمجھکر مکھی کی طرح ناک پر سے اوڑا دے گا پھر ندامت کس کو
اور حیا کس کو اور شرم کس کو اور توبہ کس کی اور استغفار کس کا یہ بیان

یہ ثابت ہو گیا کہ اول حق تعالے و تبارک کی رحمت اوس بندہ پر مبذول
ہوتی ہے جسکی وجہ سے وہ اپنے گناہوں کو گناہ جان لیتا ہے پھر اُنکو
پہاڑ کی مانند سمجھتا ہے اور حق تعالے و تقدس کو اپنے احوال پر مطلع دیکھتا
اور حاضر ناظر ہونا اوس ذاتِ پاک کا یقیناً جان لیتا ہے اور اوسکے عذاب
و عقاب پر کامل عقیدہ اوسکا ہو جاتا ہے اور بالیقیں جان لیتا ہے کہ
جائے گریز کہیں نہیں اور بجز اوس ارحم الراحمین کی بخشش اور رحمت
کے نجات نہیں تو پہر وہ تائب ہوتا ہے جبتک یہہ لوازمات جمع نہون
تائب ہونا کہان چونکہ انبیا و اولیا پر رحمت الٰہی بیشتر ہوتی ہے اور اُنکے
دلونپر غفلت کا پردہ نہیں ہوتا اونکو فوراً علم اپنی تقصیر کا ہو جاتا ہے۔
دیگر لوازمات تو اونکے دلمیں پہلے سے ہی موجود ہوتے ہیں صرف علم ہونے
کی دیر ہوتی ہے جب اونکو علم اوس تقصیر کا ہوا تو پھر اونہون نے فوراً
اس حبل المتین کو پکڑا چنانچہ حضرت نوح علےٰ نبینا و علیہ السلام کو جب حق تعالٰی
نے خلق کی ہدایت کے واسطے مامور فرمایا تو وہ بحکم الٰہی لوگونکو دعوت
الی اللہ کرتے مگر لوگ بجائے اِسکے کہ پیروی کرین اور فرمانبرداری کرین
اور اون کو نبی برحق سمجھین سخت بے تعظیمی اور بے ادبی سے پیش آتے
اور ہر طرح سے آپ کی تکذیب کرتے اور مضحکہ اوڑاتے پھر جب اون کی
اذیت و گستاخی حد سے تجاوز کر گئی تو آپنے اونکے حق میں بددعاء کی
نبی کی دعاء فوراً قبول ہوتی ہے اسلئے آپنے بحکم الٰہی ایک کشتی تختہ ہائے
چوبی کو جوڑ جوڑ کر بنانی شروع کی وہ لوگ دریافت کرتے تو آپ فرماتے

کہ پانی میں تیرنے کیلئے اور طوفان سے محفوظ رہنے کیواسطے ہم یہہ کشتی بناتے ہیں لوگ ہنستے کہ امساک باران اور خشک سالی سے تو دریا بھی سوکھ رہے ہیں یہہ کس پانی میں کشتی اپنی چلائیں گے اور نعوذ باللہ آپکے اس فعل کو بوجہ اپنی جہالت اور ظلمت کے دیوانگی پر محمول کرتے جب وہ کشتی بالکل طیار ہو گئی تو حکم ہوا کہ مخلوقات میں سے ہر ایک قسم کی جاندار چیزونکی دو دو جوڑے کشتی میں اپنے ساتھہ سوار کر لو اور جو تمہارے اہل ہیں اُنکو بھی حق تعالے تمہارے ساتھہ اس عذاب سے بچالے گا اپنے ساتھہ کشتی میں سوار کر لو آپنے قبل نزول باران کے کشتی میں سب کو سوار کر لیا مگر آپ کا ایک لڑکا سوار نہوا ہر چند اوسے کہا گیا کہ تم ہمارے ساتھہ سوار ہو جاؤ مگر اُسنے نہ مانا صرف آپکے تین پسران سام حام یافث سوار ہو گئے پھر جب طوفان آگیا اور لوگ غرق ہونے لگ گئے تو آپکا وہ لڑکا جو کشتی میں سوار نہیں ہوا تھا پانی میں بہتا ہوا کشتی کے متصل آگیا آپنے ہاتھہ بڑھا کر فرمایا کہ اب بھی کشتی میں آجا - اوس نے پھر بھی نہ مانا اور کہا کہ وہ گھاٹی قریب ہے میں اوس پر چڑھ جاؤنگا آپنے بوجہ شفقت والفت پدری کے واویلا بہت کیا مگر تقدیر ربی سے ایک ایسی موج آئی کہ اوسے وہ غائب کر گئی حضرت نوح کو بڑا رنج ہوا آپنے جناب الٰہی میں کہا کہ اے خداوند اکیا آپنے وعدہ نہیں کیا تھا کہ تیرے اہل کو ہم نجات دینگے پھر میرا فرزند کیوں غرق کیا گیا اور اوسے نجات آپنے ندی تو جناب الٰہی سے حکم ہوا کہ اے نوح وہ لڑکا تیرا اہل نہیں تھا اگر اہل ہوتا تو تیری نافرمانی نکرتا اور دعوت دین

کو قبول کر لیتا جب آپکی تضرع وزاری لڑکے کے نقصان پر زیادہ ہوئی تو جناب الٰہی سے ندا ہوئی کہ تو اپنے ایک نافرمان لڑکے کیواسطے اسقدر زاری اور بیقراری کر رہا ہے ہماری جانب نہیں دیکھتا کہ اسقدر خلق کو جو کئی سالون میں ان خدکو پہونچی تھی ہمنے صرف تیری بددعا اور غصہ کی وجہ سے غارت کردیا اونکو دیکھکر تیرے دل میں ذرا ملال نہیں گذرا ایک لڑکے کے مرجانے کا عظیم رنج کیا افسوس کا مقام ہے حضرت نوح علیہ السلام کو جب یہ علم ہوگیا کہ مجھسے یہہ خطائے عظیم واقع ہوگئی ہے تو آپ نہایت نادم اور پشیمان ہوئے اور سخت روئے اور نہایت درجہ کے الحاح اور انکسار کے ساتھ جناب الٰہی میں تائب ہوئے اور عرض کیا رب انی اعوذبك ان اسئلك ما لیس لی به علم وان لا تغفر لی وترحمنی اکن من الخسرین یعنے اے رب میرے میں تیری پناہ مانگتا ہوں تجھسے وہ چیز مانگنے اور طلب کرنیسے جسکا مجھے علم نہیں اور اگر تو مجھے نہ بخشیگا اور مجھپر رحم نفرمائے گا تو میں زیاں کاروں سے ہوجاؤں گا حقتعالےٰ نے اُنکی توبہ کو قبول فرمایا اور بجائے ایک بیٹے نافرمان کے اسقدر اولاد عطا فرمائی کہ اون کو آدم ثانی کا لقب حاصل ہوگیا کیونکہ بعد غرق اور فنا ہوجانے کل آدمیون کے پھر جو پیدایش بنی نوع کی ہوئی وہ پسران حضرت نوح علیہ السلام حام وسام ویافث سے ہوئی اور یہہ نسل تا قیام قیامت رہیگی اسی طرح حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے جنکی مرتبت اور عظمت اور اختصاص کا ایک یہہ بھی بڑا ثبوت ہے کہ اونکے بیٹے اور پوتون میں سے

چار ہزار پیغمبر ہوئے اور جنکی اولاد میں سے ختم الانبیا ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بہی ہوئے اور حضرت موسٰے وحضرت عیسٰے اور حضرت داؤد اور حضرت سلیمان وغیرہم صلواۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین ہوئے ہین اور جو بڑے بڑے سخت امتحانون مین ثابت قدم اور مستقل مزاج رہے ہیں چنانچہ آگ میں ڈالے جانے کیوقت اور حضرت اسماعیلؑ جیسے پسر کی قربانی کرنے کی وقت برجا اور قائم رہے اونہونے بہی توبہ کرنے میں اور اپنی مسکنت کے اظہار میں اور حق تعالے کی جناب میں حاجتمند اور نیازمند ہونے میں کوتاہی نکی۔

پھر حضرت موسٰے علیہ السلام جو کلیم اللہ ہوئے ہیں اور جنکو ید بیضا اور عصائے معجزہ نما ملا ہوا تھا باوجود اس قدر ومنزلت اور قربت اور اصطفائیت کے توبہ اور اظہار مسکنت واحتیاج دنیاز کو اختیار کیا اور بکمال عجز وشکستگی کے جناب الٰہی میں عرض کی رب اغفرلی ولاخی وادخلنا فی رحمتك وانت ارحم الراحمین یعنے اے رب ہمارے بخش مجھکو اور میرے بھائی کو اور داخل کرلے ہمکو اپنی رحمت میں کہ تو بہت رحم کرنے والا ہے حضرت داؤد علیہ السلام جو علاوہ باطنی بادشاہی کے ظاہری مملکت عظیم کے بادشاہ بھی تھے اور ۳۲ ہزار جنکے صرف پاسبان ہی تھے اور آپ ایسے خوش الحان اور جادو بیان تھے کہ جسوقت آپ زبور شریف کی تلاوت

اور قرأت فرماتے تو جانور بھی صف باندھ کر سر پر کھڑے ہو جاتے
اور بہتے پانی اور دریا تھم جاتے اور جن و انس گرداگرد ہجوم کر دیتے
اور درند اور چرند بھی صف بستہ آگر کھڑے ہو جاتے اور کل مخلوق الٰہی
اُنکی تعظیم و تکریم کرتی اور آپکی عظمت کے لئے معجزہ فولاد کو ہاتھ میں لیکر
موم کر دینے کا عطا کیا ہوا تھا آپنے بفور معلوم ہونے اپنے قصور کے
توبہ کی اور چالیس روز تک سجدہ میں پڑے رہے اور سجدہ میں اسقدر
روئے کہ آپکے اشک گھر رشک سے گھاس پیدا ہو گئی تو پھر خداوند تعالےٰ
نے فرمایا کہ ای داؤد ہمنے تیری توبہ کو قبول کیا اور تیری تقصیر معاف کر دی
علی ہذا القیاس حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کو علاوہ پیغمبری
کا درجہ عطا ہونے کے ظاہری بادشاہت بھی ملی ہوئی تھی اور آپ کو
بڑی وسیع مملکت حاصل تھی اور جنات اور ہوا اونکے مسخر کئے ہوئے تھے
اور سب منقاد اور فرمانبردار آپکے تھے۔ اتفاقاً آپکی محل سرائے میں
بلا اطلاع آپکے ایک صورت کی چالیس روز تک پرستش ہوتی رہی
اس سبب سے آپ پر عتابِ الٰہی ہو گیا اور سلطنتِ ظاہری سے معزول
کئے گئے اور جن و انس جو پہلے آپکے زیرِ فرمان اور تابع تھے اور
ہر وقت خایف رہتے تھے اور جاں نثار اور ہوا خواہ تھے یک قلم بر
گشتہ ہو گئے اور دشمن بن گئے اور سب کی چشم و دل سے آپکی عظمت و
سطوت اوٹھ گئی ہر ایک کی نگہ میں حقیر اور ذلیل بن گئے اور اس درجہ
تک سبک ہو گئے کہ آپ اپنے دونو ہاتھ پھیلا کر لوگوں سے سوال کرتے

اور بہوکہہ کی شدت سے ایک لقمہ مانگتے تو لوگ خندہ کرتے اور ایک لقمہ تک بہی کہانے کو نہ دیتے اور جب کسی شخص سے فرماتے کہ مین سلیمان بن داؤد ہوں مجہے کہانے کو کچہہ دو تو اُنکی تکذیب اور توہین کرتے بلکہ لوگ مارتے اور دہکے دیکر نکالدیتے حتّے کہ ایکروز بہوکہ کے مارے کسی کے گھر میں گھُس گئے اور بے تاب ہوکر کھانے کو آپنے کچہہ مانگا توصاحب خانہ نے بجائے کھانا دینے کے دہکّے دئے اور گھر سے باہر نکالدیا اسیطرح ایک عورت روٹیان لیجارہی تہی آپنے اوس سے کھانے کو مانگا تو اوسنے روئے مبارک پر تہوکدیا بلکہ ایک روایت مین ہے کہ ایک اور ایک بڑہیانے آپکے سرمبارک پر مٹی کا کوزہ جسمین پیشاب بہرا ہوا تھا اوٹھا کر مارا۔

عزیزیکہ از درگہش سر بتافت	بہر درکہ شد ہیچ عزت نیافت

چنانچہ اسیطرح کی تحقیر اور تذلیل کی حالت میں آپ چندے پہرتے رہے آخرکار توبہ واستغفار کے ساتھ جناب الٰہی میں آپنے رجوع کیا توحقتعالٰے جلقدرہ کی رحمت نازل ہوئی اور چالیس روز تک خواری اور ذلت اٹھاکر مچھلی کا شکم چاک کرنیسے وہ اونکا گم شدہ خاتم ملگیا اور پھر سب طیور بہی صف بستہ سر پر آکھڑے ہوئے اور جنات اور شیاطین اور وحوش بہی حاضر خدمت ہوگئے اور تعظیم وتکریم بھی چارطرف سے ہونے لگ گئی پھر جس جسنے عہد عتاب الٰہی میں آپکو مارا تھا یا بے ادبی کی ہوئی تھی عذرخواہ اور طالب عفو ہوئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تم کو اوس سلوک بد پر نہ ملامت کرتا ہوں اور نہ اب

تابعداری کا شکریہ کرتا ہون کیونکہ جو کچھہ تمنے کیا یا کرتے ہو سب خدا کی طرف سے ہے بجز اوسکے کسی کا چارہ نہیں ہے۔ اسی طرح حضرت ذکریا اور حضرت یونس علیہما السلام کے حالات بھی ہیں جب ایسے ایسے پاک اور مقدس لوگوں سے تقصیرات وقوع میں آئی تہی ہیں اور اونہوں نے توبہ و استغفار سے کام لیا تو پھر عوام کا کیا ٹھکانا ہے یہہ خیال کرنا کہ توبہ و استغفار معصیت کے وجود سے لازم وواجب ہوتی ہیں نہ بلا وجود معصیت کے سراسر جہالت اور نادانی ہے جبکہ سہو وخطا مقتضیات بشریت سے ہیں تو پھر کس طرح عدم وقوع معاصی کا ممکن ہوسکتا ہے۔ حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ نے احیاء العلوم میں فرمایا ہے کہ توبہ ہر شخص پر واجب ہے کیونکہ کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو اعضا کے گناہ سے خالی ہو جب انبیا تک اس سے نہیں بچ سکے اور جنکا ذکر قرآن مجید اور احادیث کی کتابوں میں درج ہے تو اور کوئی کیا دعوے کرسکتا ہے اگر کوئی آدمی بعض اوقات میں اعضاء کے گناہ سے محفوظ رہے گا تو دلمیں گناہ کے قصد سے بچ نہیں سکے گا۔ اور اگر دل میں بھی قصد کرنیسے محفوظ رہے گا تو وسوسۂ شیطانی سے بچنا بڑا مشکل ہے ضرور ہی وسوسہ گذرے گا کیونکہ آدمی کے دلمیں بوجہ عداوت کے شیطان کا کام ہے کہ خیالات پریشان ڈالے جن سے یاد الٰہی میں غفلت آجائے اور اگر بفرض محال وساوس شیطانی سے بچ جائے گا تو خدا یتعالے اور اوسکی صفات اور افعال کی واقفیت میں غفلت کرنیسے کبھی بچ نہ سکے گا جب محفوظ نہ رہ سکا تو خطا کا وقوع ہوا اور اوس کے حال کا نقصان ہوگیا

کیونکہ بلا سبب کے نقصان نہیں ہوتا ہے پس اوسکا چھوڑنا اور اوسکی ضد اختیار کرنا اور اوس نقصان سے بہتر یکی طرف رجوع کرنا ہی توبہ ہے البتہ مقدار نقصان میں لوگ متفاوت ہیں اصل نقصان ہر ایک میں کچھہ نہ کچھ موجود ہوتا ہے متفق علیہ یہہ امر ہے کہ گناہوں سے پاک رہنا ابتدائی آفرینش سے تا آخر عمر کام ملائکہ کا ہے اور گناہوں اور نافرمانیوں میں مستغرق رہنا کام شیطان کا ہے اور معصیت سے اطاعت کی طرف بحکم توبہ و ندامت کی رجوع کرنا کام آدم کا ہے اور آدمیان کا - جس کسی نے تقصیرات گذشتہ کا تدارک توبہ کے ساتھ کیا اُس نے اپنی نسبت کو آدمؑ کے ساتہہ درست کیا اور جس نے معصیت پر اصرار کیا اپنی تمام عمر تک تو اوس نے اپنی نسبت شیطان کے ساتھ درست کی - تمام عمر آدمی کے لئے طاعت میں رہنا خود ممکن نہیں -

یہ مسلم امر ہے کہ عقل کا کمال بعد چالیس برس کے آدمی کو حاصل ہوتا ہے گو کہ بنائے عقل سنِ بلوغ کو پہونچنے کے وقت پوری ہو جاتی ہے اور آغاز سات برس کی عمر کے بعد ظاہر ہوجاتا ہے مگر شہوت و غضب پہلے سے ہی متمکن ہو چکے ہوتے ہیں اور یہہ شیطان کے لشکر میں سے ہیں تو ثابت ہوگیا کہ لشکر شیطانی کا مورچہ پہلے ہی سے لگ جاتا ہے اور سکہ اُسکا قایم ہو جاتا ہے اسلئے دلکو عادتاً مقتضیات شہوت سے اُنس اور الفت ہو جاتی ہے اور سب پر غالب ہو جاتی ہے اور عقل جو لشکر ملائکہ کا ہے دیر کے بعد آدمی مین داخل ہوتا ہے اب لشکر شیطانی اپنے مورچے مضبوط کر کے عقل کے ساتھ جنگ و جدل کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ اوسے شکست دیکر اپنے تابع کر لے

اور قید کرے اِدہر عقل جو اللہ تعالےٰ و تبارک کے گروہ میں سے ہے اپنی قوت و توانائی خداداد سے مقابلہ اور مقاتلہ کرکے مملکتِ وجود کو فتح کرنا چاہتی ہے اور لشکرِ شیطانی کو اوس قلعہ سے نکالکر بدر کرنا چاہتی ہے چنانچہ یہہ عظیم جنگ بفور داخل ہونے عقل کے اندر ہی اندر شروع ہو جاتا ہے عقل بڑی تدبیر اور حکمت عملی کے ساتھہ طبیعت کو عبادت اور اپنے خالق کی یاد کیطرف متوجہ کرکے لشکر شیطانی کے محاصرہ سے نکالتی ہے اگر عقل کا غلبہ ہوگیا تو اوس نے لشکرِ شیطانی کے مورچے توڑ تاڑ قلعہ فتح کرلیا اور اپنا سکہ جمادیا اور اگر عقل کو لشکر شیطانی نے شکست دیدی اور مغلوب کرلیا تو پہر اندر باہر شیطان ہی شیطان کا حکم نافذ ہوگیا - جو لوگ خوش نصیب اور نیک طالع ہیں وہ عقل کو تقویت دیکر لشکر شیطانی پر غالب کردیتے ہیں اور شہوات کو کمزور کرکے مغلوب اور مقہور کردیتے ہیں اور نجات ابدی اور نعماتِ سرمدی حاصل کرتے ہیں کیونکہ سب بدیوں کی جڑ اور تمام خرابیوں کی بنیاد شہوات کے غالب ہو جانے میں ہے چنانچہ حضرت مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں -

ابیات

جہد کن تا پیر عقل و دین شوی	تا چو عقل کل تو باطن بین شوی
عقل چون سایہ بود حق آفتاب	سایہ را با آفتاب او چہ تاب
عقل کامل را قرین کن با خرد	تا کہ باز آید خرد از خوئے بد
وائے آنکہ عقل او مادہ بود	نفس زشتش نزد آمادہ بود

لاجرم مغلوب باشد عقلِ او	جز سوی خسران نبا شد نقلِ او
اے خنک آنکس کہ عقلش نر بود	نفس زشتش ماده و مضطر بود
پس بگو گفت آن رسولِ خوش نواز	ذرہ عقلت بہ از صوم و نماز

بعض عارفین رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ وتبارک اپنے ہر بندہ کو دو بھید بطریق الہام کے فرما دیتا ہے ایک توجبوقت شکم مادر سے نکلتا ہے تو اوسے ارشاد ہوتا ہے کہ اے بندہ ہمنے تجھے دنیا میں پاک اور صاف بھیجا ہے اور عمر تیرے پاس امانت رکھی جاتی ہے اور تجھے عمر کا امین مقرر کیا گیا ہے ہم دیکھینگے کہ تو امانت کی کس طرح حفاظت کرتاہے اور پھر ہمیں کس حال میں آکر ملتا ہے دوسرا بھید یہ ہے کہ روح کی نکلنے کے وقت اوسے ارشاد فرماتاہے کہ اے میرے بندے مینے جو امانت تیرے پاس رکھی تھی تو نے اوسمیں کیا کیا ادا کیا تو نے اُسکی حفاظت کما حقہ کی اور عہد پر قائم رہا کہ پھر ہم بھی اپنا عہد پورا کریں اور اگر تو نے اوس امانت کو ضایع کیا اور عہد پورا نہیں کیا تو پھر ہم تجھسے مطالبہ اور عقاب کرین چنانچہ آیتہ کریمہ اوفوا بعہدی اوف بعہدکم یعنے پورا کرو میرے ساتھہ تم اپنے عہد کو تاکہ میں بھی پورا کروں تمہارے ساتھہ اپنا عہد اور دوسرے مقام پر فرمایاہے والذین ھم لامانٰتھم وعھدھم راعون یعنے وہ لوگ جو امانتوں اور عہود کو پورا کرنے والے ہیں پس آدمی کو چاہئے کہ امتثال اوامر الٰہی کا اور احتراز اور اجتناب نواہی کا بجالانے میں ہمیشہ سعی بلیغ کرتا رہے اور از روے اعمال اپنے آپکو ناقص اور ناتمام

ملاحظہ کرتا رہے اور دل میں یہ خیال ہرگز نہ لائے کہ میں عابد ہوں اور
پارسا ہوں اور لوگ غافل ہیں اور عبادت نہیں کرتے ہیں میری عبادت
اور میری پارسائی قابلِ داد اور لایق دید ہے یہہ خیال سراسر ظلمت اور
تاریکی پیدا کرتا ہے اور اگر اپنی عبادت اور یادو بود کو ناتمام اور
ناقص دیکھیگا تو نورِ ہدایت اوس کے اندر چمکے گا اور پھر اوس نور سے
وہ اپنے آپکو دیکھے گا اور معلوم کرے گا کہ مجھے کتنے اعداء نے اور
کس قدر نفسانی ہوا اور ارادون اور آرزوؤں اور خواہشوں کے لشکر نے
اور شیطانی وساوس اور آرائشوں نے گھیرا ہوا ہے اور کئی نجاستین
اور امراض ابھی میرے اندر موجود ہیں اور دریافت کرلے گا کہ اپنی ظاہری
عبادات روزہ و نماز و حج و زکوٰاۃ اور ظاہری زلات و آثام سے اپنے
اعضا کو محفوظ رکھنے پر جو عُجب اور تکبّر میں کر رہا ہوں سراسر حمق و جہل ہے
اور میرا باطن ہنوز عباداتِ باطنی سے بالکل تہی اور عاری ہے اور ترک
حرام و شبہات سے اور پرہیزگاری اور زہد اور بردباری اور رضا بالقضا
اور قلیل و ضروری پر خوش ہونے اور توکل و تفویض اور یقین سے
اور خطرات وساوس سے سینہ کو سلامت رکھنے اور پروردگار تعالے
و تبارک کے احسانات کو اپنے اوپر دیکھنے اور نیک نیت اور نیک گمان
اور نیک سیرت ہونے اور صالحین کے ساتھ صحبت رکھنے سے اور معرفت
اور طاعت اور نیکی اور راستی اور اخلاص وغیرہ اوصافِ حمیدہ
سے جو بہت اور بے اندازہ ہیں بالکل بے بہرہ ہوں اور ملاحظہ کرے گا

کہ میں گرفتار اور گرویدہ اون خصایلِ زشت کا ہوں جو گناہوں
کے اصول اور جڑہ ہیں جنمیں سے شاخ در شاخ محنتیں اور بلائیں ہلاک کرنے
والی دنیا و آخرت میں پیدا ہوتی ہیں۔پس دانا و عقیل وہی شخص ہے
جو اپنے اپکو ہلاکتِ ابدی سے محفوظ کرنے کے واسطے امراض ظاہری اور
باطنی کے دفعیہ اور ازالہ کے لئے ادویات نافع اور سریع الاثر کا استعمال
کرے اور پرہیز بھی کماحقہ کرے تاکہ امراض مہلکہ سے بچ جاوے اور شفا
پاکر حیاتِ ابدی حاصل کرے وہ دوائی نافع اور سریع التاثیر کیا ہے؟
یہ توبہ خالص۔یہ مجرب دوا رجمیع امراضِ معاصی کے واسطے حکیم مطلق
کی مجوزہ ہر حال اور ہر مریض کے واسطے حکم اکثیرِ اعظم کا رکھتی ہے۔
چنانچہ نقل ہے کہ ایکروز شہر بغداد میں ایک مردِ خدا کوچہ و بازار میں
پھرتا تھا اور ندا حکیم طبیب کی پکارتا تھا ناگاہ یہ آواز بگوش حق نیوش
حضرت سلطان العارفین بایزید رحمتہ اللہ علیہ میں پہونچی تو دواں دواں
آپ تشریف لاکر اوس مرد سے پرساں ہوے " دوائے گناہان من داری
طبیب گفت بلے دارم لیکن بسیار تلخ است نخواہی چشید حضرت سلطان فرمود
بغرض حصولِ شفا بشوق خواہم نوشید۔طبیب گفت۔نسخہ برگ صبوری
و بیخ درویشی بیار و درہاونِ یقین انداختہ بدستۂ توفیق بکوب بعد ازان
آب حلم آمیختہ در دیگچۂ ریاضت بیانداز و زیرش آتش عشق بہ افروز
چمچہ سنت بگرداں بعدش در پارچہ صفا انداختہ مصفا سازید در کاسۂ
خلوص انداختہ از راہِ صدق بنوش سفے الحال شفا یابی"۔یہاں یہ

معلوم ہوا کہ جب حضرت سلطان العارفین جیسے بزرگ اور پاک لوگ
اپنے آپ کو عاصی تصور کر کے متلاشی علاج کے ہوں تو ہم لوگ جو اُنکے
مقابلہ میں کچھہ پایہ نہیں رکھتے ہیں بدرجۂ اولے محتاجِ علاج ہیں اور
توبہ استغفار ہمارے ہر حال کے واسطے واجبات سے ہے -
حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ نے واجب کے دو معنے فرمائے ہیں -
ایک وہ واجب جو احکامِ شرعی میں مشہور ہے اور اوسمیں سب لوگ
شریک ہیں اور وہ ایسا ہے کہ اگر تمام خلق اوسکو ادا کرے تو عالم خراب نہو
مثلاً نماز و روزہ وغیرہ وغیرہ مگر حصول مدارجِ کمال کا اسمیں داخل
نہیں ہے - غرضکہ شرع شریف میں واجب اوسیقدر ہے کہ اگر سب
لوگ اوسے کرتے رہیں تو نظامِ عالم میں خلل واقع نہو - پس ان معانی
کے روسے بھی اگر دیکھا جائے تو توبہ کے وجوب میں کوئی کلام نہین
اور دوسرے معنی واجب کے یہ ہیں کہ مقام محمود صدیقین اور قرب حضرت رب العالمین تک پہنچنے
کیلئے ضروری ہو پس بروئے اُن کے توبہ کا وجوب ثابت ہے بلکہ وجوب بقول حضرت غوث
الاعظم سید عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے کہ جو گناہ عالم کا بڑا سمجھا جاتا ہے
وہ گناہ جاہل کا بڑا نہیں سمجھا جاتا اور جو گناہ عارف کا بڑا سمجھا جاتا ہے وہ گناہ
عالم کا بڑا نہیں سمجھا جاتا بسبب تفاوت منازل علم و معرفت کے جو اونکے درمیان
ہوتا ہے توبہ فرضِ عین ہو گئی -
ازانجا کہ صراطِ مستقیم جس پر قایم ہونے سے توحید کامل ہوتی ہے بال
سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے جیسا کہ پلصراط آخرت کا

ہوگا اسواسطے ہر ایک آدمی میں کچھہ نہ کچھہ میل راہِ راست سے ضرور ہوتا ہے
اور ہر ایک بشر کو کسی قدر اتباع خواہش نفس کا بہی ضرور کرنا ہوتا ہے
گو کیسی ہی ذرہ سے کام میں ہو اتباع خواہش نفس سے توحید کے کمال
میں فرق آتا ہے جسقدر کہ آدمی کا میل راہ راست سے ہو اور یہہ بات مقتضی
اس امر کی ہے کہ درجاتِ قرب میں بہی نقصان بیشک واقع ہو اور ہر نقصان
کے ساتھہ دو آگ لگی ہوئی ہیں ایک آگ اوس نقصان کے باعث کمال کی
جدا ہو جائیگی اور دوسری آگ دوزخ کی جسکا وصف قرآن مجید میں موجود ہے
اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص راہِ راست سے مایل ہوگا اوسکا عذاب دوہرا
دو طرح سے ہوگا مگر اس عذاب کی شدت اور تخفیف اور زیادہ نون تک رہنا
خواہ کم مدت کے لئے ہو دو باتوں پر منحصر ہے اول تو ایمان کی قوت و
ضعف پر دویم اتباع شہوت نفس کی کثرت و قلت پر کیونکہ آدمی اکثر کے
اعتبار سے ان دونو باتوں میں سے ایک ضرور ہی رکہتا ہے اور اسی
جہت سے آتش کا گذر بہی ضرور ہے اور اسیواسطے اکابر سلف خوف کرتے
تھے اور فرماتے تھے کہ ورود آتش بموجب وعدۂ الٰہی یقیناً ہے اور اوس سے
نجات ملنی میں شک ہے آیۂ شریفہ وان منکم الا واردھا کان علی ربک
حتما مقضیا ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظالمین فیھا جثیا یعنے
کوئی نہیں تم میں سے جو نہ پہنچیگا اوسپر (یعنے دوزخ پر) یہہ میرے رب کے
لئے ضرور ہے پہر بچا لینگے ہم اونکو جو ڈرتے رہے اور چہوڑینگے گنہگارون
کو اوسمیں اوندہے گرے ہوئے بہرحال احادیث صحیحہ سے ثابت ہے

کہ عذاب اور قیام دوزخ کا درجات مختلف میں ہوگا جیسے گناہوں کے درجات ہیں ویسے ہی عذاب کے بھی درجات ہونگے چنانچہ روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ بعض لوگ بجلی کی طرح گذر جائینگے اور اونکو ذرا بھی توقف دوزخ میں ہنوگا اور ایک لحظہ بعض رہینگے سب سے آخر مین جو دوزخ سے نکلے گا وہ سات ہزار سال کے بعد نکلے گا پس ایک لحظہ اور سات ہزار سال کے درمیان بہت سے درجات مختلف ہیں مثلاً لحظہ سے ساعت اور اوس سے زیادہ پہر اور اوس سے زیادہ دن اور پھر ہفتہ اور پہر مہینہ اور پھر سال وغیرہ وغیرہ اسی طرح شدت عذاب اور قسم عذاب میں بہی اختلاف ہوگا جسطرح دنیا کے بادشاہ یا حاکم کسی کارندہ کو جو قصوروار ہو حساب میں سخت گیری کرکے تنگ کرلیتے ہیں اور آخر کار چھوڑ دیتے ہیں یا کسی گنہگار کو تازیانہ لگاکر یا اور کوئی سزا دیکر چھوڑ دیتے ہیں اور قسم عذاب کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کو جرمانہ ہی کیا جاسے اور کسی کو قید خانہ میں قید کیا جاوے یا دونو سزائین دیجائیں اور قید میں بھی اختلاف ہے کہ قید بامشقت اور قید تنہائی وغیرہ کی سزا دیتے ہیں یا ضبطی جائدا د یا قتل اولاد اور حلقہ بگوشی زنان اور دیگر لواحقین کی ایذارسانی اور قطع و برید زبان و گوش بینی وغیرہ وغیرہ اسی طرح آخرت کے عذاب میں بھی اختلافات ہونگے جو روایاتِ صحیحہ اور اخباراتِ معتبرہ سے ثابت ہے یہہ اختلافات عذاب بحسب اختلافاتِ قوت وضعفِ ایمان اور کثرت و قلتِ طاعات اور کمی بیشیِ معاصی کے ہوگا جسقدر گناہوں کی برائی شدید ہوگی اوسی قدر عذاب بہی شدید اور کثیر ہوگا

اور خطا کی قسم کے مطابق عذاب بھی مختلف ہوگا یہی مراد اس آیۃ کی ہے
وما ربك بظلام للعبيد یعنے نہیں پروردگار تیرا بندونپر ظلم کرنے والا
اور نیز الیوم تجزی کل نفس بما کسبت یعنے آج ہر ایک جی اپنے کیئے کا
اجر پائے گا اور علی ہذا وان لیس للانسان الا ما سعی یعنے تحقیق نہیں
واسطے آدمی کے کچھہ مگر جو کچھہ اوسنے کمایا ہے فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرًا
یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرًا یرہ یعنے جس کسی نے کی ایک ذرہ
بھر نیکی وہ پائے گا اوسے اور جس کسی نے ایک ذرہ بھر برائی کی ہے وہ
پائے گا اوسے - ان سب سے ثابت ہے کہ اعمال کی جزا مین ثواب و عقاب
عمل کے ساتھہ ہونگے جمیں ظلم مطلق نہوگا اور عفو و رحمت کی جانب
ترجیح رہیگی چنانچہ سبقت رحمتی علی غضبی سے یعنی رحمت اور بخشش میری
غضب میرے سے بڑہی ہوئی ہے واضح ہوتا ہے اور کلام مجید میں ہے
وان تك حسنة يضاعفها ويؤت من لدنه اجرًا عظيما یعنے اگر ہے
تمہاری نیکی کی ہوئی تو ہم اوسے دوچند کرینگے اور اوسپر اپنے پاس
سے ثواب اور اجر بڑا دینگے اکثر اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ گناہوں کی
نحوست دنیا ہی میں آدمی پر آجاتی ہے -

چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے حالات سے ظاہر ہوتا ہے یہانتک کہ
بعض اوقات شامت گناہون سے روزی تنگ ہوجاتی ہے کبھی لوگون
کے دلوں سے اوسکی منزلت کم ہوجاتی ہے دشمن غالب ہوجاتے ہین
بلکہ بعض اوقات اپنے مقربین کو کوئی اور سزا دنیا ہی میں دیدیتے ہین

تاکہ دارِ آخرت میں اونکے مدارج قرب میں فرق اور کمی نہ آئے حضرت عمر خیام قدس اللہ روحہ کے حالات میں لکھا ہے کہ ایک روز آپ اپنی ستی کی حالت میں تھے کہ آپکا بادہ ٹوٹ گیا اور شراب گر گئی آپنے ناز میں بعالم مستی فی البدیہہ رباعی فرمائی۔

رباعی

ابریق مئے مرا شکستی ربی	ہر من درِ عیش من بہ بستی ربی
برخاک بریختی مئے ناب مرا	خاکم بدہن مگر کہ مستی ربی

یہ کہنا ہی تھا کہ آپکے چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا اور سیاہی منودار ہو گئی آپ بھی تاڑ گئے کہ مواخذہ ہوا فوراً گریہ وزاری اور ندامت و شرمساری میں مصروف ہو گئے اور فی البدیہہ رباعی عفوِ تقصیرات کیلئے پڑھی۔

رباعی

بے جرم و گناہ در جہاں کیست بگو	آنکس کہ گنہ نکرد چوں زیست بگو
من بدکنم و تو بد مکافات دہی	پس فرق میانِ من و تو چیست بگو

اسکا تکرار کرتے ہی آپکا رنگ اصلی حالت پر آگیا اور سیاہی دور ہو گئی۔

حضرت داؤد علیٰ نبینا علیہ السلام کی نسبت بھی حق تعالےٰ نے قرآن کریم میں شہادت دی ہے وظن داؤد انما فتنٰہ فاستغفر ربه وخر راکعا واناب ۝ فغفرنا له ذالك وان له عندنا لزلفی وحسن مآب ط یعنے گمان کرلیا داؤد نے کہ یہ اوسکی آزمایش ہوئی ہے پس اوس نے

استغفار کیا اور پناہ مانگی اور بخشش مانگی اپنے رب سے اور گر پڑا زمین کے اوپر موں‌ہ کے بل اور انابت کرنے والا ہو کر پس بخشا ہمنے اوسے وہ گناہ کہ تحقیق اوسکے واسطے ہمارے پاس نزدیکی ہے اور بہت عمدہ جائے بازگشت ہے - پھر اگر کسی مصیبت کی وجہ سے مسلمان بندہ کا دل دنیا سے علیحدہ ہو جائے تو اوسکے حق میں وہی کفارہ ہو جائے گا کیونکہ رنج و غم دل کو دنیا کی محبت سے خالی ضرور کر دینگے ایک حدیث شریف میں وارد ہے کہ بعض گناہوں کا کفارہ صرف رنج ہی ہوتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ فکر طلب معیشت اوسکا کفارہ ہوتا ہے اور حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث مروی ہے کہ جب بندہ کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں اور اور اعمال اونکے کفارہ کیلئے نہیں ہوتے تو اللہ تعالے اوسپر بہت رنج ڈالدیتا ہے اور وہی اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے - روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس قیدخانہ میں آئے تو آپنے اوسے پوچھا کہ اوس دردمند بوڑھے یعنے حضرت یعقوب علیہ السلام کو کس حال میں چھوڑا اونہوں نے کہا کہ تمہاری جدائی پر اس قدر اونہوں نے رنج کیا ہے جسقدر سو عورتونکو ہو جنکے بچے مرگئے ہوں تو آپنے پوچھا کہ پھر اسکا ثواب خدا کی جناب سے اونکو کس قدر ملے گا اونہوں نے کہا کہ سو شہیدوں کا ثواب ملے گا اِس سے ثابت ہو گیا کہ رنج بھی خدا کے حقوق کا کفارہ ہو جاتا ہے غرضکہ یہہ وہ اسرار ہیں کہ اگر کسی شخص کے دماغ

مین اونکی پوہنچ جاتی ہے تو اوسکو معلوم ہوجاتا ہے کہ سلوکِ راہِ خدا کے واسطے ہر شخص پر توبہ نصوح ہر دم واجب ہے خواہ اوسے عمرِ نوح بہی ملجاوے اور توبہ بہی بدون مہلت کے فوراً کرے ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا یہ قصور تہا کہ ایک عورت نے آپسے درخواست کی تہی کہ میرے باپ کے حق میں مقدمہ فیصلہ کرنا اور آپنے وعدہ کرلیا تھا کہ اچہا ہم تیرے باپ کی حق میں مقدمہ فیصلہ کرینگے مگر ویسا نہ کیا اور ایک اَور روایت میں ہے کہ حضرت سلیمانؑ کی محلسرائے میں بلا اطلاع آپکے چالیس روز تک ایک تصویر کی پرستش ہوتی رہی تہی اسلئے اونپر عتابِ الٰہی ہوا روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ ہوا چلتی تھی آپنے ایکروز اپنے نئے قمیص کی طرف پسندیدگی کی نگہ سے دیکھا ہوا نے اوس قمیص کو گرادیا آپنے ہوا سے فرمایا کہ مینے تجھے حکم نہیں دیا تھا تونے خودبخود یہہ کیا کیا ہے اُس نے عرض کیا کہ ہم آپکی اطاعت جب ہی کرتے ہیں کہ آپ خدا کی اطاعت کرتے ہیں ۔

اِسی طرح روایت ہے کہ حق تعالےٰ و تبارک نے حضرت یعقوب علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ تمہیں معلوم ہے کہ ہمنے تمہارے لختِ جگر یوسف علیہ السلام کو کیوں تم سے جدا کیا اونہوں نے عرض کیا کہ الٰہا تو عالم الغیب ہے مجہی معلوم نہیں ارشاد ہوا کہ اس وجہ سے کہ تمنے اوسکے بہائیوں سے کہا تھا کہ انی اخاف ان یاکلہ الذئب وانتم عنہ غافلون یعنی میں تحقیق ڈرتا ہون کہ اوسے یعنے یوسفؑ کو بہیڑیا کہا جائے اور تم اوس سے غافل ہو ۔ تمنے بہیڑیے

کا خوف کیوں کیا مجہسے توقع نہ کہی اور اوس کے بہائیوں کی غفلت کا کیوں
دہیان کیا میری حفاظت کی طرف کیوں نہ دیکہا اور پہر یوسف علیہ السلام
کو بیٹے ملا دینے کی بہی یہی وجہ ہے کہ تمنے مجہسے توقع کی اور یہہ کہا کہ عسی اللہ
ان یاتینی بھم جمیعًا یعنے قریب ہے کہ اللہ تعالے ہم سب کو پہر اکٹھا
کردے اور نیز یہہ کہا کہ اذھبوا فتحسسوا من یوسف واخیہ ولا تایئسوا
من روح اللہ یعنے جاؤ تلاش کرو یوسف اور اوسکے بہائی کی اور مت نا
امید ہو اللہ کے فیض اور رحمت سے اسی طرح حضرت یوسؑف نے جب
بادشاہی مصاحب سے مجلس میں ارشاد فرمایا تہا کہ میرا ذکر اپنے آقا سے کرنا
تو اللہ تعالے نے اوس قصہ کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ فانسہ الشیطان
ذکر ربہ فلبث فی السجن بضع سنین یعنے بہلا دیا سے شیطان نے ذکر کرنا
یوسؑف کا اپنے آقا کے پاس اس لئے رہا وہ چند سال قید خانہ میں اور
انبیا اور اولیا اور مقربین کے واسطے مولے تعالے کے غیر کی طرف نگہ کرنا
ہی گناہ عظیم ہے اور اونپر مواخذہ ایسی ایسی باتوں پر اور اس قسم کی
فروگذاشتوں پر کیا جاتا ہے ۔ اونکے گناہ عوام کے گناہ کی طرح
نہیں ہوتے ۔

پس بروئے ان معانی کے بہی توبہ کا وجوب ثابت ہے بلکہ بموجب قول حضرت
دوسرا واجب وہ ہے کہ مقام محمود صدیقین اور قرب رب العالمین تک
پہنچنے کیلئے ضروری ہو پس جمیع معاصی سے توبہ کرنا سب اسدرجہ پر پہنچنے
کے لئے واجب ہے اسکی مثال ایسی سمجہنی چاہیئے جیسے کہتے ہیں کہ

کہ نماز نفل میں طہارت واجب ہے اسکے یہہ معنے ہیں کہ جو کوئی نفل پڑہنی
چاہے اوسکے لئے طہارت ضروری ہے کیونکہ بدون طہارت کے اوس نفل کا
ثواب نہیں ہوگا مگر جو شخص نماز نفل سے ہی محروم رہے اور اس سعادت
سے ہی بہرہ مند نہو تو اوسپر نفل کی جہت سے طہارت واجب نہیں یا
جس طرح کہتے ہیں کہ آنکھ کان دست و پا انسان کے وجود میں شرط اور
ضروری ہیں یعنے پورا انسان ہونیکے لئے ان سب کا ہونا ضروری ہے تاکہ
اپنی انسانیت سے منتفع ہو اور اعضا کی بدولت دنیا میں درجات عالیہ کو
پہنچ سکے اور جس شخص کے پاس یہہ اعضا نہوں وہ مضغہ کی مانند ہے جو کسی
کام نہیں آسکتا ہے۔ پس اصل واجبات جو سب لوگوں پر واجب ہیں اونسے
صرف نجات ملتی ہے اور محض نجات کو مثل زندگی محض کے تصور کرنا چاہئے
اور نجات محض کے سوا جو اور سعادات ہیں اونکو بجائے اعضاء کے تصور
کرنا چاہئیے کہ زیبائش اور آرایش اونہیں سے ہے اور اونکے واسطے ہی انبیا
اولیاء علماء اکابر سعی کرتے ہیں اسی کے واسطے اونہوں نے لذائذ دنیاوی
کو یک لخت ترک کیا چنانچہ حضرت عیسیٰؑ کا نہ کوئی مکان تھا نہ کوئی سامان حتے
کہ چارپائی تک بھی نہیں رکھتے تھے اور زمین پر سویا کرتے تھے ایکروز آپنی
ایک خشت اپنے سرہانہ رکھہ لی اور خشت پر سر رکہکر لیٹ گئے کہ اتنے میں
شیطان آیا اور کہا کہ یا عیسےٰ آپنے تو دنیا کو ترک کیا ہوا تھا آپنے فرمایا
کہ پر تونے کیا دیکھا ہے جو خلاف ترک دنیا کے ہو اوسنے کہا کہ پتھر کو تکیہ بنانا
دنیا کی ایک لذت نہیں تو اور کیا ہے اسی لذت کے واسطے ہی تو زمین پر

سر نہیں رکہا آپنے وہ خشت اپنے سر کے نیچے سے نکالکر فوراً پہینکدی اور سر اپنا زمین کے اوپر رکہدیا پتھر کا سر سے نکالنا اور پہینکدینا اور سر زمین کے اوپر رکہنا گویا اس لذت سے توبہ کرنا ہے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چادر مخطط کو نماز میں مخل پاکر اوتار دیا اور کفش مبارک کا نیا تسمہ باعث شغل جانکر اوتار دیا اور پرانا ڈال لیا۔ پھر کیا آپکو معلوم نہیں تہا کہ یہ باتیں ہماری شریعت مقررہ میں واجب نہیں اور اگر معلوم تہا تو پھر آپنے کیوں ایسا کیا اس سے معلوم ہوگیا کہ یہ ترک اسواسطے واقع ہوا تہا کہ آپنے ان باتوں کو اپنے دل میں ایسا موثر پایا کہ اونکی تاثیر مقام محمود موعود تک پہونچنے کی مانع یا مارج تہی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دودہ پیکر جب اوسکا بوجہ ناجایز پینا معلوم کیا تو حلق میں اونگلی ڈالکر قے کردی قریب تہا کہ روح نکلجائی کیا وہ نہیں جانتے تھے کہ فقہ میں سہواً پی لینے میں گناہ نہیں اور پی ہوئی یا کہائی ہوئی چیز کا نکالنا واجب نہیں پھر معدہ کو کیوں دودہ پیا ہوا نکالکر خالی کردیا اوسکی وجہ یہی ہے کہ وہ خوب جانتے تھے کہ عوام کے لئے اور حکم ہیں اور خواص کے لئے اور اور احض الخواص کیلئے اور ہیں غرضکہ کسی شخص کو بجز اونکے ان خطرات کی نسبت علم حاصل نہین۔ پس آنحضرت صلعم کے احوال پر تامل کرنا چاہیئے جو سب سے زیادہ خدا تیعالے اور راہ خدا اور عذاب خدا اور خفیہ مغالطوں کو خوب جانتے تھے انکے احوال کو سوچکر زندگانی دنیا کے مغالطہ سے تو ایکدفعہ بچنا چاہیے اور خدا تیعالے پر مغالطہ کہانے سے ہزار بار بچنا چاہئے

باب چہارم

وجوب توبہ بفور ارتکاب معصیت

توبہ کے وجوب کا اثبات تو ہوچکا ہے اوسکے ساتھہ یہ بھی واضح ہو کہ توبہ بفور ارتکاب معصیت کے واجب ہوجاتی ہے غنیۃ الطالبین میں بروایت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ کے ہے کہ فرمایا حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ھلك المسوفون الذین یقولون سوف نتوب یعنے ہلاک ہوئے توبہ میں تاخیر کرنے والے وہ جو کہتے ہیں کہ ہم توبہ کرلینگے اخیر میں۔ جو لوگ گناہ کرکے فورًا استغفار میں مشغول نہیں ہوتے اور یہ کہتے ہیں کہ ہم توبہ کرلینگے جلدی کیا ہے توبہ کا دروازہ تو ہر وقت کھلا رہتا ہے پھر توبہ جب گناہ کرچکیں گے توکرلیں گے ابھی تو ہم زندہ بیٹھے ہوئے ہیں مرنے کا وقت آئے گا تو توبہ بھی ہوجائیگی (معاذاللہ منہم) یہ لوگ وہ ہیں کہ جو یقینی امر یعنے موت سے بھی غافل ہیں اور موت کو دور دیکھتے ہیں اور یہہ نہیں جانتے کہ موت ہر وقت سر کے اوپر کھڑی گھڑیال بجارہی ہے اور زبان حال سے ساعت بساعت ہمکو رہی ہے کہ تمہاری حیات کی ساعت گھٹ گئی ہے ہوشیار ہوجاؤ اور آخرت کے واسطے جو نیکی کا

ذخیرہ جمع کرنا ہے کرلو اور ناصواب اعمال جو کرچکے ہو اونکی تلافی کرلو یہ وقت پھر ہاتھہ نہیں آئیگا - ہمکو پردہائی غفلت نہ موت کو دیکھنے دیتے ہیں نہ اوسکی آواز کو سننے دیتے ہیں کہ ہمکو عبرت حاصل ہو اور یقظہ و بیداری نصیب ہو کہ ہم نظر غور سے دیکھیں کہ ہم کس کام کو آئے تھے اور کیا کر رہے ہیں اور اسکا نتیجہ ہمکو کیا ملیگا اسکی مثل ایسی ہے جیسیکہ کوئی بادشاہ یا امیر کسی شخص کو حکم کرے کہ تمکو ہمارے تخت کے قرب میں ہر وقت رہنا ہوگا تم صرف ایکبار بازار میں جاؤ اور جو سامان اور اسباب ہمارے قرب اور حضوری کے لایق ہے علی ما یحتاج لیکر جلد حاضر ہو جاؤ اور خبردار کوئی ناپاک اور بدبو دار چیز جو ہماری درگاہ کے لائق نہو اپنے ہمراہ نہ لانا اور بازار میں سے کوئی نجاست اور پلیدی اپنے آپکو لگنے ندینا اور اگر بالفرض بوجہ ناگزیر کوئی نجاست لگ جاوے تو خوب غسل کرکے اور بدن اور لباس پاک صاف کرکے آنا پھر وہ شخص اگر بازار میں سے عطریات اور دیگر عمدہ اشیا جنکو دیکھکر بادشاہ خوش ہو جائے لیجائے گا تو قرب شاہی سے ممتاز کیا جائے گا اور اگر بازار میں سے گذرتے گذرتے کوئی نجاست بہی لگ جاوے گی تو فوراً غسل کرکے اور بدن اور لباس کو پاک صاف کرکے حاضر دربار شاہی ہوگا تو وہ اوسی نگہ سے دیکھا جائے گا جیسے بیہوش آدمی دیکھے جاتے ہیں اور اگر وہ شخص بازار میں سے گذرتے گذرتے گوناگون نجاست اور چرک سے ملوث ہو جائے گا اور جو سامان

لے گا وہ نالایق بارگاہ سلطانی لے جائے گا بے غسل کئے اور نجاست وچرک کے دور کئے پادشاہ کے حضور میں چلا جائے گا تو مردود بارگاہ اور معتوب اور مغضوب کیا جائے گا پس اوسوقت سوائے اس کے کہ وہ پچھتائے اور کہے یالیتنی کنت ترابا اے کاش میں مٹی ہو جاتا اسوقت رو رو کے چھینکے گا اور کہے گا ربنا ابصرنا وسمعنا فارجعنا نعمل صالحا کہ اے پروردگار ہمارے ہمنے دیکھ لیا اور سن لیا ہے ہمیں پھر دنیا میں بھیج کہ ہم اچھے عمل کریں کہ اونکی تمنا ہو دوسری جگہ اللہ تعالے فرماتا ہے لا تجئروا الیوم انکم منا لا تنصرون مت زاری کرو آج تحقیق تم ہمسے مدد نہیں دئے جاؤگے ف قیامت کو کفار جب عذاب الٰہی دیکھینگے اسوقت آہ وزاری کرینگے اور اللہ سے پناہ مانگینگے اوسوقت انکو یہہ حکم ہو گا کہ آج کے روز تمہاری زاری اور ندامت کچھ کام نہیں آئیگی جب ہمنے دنیا میں کتاب بھیجی اور رسول بھیجے ہے اوسوقت تمنے اطاعت نہ قبول کی اور اپنے اعمال بد مذمت کی تو اب ندامت کیا ہے اے کاش ہم پھر دنیا میں بھیجے جائیں تاکہ ہم اچھے اعمال کرلیں اور عمدہ ذخیرہ جمع کرکے لائیں کبھی پوری نہ کی جاویگی اسے عزیز یہہ ہی وقت ہے جو نیکی کرسکتا ہے کرلے اور دیر نکر اور توبہ واستغفار کے ساتھ جلد اپنے آپکو لایق حضوری بارگاہ موسلے تعالے کے بنالے اور نجاستوں اور پلیدیوں سے اپنے آپ کو پاک اور ستھرا کرلے تاخیر وتسویف نکر کہ صحیح حدیث ہے کہ اعظم الذنوب عند اللہ استصغار الذنوب وتاخیر التوبۃ۔ اللہ تعالے وتقدس

کے نزدیک بہت بڑا گناہ چہوٹا سمجہنا اپنے گناہوں کا اور توبہ میں تاخیر کرتا ہے قرآن مجید میں حق تعالیٰ و تبارک نے فرمایا ہے کہ انما التوبة علی اللہ للذین یعملون السوء بجہالة ثم یتوبون من قریب یعنے توبہ کا قبول کرنا اللہ تعالیٰ کے لئے ضرور ہے اون لوگونکی جو نادانی کے ساتہہ کوئی برائی کر بیٹہتے ہیں اور پہر شتاب توبہ کرتے ہیں اسی مقصود پر دلالت کر رہا ہے - یہاں یہہ ظاہر ہو گیا اور ثابت بہی ہو گیا کہ جو شخص گناہ کا ارتکاب دیدہ و دانستہ کرتا ہے یا بعد ارتکاب کے توبہ میں تاخیر کرتا ہے نعوذ باللہ منہ وہ دو حالت سے خالی نہیں یا تو وہ عذاب و عقاب اور جزائی اعمال پر اور حشر و نشر پر ایمان نہیں رکہتا یا وہ اپنے مولیٰ تعالیٰ کے ساتہہ تکبر کرتا ہے پس یہہ ہر دو حالات ایسے ہیں جو مطلق بخشے نہیں جاوینگے اور صاحب اسحال کا قطعی جہنمی ہو گا - دعوے کردن آن شخص کہ حق تعالیٰ مرا نمے گیرد بگناہ و جواب گفتن شعیبؑ اورا

آن یکے میگفت در عہد شعیب
کہ خدا از من بسے دیدست عیب

چند دید از من گناہ و جرمہا
وز کرم یزدان نمے گیرد مرا

حق تعالیٰ گفت در گوش شعیب
در جواب او فصیح از راہ غیب

کہ بگفتے چند کردم من گناہ
وز کرم نگرفت در جرمم اِلٰہ

عکس میگوئی و مقلوب اے سفیہ
اے رہا کردہ رہ و بگرفتہ تیہ

چند چندت گیرم و تو بے خبر
در سلاسل ماندۂ پا تا بہ سر

زنگ تو بر توت توئی ریگ سیاه — کرد سیمائے درونت را تباه

بر دلت زنگار بر زنگار ها — جمع شد تا کور شد ز اسرار ها

گر زند آن دود بر دیگ نوئی — آن اثر بنماید ار باشد جوی

زانکه هر چیزی بضد پیدا شود — بر سفیدے آن سیه رسوا شود

چون سیه شد دیگ پس تاثیر دود — بعد ازان بر وی که بیند اے عنود

مرد آهنگر که او زنگی بود — دود را با رویش هم رنگی بود

مرد رومی کو کند آهنگری — رویش ابلق گردد از دود آوری

پس بداند زود تاثیر گناه — تا بنالد زود گوید اے اله

چون کند اصرار و بد پیشه کند — خاک اندر چشم اندیشه کند

توبه نندیشد دگر شیرین شود — بر دلش آن جرم تا بی دین شود

آن پشیمانی و یارب رفت ازو — شعصت بر آئینه زنگ شعصت تو

آهنش را زنگها خوردن گرفت — گوهرش را زنگ کم کردن گرفت

چون نویسی کاغذ اسپید بر — آن نبشته خوانده آید در نظر

چون نویسی بر سر بنوشته خط — فهم ناید خواندنش گردد غلط

کان سیاهی بر سیاهی اوفتاد — هر دو خط شد کور و معنے رو نداد

ور سوم باره نویسی بر سرش — پس سیه کردی چو جان کافرش

پس چه چاره جز پناه چاره گر — ناامیدی مس و اکسیرش نظر

ناامیدیها به پیش او نهید — تا ز درد بے دوا بیرون جهید

چون شعیب این نکتها با وے بگفت — زان دم جان در دل او گل شگفت

جانِ او بشنید وحیِ آسمان
گفت یا رب دفع من میگوید او
گفت ستارم نگویم راز ماش
یک نشانِ آنکه میگیرم ورا
وز نماز و از زکواة و غیرِ آں
می کند طاعات و افعال سنی
طاعتش نغزست و معنی نغزنی
ذوق باید تا دہد طاعات بر
دانۂ بے مغز کے گردد نہال
چون شعیب این نکتہ بر وے بخواند
گفت اگر بگرفت مارا کو نشان
آن گرفتن را نشان سے جوید او
جز یکے رمزے برائے ابتلاش
آنکہ طاعت دارد از صوم و دعا
لیک یک ذرہ ندارد ذوقِ جان
لیک یک ذرہ ندارد چاشنی
جوزہا بسیار و در وے مغز نی
مغز باید تا دہد دانہ شجر
صورت بیجان نباشد جز خیال
از تفکر ہمچو خر در گل بماند

جو لوگ گناہون میں اصرار کرتے اور توبہ و استغفار سے رجوع الی اللہ نہیں ہوتے دو حالتون سے خالی نہیں حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ والغفران نے اس آیۃ کریمہ کے معنے میں لکہا ہے کہ نتاب سے مراد توبہ کے اوس زمانہ سے ہے جو معصیت کے زمانہ کے متصل ہو یعنے اگر گناہ کا ارتکاب ہو جائے تو فوراً زمانہ متصلہ میں ندامت اور شرمساری لاحق ہو جاے اور ساتہہ ہی اعمال صالحہ بجا لائے جائیں چنانچہ حدیث شریف میں بروایت ابو ذر بانگ زیادہ اول و آخر کے ہے کہ فرمایا رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ اتبع السیئۃ بالحسنات تمحہا یعنے برائی کے پیچہے بہلائی کر کہ یہ بہلائی اوس برائی کو محو کردیگی

اور مٹادیگی - ایسا نہو کہ زیادہ مدت گذر جانے سے دلپر اوس گناہ کا زنگ اثر کر جائے اور پھر مٹنے کے قابل نرہے کیونکہ جبوقت انسان کسی شہوت کا اتباع کرتا ہے تو اوسکے دلپر اوس سے ایک تاریکی چھاجاتی ہے اور اگر پے درپے شہوات کا اتباع کرتا جائے گا تو سیاہی زنگ کی بنجاتی ہے چنانچہ قرآن مجید میں حق تعالے نے فرمایا ہے کلا بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون یعنے کہ بالتحقیق پردہ ڈالدیا اللہ نے اونکے دل پر بوجہ اوسکے جو وہ کرتے ہیں تو پُر ظاہر ہے کہ جب دل پر کسی کے پردہ پڑجائے اور زنگ کی سیاہی چھاجائے تو اوس میں سے پھر اچھا یا برا کچھ نظر نہیں آسکتا اور آدمی نابینا کی طرح خوب وزشت میں تمیز نہیں کرسکتا اور نشیب وفراز نہیں دیکھ سکتا اس لئے گمراہ ہوکر مہالک میں گر پڑتا ہے اور آخرت اوس کی برباد ہوجاتی ہے - اور اگر حق تعالے کی عنایت سے وہ اپنے عیوب پر نگہ کرکے ڈرجائے اور شرمسار ہوجائے اور توبہ اختیار کرے تو پھر اوسکے کل گناہ معاف ہوجائینگے اور حق تعالے اوسے اپنی رحمت کے دامن میں چھپالے گا - پس توبہ نفس کو مہالک ذنوب سے بچانے والی ہے اس لئے تاخیر اور تسویف کرنا بڑا ظلم ہے خود حق تعالے جلسلطانہ اس امر کی شہادت فرماتا ہے ومن لم یتب فاولئک ھم الظالمون یعنے وہ لوگ جو توبہ نہیں کرتے ہیں یہہ لوگ وہی ہیں ظالم حضرت شیخ شبلی رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ تاخیر التوبہ

اعظم المعاصی لانہ اذا قال المذنب اتوب الیٰ سنۃ معناہ انی اعصی اللہ یعنے توبہ میں تاخیر کرنا گناہ اعظم ہے کیونکہ جب گنہگار کہے کہ میں توبہ کروں گا ایک برس میں تو اوسکے معنے یہہ ہونگے کہ میں حقتعالے وتبارک کی نافرمانی کا مرتکب ہوتا ہوں۔ پس جبتک آدمی توبہ نکرے اور ارتکاب معاصی سے باز نہ آئے وہ ناقص الایمان ہے حق تعالے جلشانہ نے قرآن کریم میں توبہ میں عجلت کرنے پر تاکید فرمائی ہے اور اس امر کی تصریح کردی ہے کہ موت کے وقت کی توبہ جبکہ جان حلقوم میں پوہنچی ہوئی ہو کچھ نفع نہیں دیتی۔ اُسوقت توبہ کرنا نہ کرنا برابر ہے۔

آفت تاخیرات بفردا

ہیں مگو فردا کہ فرداہا گذشت
تا بکلی نگذرد ایام کشت

پندِ من بشنو کہ تن بند قویست
کہنہ بیرون کن گرت میل نویست

لب بہ بند و کف پر از زر کشا
بخل تن بگذار پیش آور سخا

ترک لذتہا و شہوتہا سخا است
ہر کہ در شہوت فروشد بر نخاست

این سخا شاخیست از سرو بہشت
وای او کز کف چنین شاخے بہشت

عروۃ الوثقے است این ترک ہوا
برکشد این شاخ جان را بر سما

تا برد شاخ سخا اے خوب کیش
مرترا بالاکشان تا اصل خویش

یوسف حسنی و این عالم چو چاہ
وین رسن صبر است بر امرِ آلہ

یوسفا آمد رسن در زن دو دست
از رسن غافل مشو بیگہ شدہ است

حمد للہ کایں رسن آویختند
فضل و رحمت را بہم آمیختند

در رسن زن دست بیروں کن ز چاہ
تا بہ بینی بارگاہِ بادشاہ

تا بہ بینی عالمِ جانِ جدید
عالمے بس آشکار و ناپدید

ایں جہانِ نیست چوں ہستاں شدہ
وانجہانِ ہست پس پنہاں شدہ

خاک بر باد است و بازی میکند
کژ نمائی پردہ سازی میکند

خاک ہمچوں آئینتے در دست باد
باد را دان عالی و عالی نژاد

چشم خاکی را بخاک افتد نظر
باد بیں چشمے بود نوع دگر

اینکہ بر کار است بیکار است پوست
وانکہ پنہانست مغز و اصل اوست

امام غزالی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ گنہگار ناقص الایمان ہوتا ہے اسلئے کہ اسمیں ایمان اس امر پر نہیں ہوتا کہ منہیات کے ارتکاب سے خداوند تعالیٰ کی نارضامندی اور اسکی جناب سے دوری ہوتی ہے۔ اگرچہ ایمان رسمی مثلاً ذات باری۔ ملائکہ و کتب سماویہ و رسل وغیرہ پر بیشک زنا یا دیگر معاصی ہمچو قسم کے ارتکاب سے زایل نہیں ہوجاتا مگر اوسکا ان ذنوب اور مناہی کو مہلک نہ جاننا ایمان کے نقص کا باعث ہے اور اوس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ کسی مریض کو کوئی طبیب سم الفار جو اوس نے پہلے کبھی نہ دیکھا ہو دکھلا کر استعمال کرنیسے منع فرمادے اور بتاکید ظاہر کردے کہ تیری ہلاکت اس میں ہے اُسے نہ کھائیو مگر وہ مریض برخلاف حکم طبیب کے کھالے تو یہ امر تو ضرور نہیں کہا جائے گا کہ

کہ مریض نے طبیب کے وجود یا اوس کے معالج ہونے سے انکار کیا مگر یہہ تولامحالہ کہنا پڑے گا کہ اوس نے طبیب کے حکم پر اور رائے پر اعتقاد نہیں کیا۔ پس کامل الایمان وہی شخص ہے جو خداوند تعالے کی ذات کو بھی مانے اور اوس کے منہیات کو بھی جسطرح اوس نے فرمایا ہے مہلک جانے اور اوسکے اوامر کے امتثال میں دارین کی بہبودی اور رضائے مولے تعالے کی تصور کرے۔

رباعی

ہرچہ بگوید کہ مکن آن مکن	ہرچہ بگوید کہ بگو آں بگو
با سخن او ہمہ تن گوش باش	خود تو سخن ہائے پریشاں مگو

حضرت امام غزالی رح احیاء العلوم میں اس کے متعلق جو کچھہ فرماتے ہیں۔ اس سے بھی بیان مندرجہ بالا کی تائید ہوتی ہے۔

اسم تواب و عفو و غفور مستدعی گناہوں سے پھرا دینے اور گناہونسے درگذر کرانے اہل عصیان کے ہیں اور اونکو معاف کرنے اور بخشنے کے ہیں جبتک گناہ صادر نہوں توبہ کسطرح ہو اور مغفرت کس کام آئے گی اور عفو توبہ کی نسبت کس کی طرف کی جائے گی پس جس حالت میں کہ بندے سے کوئی مخالفت صادر ہو جاتی ہے مستدعی اسم عفو و غفور رحیم کا ہوتا ہے اور اگرچہ ظاہر گناہ اوسکا مخالفت کرتا ہے لیکن بمقتضائے خواہش اسماء مطاوعہ کے کرتا ہے کہ اسماء میں سے اسم چاہتا ہے اوس کے مناسب ظہور کو اور یہہ بات حدیث قدسی سے فہم کرلو کہ اگر

تم گناہ نکرو گے تو تم کو لکا اکر ایسی خلقت پیدا کی جائے گی جو گناہ کریں گے اور پھر بخشش مانگیں گے اور وہ بخشے جاویں گے لولم تذنبوا لذہبت بکم وخلقت خلقا یذنبون ویستغفرون ما غفر لھم اور بے گناہی غالباً مقتضی عجب کی ہے اور انانیت کی اور بحکم حدیث شریف ایسی عصمت گناہ سے بہی سخت تر ہے چنانچہ فرمایا ہے آنحضرت صلعم نے کہ لو لم تذنبوا لخشیت علیکم ما ھو اشد من الذنب الا ھو العجب الا ھو العجب الا ھو العجب یعنے اگر تم گناہ نہ کرو گے تو میں ڈرتا ہوں تمسے ارتکاب اور صدور ایسی بات کا جو گناہ سے بہی سخت تر ہے اور خبردار ہو کہ وہ عجب ہے خبردار ہو وہ عجب ہے خبردار ہو وہ عجب ہے۔

باب پنجم

تائب پر کسی گناہ کے صادر ہونے سے دو باتیں واجب ہوجاتی ہیں

اگر کسی تائب سے اتفاقاً یا قصداً کوئی گناہ ہو جائے تو اس پر دو باتیں واجب ہیں اول یہہ کہ توبہ اور ندامت کرے دوسری یہہ کہ اوس گناہ کے محو کرنے کے لئے کوئی نیکی اُس کی ضد میں کرے پس اگر نفس نے بسبب غلبۂ شہوت کے عزم آیندہ کے ترک کرنے کا نہ کیا تو گویا ایک واجب کی بجا آوری سے عاجز ہے اِس صورت میں نہیں

چاہیئے کہ دوسرے واجب کو بھی ترک کرے بلکہ نیکی کرکے بدی کے محو کرنیکی تدبیر کرے اور حسنات سے اون سیئات کا کفارہ کردے تاکہ اگر اور کچھ نہو تو یہہ تو ہو کہ عمل صالح اور عمل بد دونو کا عامل ٹھہرے وہ حسنات جن سے سیئات محو ہوتے ہیں وہ یا دل سے ہوتے ہیں یا زبان یا اعضا سے پس جس جگہہ سے کہ بدی کا مرتکب ہوا ہو یا بدی کا سبب جہاں سے پیدا ہوا ہو نیکی بھی اُسی جگہہ سے کرنا چاہیئے مثلاً اگر بدی کا ظہور دل سے ہوا ہو تو اوسکو اِس طرح مٹائے کہ خدا تعالےٰ کی جناب میں گریہ وزاری کرے اور مغفرت وعفو کا خواہاں ہو اور جیسے غلام بھاگا ہوا ذلیل ہوتا ہے ویسا ہی اپنے آپ ذلیل بجانے حتےٰ کہ سب لوگوں پر وہ ذلت ظاہر ہو جائے اور اوس کا طور یہہ ہے کہ جسقدر برائی اُن میں کرتا ہو اس کو موقوف کردے یا کم کردے اس خیال سے کہ بھاگے ہوئے غلام کو دوسرے غلاموں پر تکبر کرنے کی کوئی وجہ نہیں اور ہر دم یہہ خیال رکھے اور جناب الٰہی میں متوجہ ہو کر عجز سے کہے۔

بیت

بردر آمد بندۂ بگریختہ	آبروئے خود ز عصیاں ریختہ

اور نیز دل سے عزم طاعات کا اور اہل اسلام پر خیرات کا رکھے۔

اور زبان سے کفارہ کا طور یہہ ہے کہ اپنے ظلم کا اقرار کرے اور جناب الٰہی میں اس طرح عرض کرے ربّ ظلمت نفسی وعملت سوءً فاغفر لی ذنوبی بیت

بادشاہا جرم مارا در گذار	ما گنہگاریم و تو آمرزگار
تو نکو کاری و ما بد کردہ ایم	جرم بے اندازہ و بیحد کردہ ایم
مغفرت دارم امید از لطف تو	زانکہ خود فرمودۂ لا تقنطوا

اور اعضاء سے کفارہ کرنے کا یہہ طور ہے کہ طاعات اُن سے بجا لائے اور صدقات اور اقسام عبادات ادا کرے -

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب آدمی گناہ کے بعد آٹھ کام کرے تو توقع ہے کہ وہ گناہ معاف ہو جائے چار کام ان میں سے اعمال دل کے متعلق ہیں اول توبہ کرنا یا قصد توبہ کرنا دویم گناہ سے احتراز کرنا اچھا معلوم ہونا سوم گناہ پر عذاب سے ڈرتے رہنا چہارم اُس کے بخشے جانیکی توقع رکھنا اور چار کام اعضاء کے اعمال سے ہیں اول یہہ کہ بعد گناہ کے دو رکعت نماز پڑہے بعد دوگانہ کے ستر بار استغفار اور سو مرتبہ سبحان اللہ العظیم و بحمدہ پڑہے کچھ صدقہ دے اور روزہ رکھے - ایک روایت یہہ ہے کہ اول غسل کرے اور دوگانہ بجا لائے اور اپنے شیخ کی ولایت سے استمداد طلب کرے بصورت اُسکے فوت ہو جانے کے اُس کی روح سے ورنہ اُس کے حضور میں توبہ کرے اور مناجات میں کہے کہ الٰہی میں نے اپنے ظاہر کو جہانتک امکان تھا پاک کرلیا ہے اور اپنے باطن پر مجہے دسترس نہیں تو اپنی عنایت سے اپنے غیر کے لوث سے پاک فرمائے اور یہہ کلمات پڑہے اللّٰھمّ طھر ظاھری بالماء وباطنی بالصفاء حضرت سلطان العارفین کی حالات میں مرقوم ہے کہ ایکروز آپ اپنے مرکب

کو پانی پلانے کے واسطے بنفس نفیس ندی کی طرف لیکر روانہ ہوئے
شہر سے باہر نکلکر گھوڑے نے اشارۂ عنان کے برخلاف بیابان کیطرف
رخ کر دیا آپنے دو تین مرتبہ اوسے ندی کی جانب زور سے پھیرا مگر گھوڑا
ندی کی طرف متوجہ نہوا اور بیابان کی جانب رخ آور رہوا آپنے خیال
فرمایا کہ یہ حرکت ہمارے مرکب کی معمول کے خلاف ہے کوئی مصلحت اس
میں ضرور ہوگی اس لئے آپنے بھی گھوڑے کو اُس کی مرضی پر چھوڑ دیا
گھوڑا ارفتار سرعت سے ایک ایسے مقام پر پہونچا جہاں چند اہل شہر
تخلیہ کا مکان دیکھکر شراب خوری کر رہے تھے چونکہ شہر میں حضرت سلطان
کے خوف اور پاس ادب سے شہر کے اندر نہیں پی سکتے تھے اس لئے
وہ باہر نکلکر جنگل میں آبیٹھے تھے اور ملکر شراب نوشی کر رہے تھے بہت
حصہ شراب موجودہ وہ پی چکے تھے جسقدر باقی رہ گئی تھی حضرت سلطان
کو تشریف لاتے دیکھکر اُنہوں نے وہ سب زمین پر گرا دی جب حضرت
نے اُنکی طرف دیکھا تو پوچھا کہ تم اس جگہ کیا کر رہے تھے اُنہوں نے
پہلے تو بپاس ادب کے کچھ ظاہر نکیا جب حضرت نے اصرار فرمایا تو عرض کر دیا
کہ ہم لوگ اس مقام میں شراب نوشی کو آئے تھے اور شراب پی رہے
تھے کہ شہر میں آپکے لحاظ سے اور بپاس ادب نہیں پی سکتے آپنے
فرمایا کہ آج ہم بھی تمہارے ساتھ شریک ہونیکے واسطے خلق کے طعنہ
سے بچنے کے لئے یہاں آگئے ہیں لاؤ ہمکو بھی شراب پلاؤ اُنہوں نے
عرض کیا کہ حضرت اب تو ہمارے پاس شراب نہیں رہی کچھ ہم پی

چکے ہیں جو باقی رہتی تھی وہ آپکی ناراضگی کے خوف سے ہمنے زمین پر
گرادی ہے آپنے فرمایا تو پھر منگواؤ اُنہوں نے عرض کیاکہ شہر سے
منگواکر حاضر کر سکتے ہیں آپنے فرمایاکہ ایسی کوئی بات تم نہیں جانتے
ہوکہ خود بخود تمہیں اسجگہ پر شراب ملجائے اُنہوں نے عرض کیاکہ حضرت
ہم گنہگاروں کو یہہ توفیق کھاں آپنے فرمایاکہ ہم بتادیں اُنہوں نے
عرض کیاکہ بڑی عنایت ہے آپنے فرمایاکہ اچھا جاکر خوب نہادھوکر کپڑے
صاف کرکے اس جگھہ آجاؤ وہ سب لوگ ندی پر چلے گئے اور نہادھوکر
کپڑے صاف کرکے آگئے آپنے اُن سب کو روبقبلہ کھڑاکرکے اور خود
بھی اُن کے ہمراہ کھڑے ہوکر دعاء کی کہ اے بارخدایا انکا کام تو اسی
قدر تھاکہ انہوں نے اپنا ظاہر پانی سے صاف کرلیا اور پاک کرلیا
اِن کا باطن پاک کرنا تیرے دست قدرت میں ہے اپنا کام تو انہوں نے
کرلیاہے اب تو بھی اپنا کام کر! حضرت کی دعاء قبول ہوئی
اُسی وقت اُنکے باطن میں نور چمکنے لگ گیا اور اصلی لذت عشقِ الٰھی
کا اُنکے اندر ساری ہوگیا اور مکمّل بنگئے اور بعض روایات میں ہے
کہ وضوء کامل بنائے پھر مسجد میں جائے اور دوگانہ نماز پڑھے
بعض احادیث میں چار رکعت مذکور ہیں اور ایک حدیث شریف میں
ہے کہ جب کوئی بُرائی کرے تو اوسے چاہئے کہ اُسکے بعد بھلائی کرے
تاکہ اُسکی مکافات ہوجاے پوشیدہ بُرائی کے عوض پوشیدہ بھلائی
اور ظاہر کے عوض ظاہر۔ اسی بناء پر یہہ قول ہے کہ پوشیدہ صدقہ

دینے سے رات کے گناہ محو ہو جاتے ہیں اور ظاہر صدقہ دینے سے
دن کے گناہ اور ایک حدیث صحیح ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے ایک عورت
سے سب کچھ کیا مگر زنا نہیں کیا جو خدا تعالیٰ کا حکم ہو وہ مجھپر جاری
فرمایا جائے آپنے اُس سے پوچھا کہ تمنے ہمارے ساتھ صبح کی نماز
نہیں پڑھی ہے اس نے عرض کیا کہ پڑھی ہے آپنے فرمایا کہ نیکیاں
بدیوں کو کھو دیتی ہیں۔ اِس حدیث سے یہہ معلوم ہو گیا کہ زنا سے
کم مباشرت عورات کی گناہ صغیرہ ہے کیونکہ نماز کے باعث سے
جاتا رہتا ہے اور کبیرہ گناہ نماز سے محو نہیں ہوتا کہ حدیث شریف
الصلوٰۃ الخمس کفارات لما بینھن الا الکبائر اسکی شاہد ہے
بہرحال آدمی کو چاہیئے کہ اپنے نفس کا حساب ہر روز کیا کرے اور اپنی
خطاؤں کو شمار کرکے اُنکی میزان لگائے اور پھر اُن کے دور کرنے
میں محنت کرکے اُسی قدر حسنات کرنے کی کوشش کرے۔ یہاں ایک
سوال یہہ پیدا ہو گا اور شبہہ وارد ہو گا کہ حدیث شریف میں مذکور
ہے کہ جو شخص گناہ سے استغفار کرے اور پھر اصرار کرتا جائے
تو گویا وہ شخص خدا تعالیٰ و تقدس کے ساتھ ہنسی اور ٹھٹھا کرتا ہے
پس اصرار کا عقدہ حل ہوتا کہ استغفار کا بھی فائدہ ہو پھر بعض اکابر
فرماتے ہیں کہ ہم اپنی زبانی استغفار سے بھی استغفار کرتے ہیں
اور بعض کا قول ہے کہ صرف زبان سے استغفار کرنا جھوٹوں کی توبہ ہے

اور حضرت رابعہ عدویہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمارے استغفار کے لئے بہت سا استغفار چاہئے پس ان روایات سے کونسا استغفار مراد ہے تو اُس کا جواب یہ ہے کہ استغفار کی فضیلت میں بیشمار اخبار وارد ہیں اور اس سے بڑھکر اور کیا فضیلت ہو گی کہ خداوند کریم نے استغفار کا اثر وہی فرمایا ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف فرما دنیا میں رہنے سے فرمایا جو آیۃ کریمہ سے ثابت ہے وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم وما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون یعنے اللہ تعالےٰ کو پسند نہیں ہے کہ اُن پر عذاب کرے جبتک یا محمدؐ صلعم تم اُن میں موجود ہو اور نہ اللہ کو عذاب کرنا منظور ہے ان پر جب تک وہ بخشوا تے رہینگے اسی وجہ سے بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فرمایا ہے کہ ہمارے لئے دو پناہیں دنیا میں تھیں ایک پناہ تو چلی گئی یعنے وجود باجود حضرت سرور کائنات فخر موجودات کا ہم میں نرہا اور ایک ابھی باقی ہے یعنے استغفار موجود ہے اگر وہ بھی نرہے گا تو ہم ہلاک ہوجائینگے مخفی نرہے کہ جو استغفار کہ جھوٹوں کی توبہ ہے وہ صرف زبانی استغفار ہے کہ دلکی شرکت اسمیں کچھ نہو جیسے عادتًا براہِ غفلت کہدیا کرتے ہیں استغفر اللہ یا جب دوزخ کی آگ کا یا کسی اور عذاب کا بیان سنا تو کہدیا کہ نعوذ باللہ منھا بدون اِس کے کہ دل میں کچھ اِس کی تاثیر ہو اس میں صرف زبان کی حرکت سے ایسی استغفار سے کچھ فایدہ

بہرحال گناہوں سے بچنا اور اُنکے ارتکاب سے ڈرنا بڑا ضروری امر ہے کیونکہ ہمارا النفس جو نائب شیطان بلکہ بذاتہٖ شیطان ہے ہروقت ہمارے رگ و پے میں ساری ہے اور اپنا اثر ایک آن واحد میں پیدا کرکے سارے جسم کو اپنے اختیار میں لے آتا ہے اور خدا کی طرف سے اور نیک راہ سے بالکل اندھا کردیتا ہے احادیث میں مذکور ہے کہ ایک روز حضرت موسےٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام کی خدمت میں شیطان حاضر ہوا اور کہا یا نبی اللہ آپ خدا یتعالےٰ و تبارک کے ساتھ ہم کلام ہوتے ہیں میری بھی سفارش کروگے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ کس بات کی سفارش اُن سے عرض کیا کہ یہہ سفارش کرو کہ میری توبہ بھی قبول ہوجائے اور گناہ میرا معاف ہوجائے آپنے فرمایا کہ بہت خوب ہم ضرور سفارش کرینگے پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام جناب الٰہی میں حاضر ہوکر عرض معروض کرنے لگے تو آپنے شیطان کی طرف سے بھی سفارش فرمائی کہ اُسکی توبہ قبول فرمائی جاوے حکم ہوا کہ اچھا تمہاری سفارش کی وجہ سے یا موسےٰ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اسکی توبہ قبول کرینگے اُسے کہدو کہ وہ اب آدم علیہ السلام کی قبر کو سجدہ کردے ہم اسکا قصور معاف کردینگے جب ابلیس لعین حضرت موسےٰؑ کے پاس پھر آیا تو پوچھا کہ یا موسےٰ میری سفارش کی بھی آپنے فرمایا کہ ہاں کی بھی خداوند تبارک و تعالےٰ وعدہ فرماتا ہے کہ ہم تیری توبہ قبول فرمائینگے تو حضرت آدم علیہ السلام کی

قبر پر سجدہ کر دے ابلیس لعین نے کہا کہ بھلا یا موسیٰ یہہ کب مجھسے ہوسکتا ہے
بینے آدم کو اسکی زندگی میں تو سجدہ نکیا جسکی وجہ سے اتنی دہوم مچی
اور یہہ شور و غوغا ہوا اب میں اوسکی قبر کو کب سجدہ کرنے لگا یہہ تو
کبھی نہیں ہوگا مگر خیر تمنے مجھپر احسان کیا کہ میرے کہے پر جناب الٰہی میں
سفارش میری کر دی اب احسان کے عوض میں تمکو ایک نہایت مفید
بات بتلاتا ہوں جو تمہاری امت کے اور تمہارے کام آئیگی تم اپنی امت
کو کہدو کہ تین وقتوں میں وہ میرے مکر سے بچنے کی بڑی خبرداری کہیں
ان اوقات میں مَیں بڑی سحر کاریاں دکھلاتا ہوں ایک تو غصہ کی حالت
میں کہ ایسے موقعہ پر میں آدمی کے تمام جسم میں بجلی کی طرح بجائے خون
کے پھر نکلتا ہوں اور اوسکا دل و دماغ اور دست و پا بلکہ سارے اعضا
اپنے قابو کر کے جو چاہتا ہوں اس سے کرا لیتا ہوں دوسرے نامحرم
عورت کے پاس تنہائی میں جب کوئی آدمی بیٹھ جاتا ہے تو اسوقت
جانبین میں بڑی دلالی اور جادوگری کرتا ہوں اور دونوں کو اندھا
اور بےشعور بنا کر اپنا مطیع کر لیتا ہوں تیسرے جنگ کیوقت میں بال
بچے اور عورت اور ملک و املاک کی محبت اور یاد غالب کر کے اُس کے
دست و پا لڑنیسے ڈھیلے کر دیتا ہوں پس جو کوئی شخص ان تین وقتوں
میں مجھسے بچیگا وہ بہت کم مرتکب معاصی و نافرمانیِ الٰہی کا اور
مستوجب عذاب کا ہوگا۔

استغفار کے فضائل میں جو اخبار وارد ہیں ان میں سے استغفار کی

غرض اور مقصود ہے یہانتک کہ ارشاد ہوا ما اصر من استغفر ولو
عاد فی الیوم سبعین مرۃ یعنے جو استغفار کرتا ہے وہ گناہ کا مصر
نہیں کہلاتا گو کہ دن میں ستر بار اعادہ کرے اور دوہرائے۔ اس
حدیث سے استغفار قلبی مراد ہے توبہ و استغفار کے بہت درجات
ہیں اوایل اور ابتدائی درجات بھی خالی از منفعت نہیں گو کہ انتہا
تک نوبت نہ پہونچے اسی بنا پر حضرت سہیل تستری رحمتہ اللہ علیہ
فرماتے ہیں کہ بندے کو ہر حال مین ضرورت اپنے مالک کی ہوتی
ہے تو اس کے حق میں بہتر یہی ہے کہ سب چیزوں میں مالک ہی
کیطرف رجوع کرے مثلاً گناہ میں مبتلا ہو تو التجا کرے کہ الٰھی میرا
پردہ فاش نکر اور گناہ کے ارتکاب کے بعد دعا مانگے کہ یا باریتعالے
میری توبہ قبول فرما اور توبہ کے بعد عرض کرے کہ مجھے عصمت نصیب
کر اور جب کوئی عمدہ کام کرے تو التماس کرے کہ خداوندا اس عمل کو
قبول فرما۔ ایک سائل نے آپسے پوچھا کہ وہ استغفار کونسا ہے جو گناہون
کو مٹا دیتا ہے آپنے فرمایا کہ استغفار کی ابتدا تو استجابت ہے پھر انابت
پھر توبہ۔ استجابت سے اعمال اعضاء کے مراد ہیں مثل دوگانہ و دعاء
انابت سے اعمال قلوب مقصود ہیں یعنے صدق و ارادت و خلوص
نیت وغیرہ اور توبہ سے یہ غرض ہے کہ خلق کو چھوڑ کر مالک کی طرف
متوجہ ہو اور نعمت الٰھی کی ناواقفیت اور اسکے شکر گذار نہونے
کا قصور جو اسمیں ہے اوس سے مغفرت کا خواہاں ہو تاکہ وہ قصو

معاف ہوا ور مالک کے پاس اُسکا ٹھکانا بنے پھر توبہ کے بعد تنہائی
اختیار کرے پھر توبہ پر ثابت رہے پھر بعد اس کے فکر اس کے
بعد معرفت اس کے بعد مناجات اُسکے بعد مصافات اُس کے بعد موالات
اُسکے بعد راز کی گفتگو جس کو خلت کہتے ہیں یہ سب نتائج استغفار
پرمترتب بتدریج ہوتے ہیں اور یہ بات اُسی بندے کے دل میں
ٹھہرتی ہے جسکی غذا علم ہو اور قوام ذکرِ الٰہی اور توشہ رضا اور اُسکا
رفیق توکل ہو ایسے دل کی طرف خداوند تبارک وتعالےٰ نظرِ عنایت
سے دیکھکر اُسے عرش پر اوٹھا لیتا ہے اور اُسکا اور حاملان عرش کا
مقام ایک ہو جاتا ہے جو آیۃ کریمہ ثم رددناہ اسفل سافلین الا الذین
آمنوا وعملوا الصالحات فلھم اجر غیر ممنون یعنے پھر ہمنے ہینکدیا
اسے سب سے پائیں تر مرتبہ میں مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور کام کئے
اچھے پس اُنکے واسطے بدلا ہے بیحساب۔
ایک اور سائل نے آپسے اِس حدیث کا منشاء پوچھا التائب حبیب اللہ
تو آپنے جواب دیا کہ حبیب جب ہوتا ہے جب وہ باتیں اُسمیں پائی جاویں
جو اس آیۃ میں مذکور ہیں التائبون العابدون الحامدون السائحون
الراکعون الساجدون الآمرون بالمعروف والناھون عن
المنکر والحافظون لحدود اللہ یعنے توبہ کرنے والے بندگی کرنے
والے شکر کرنے والے بے تعلق رہنے والے رکوع کرنیوالے سجدہ کرنیوالے حکم کرنے
والے نیک کام کرنے کا اور منع کرنے والے بری بات کرنیسے اور

نگھبانی کرنے والے حق تعالےٰ کی حدود مقررہ کی اور فرمایا کہ حبیب اُسے کہتے ہیں کہ جو چیز اپنے حبیب کو ناپسندیدہ ہو اُسکے پاس نہ پھٹکے۔

توبہ سے اصلی مراد یہ ہے کہ برائیوں سے مونھ پھیر کر نیکیوں کی طرف جو اُنکی ضد ہے رجوع کیا جائے اسلئے چاہئے کہ جس عضو سے گناہ صادر ہوا ہو اُسی عضو کے ساتھ طاعت کی جاوے اور گناہوں کی مقدار سے زیادہ طاعت کرنی چاہئے۔ ہر ایک گناہ اور اُسکی ضد اگر لکھی جائے تو ایک عظیم دفتر مرتب ہو پھر بھی شمار مشکل بلکہ بحد ناممکن ہے غرضکہ جو طریق گناہوں کے خلاف ہو اس کا سلوک اختیار کرنا چاہئے۔ قاعدہ کلیہ ہے کہ ہر مرض کا علاج اسکی ضد سے کیا جاتا ہے اُسیصورت سے دلکی تاریکی جو گناہ کی وجہ سے آگئی ہو وہ بجز ایسی نیکی کے نور کے جو اُس گناہ کے مقابل ہو مرتفع نہو گی ضدین میں ایک مناسبت بھی باہمی ہوتی ہے اسلئے چاہئیکہ ہر ایک گناہ کو اُسیطرح کی نیکی سے محو کیا جائے۔ مگر یہ نیکی عین اُس گناہ کی ضد ہو اسلئے کہ مثلاً سیاہی سفیدی سے مرتفع ہوتی ہے گرمی اور سردی سے نہیں جاتی پس طریق مذکورہ بالا پر عمل کرنے سے توقع گناہوں کے دور ہونیکی زیادہ ہے بہ نسبت اس کے کہ ایک ہی طرح کی عبادت پر مواظبت کیجائے گو کہ گناہوں کے محو کرنے میں یہ بھی خالی از اثر نہیں مگر جیسے اُس طریق پر عمل کرنیسے جلد اور کامل توقع ہے وہ

اسمین کم ہے -
جو گناہ متعلق بحقوق حضرت رب العالمین ہیں اُنکی نسبت تو یہہ ہے کہ
اُس گناہ کو چھوڑ کر اُسکی ضد کو اختیار کرے اور ندامت و استغفار
اور نیک کرداری میں مصروف ہو اور جس مستعدی کے ساتھ گناہ کئے
تھے اُسی مستعدی کے ساتھ بلکہ زیادہ مستعدی کے ساتھ طاعت
کرے کیونکہ زمانہ گناہوں کا زیادہ تھا اور طاعت کے واسطے
زمانہ معلوم نہیں کہ کتنا ہے اِس لئے تدارک میں تاخیر نکرے اور
وقت کو غنیمت اور تھوڑا جانے اور جسقدر ہوسکتا ہے حسنات کرے
اور جناب الٰہی میں عجز و انکسار کے ساتھ اور کمال الحاح کے ساتھ دعاء
کرے اور عفوِ تقصیرات کی درخواست کرے اور اُس عزوجل کے قہر و عذاب
سے ڈرے اور اُسکی بخشش کا امیدوار رہے اور حضرت پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وسلم کو جناب الٰہی میں وسیلہ لائے اگر عبادات مفروضہ
مین تقصیر ہوئی ہو تو انکو ادا کرے اور اُنپر اداے نافلہ عبادات کو
بھی لازم کرلے اور اگر کوئی نافرمانی کی ہے اور مناہی کا مرتکب ہوا ہے
تو استغفار پڑہے اور اشکِ ندامت بہائے خیرات کرے صدقہ دے
روزے رکھے تلاوت کلام اللہ کی کرے شب بیداری کرے علاوہ اسکے عبادات
نفلی میں مبالغہ کرے دعا خود بھی کرے اور لوگوں سے بھی کرائے
اور علما و صلحا اور عارفین اور کاملین کی خدمت بجالائے اُن کی
صحبت اختیار کرے احسان لوگوں پر کرے رحم کرے لوگوں کے

دلوں کو خوش کرے غلام آزاد کرے غربا و فقرا و مساکین اور محتاجوں
کو کھانے پینے اور پوشش میں مدد دے بیوگان اور یتیمان کی دلداری
کرے حق داروں کے حقوق ادا کرے مجرموں اور خطا داروں سے
عفو کرے اور درگذر کرے کسی سے معاوضہ اور بدلا نہ لئے -
البتہ جو گناہ متعلق بحقوق عباد ہیں ان میں بھی گناہ جو متعلق نافرمانی
حق تعالےٰ کے ہے بس اسکے واسطے استغفار کرے اور عباد سے
معاف کرائے یا معاوضہ انکو دے کہ وہ بدون معاف کرانے بندون
کے بخشے نہیں جائینگے اس لئے چاہئیکہ قصاص اور حد قذف میں
مستحق شخص کو اپنے اوپر اختیار دیدینا ضروری ہے اور مال کی بابت
اگر کسی کا مال غصب یا خیانت یا معاملے میں غبن کرنیسے لے لیا ہو
مثلاً کسی کو فریب دیا ہو یا اپنی چیز کا عیب ناواقف خریدار کو
بتلایا نہو یا کھوٹا دام چلایا ہو یا مزدوری کسی مزدور کی کم دی ہو یا بالکل
ندی ہو تو ایسی قسم کی سب باتوں کی تلاش واجب ہے اور اسمین کوئی
قید حد بلوغ کی نہیں ہے بلکہ روز پیدائش سے توبہ کے دن تک
جو مال اسطرح آیا ہو سب کی تلاش کرے اور حساب کرکے دام دام
ادا کرے ایسا نہو کہ اسکا حساب قیامت پر جا پڑے اور مواخذہ
میں گرفتار ہو جائے کیونکہ جو شخص اپنے نفس کا حساب دنیا میں
نہیں کرتا تو اسکا حساب قیامت میں بہت طول ہو جاتا ہے لیکن
جب اسطرح حساب کرنیسے گمان غالب اور قدر طاقت کے بموجب

معلوم ہو جائے کہ میرے ذمے لوگوں کا اتنا مال ہے تو چاہئیکہ وہ مال
جس جس کا ہو اوسکو اور اگر وہ بذاتِ خود نہو تو اسکے وارثان کو
پہونچا دے یا اُنسے معاف کرائے اور جہاں یہہ امر محال ہو اور حدِّ
امکان سے باہر ہو اور نہ کیا جا سکے اور اس سے عاجز ہو جائے تو
اُسکا پھر کوئی علاج نہیں بجز اس کے کہ حسنات اس کثرت سے کرے
کہ قیامت کے روز حقدار کا حق اُنسے ادا ہو سکے اور اس کے نامۂ اعمال
میں سے نکلکر حق داروں کا بھی حق ادا ہو جائے اور اپنے واسطے بھی
سرمایہ رہے اس لئے چاہئے کہ جس قدر حق لوگوں کے اپنے ذمہ ہوں
اُنہیں کے مطابق حسنات بھی ہوں ورنہ اگر حسنات حقوق کو وفا
نکرینگے تو حقداروں کے گناہ اُسکے ذمہ ہو جائینگے اور دوسرے
گناہوں کے بدلے مارا پڑے گا پس چاہئیکہ جسقدر مال موجود ہو وہ
حقداروں کو دریافت اور تلاش کر کے پہونچا دے یا خیرات کر دے
ایک روایت سے یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نوافل پڑھکر یا اور نفلی عبادت
کر کے یا نقد و طعام و لباس وغیرہ خیرات کر کے انکا ثواب اُن حقداروں
کو پہونچا کر جنابِ الٰہی میں دعا کرے کہ اُسکے اجر میں حقداروں کو
نیکی عطا ہو جائے اور اُنسے معافی دلائے۔
اور اگر کسی کا دل دُکھایا ہو یا کسی کو ایذا دی ہو اور کسی کی بدی اور
بُرائی اسکے سامنے کر کے اُسکا دل دُکھایا ہو یا کسیکی غیبت کی ہو تو
اُسکا تدارک یہہ ہے کہ ہر ایک ایسے شخص سے جس طرح ہو سکے معافی لے

ورنہ بصورت فوت ہوجانے اُس شخص کے یا مفقود الخبر ہوجانے کے
عمل مذکورۂ بالا کرے ورنہ وہی حال ہوگا جو اوپر مرقوم کیا گیا ہے
اور اگر وہ شخص ملجائے تو اُس سے معاف کرائے اگر وہ بخوشی خاطر
معاف کردے تو اُسکی نسبت جو قصور کیا ہوگا اُسکا کفارہ ہوجائیگا۔
مگر واجب یہ ہے کہ جتنا قصور کیا ہو اور جو کچھ زبان سے اُسکی نسبت
کہا ہو وہ صاف صاف بیان کردے مبہم معاف کرانا کافی نہوگا ۔
اور اگر قصور کوئی ایسا ہو کہ اسکے بیان کرنے اور اظہار سے دوسرے
کو ایذا پہونچتی ہو مثلاً کسی کی لونڈی یا منکوحہ عورت سے زنا کیا ہو
یا زبان سے تہمت لگائی ہو جو اُسکے خفیہ عیبوں میں سے ہو تو ایسی
صورت میں راہ معافی لینے کا مسدود ہے مگر یہ ہوسکتا ہے کہ مبہم معاف
کرالے پھر جو کسر باقی رہ جائیگی اُسکو حسنات سے پورا کردے جیسا کہ
مردہ اور مفقود الخبر کے حق کے لئے بیان کیا گیا ہے لیکن ذکر کرنا
اور مشہور کرنا ایک نیا قصور ہے اسکا معاف کرانا بھی واجب ہے
بہرحال اہلِ حق کی خوشی اور رضامندی اور دلجوئی اور نرمی حاصل
کرنیمیں اسی قدر سعی کرے جسقدر کہ اسکے ایذا میں کی تھی تاکہ مقابلہ
کے وقت برابر خواہ زیادہ نکلے اور کفارہ ہوجائے ۔
جو کچھ حالات ہدیہ ناظرین کیئے گئے ہیں بہت ہی مختصر ہیں مگر عبرت
کے واسطے یہی کافی ہیں مصرعہ درخانہ اگر کس است یکحرف بس است
عاقل اور فہیم اسی سے کل حالات کو قیاس فرماسکتے ہیں العاقل

تکفیہ الاشارہ - ہم خداوند تقدس وتعالےٰ کی جسقدر نافرمانیاں اور گناہ کرتے ہیں اور ہمنے کئے ہیں اُنکے علاوہ ہم اپنی اُن سلوکوں کو جو ہم اپنے ہمجنسون بنی نوع کے ساتھ جنسے ہمارا تعلق ہے شب و روز کرتے رہتے ہیں اگر خیال کریں تو ایک عجیب وغریب زمانہ مرتب ہوکر ہمارے سامنے آجائے گا اور ایک دفعہ تو ضرور براہ انفعال وخجالت کے ہمکو سر بگریباں کر دیگا اور زبان سے سوال کرے گا کہ کیون صاحب فرمائیے ان تقصیرات کا تدارک اب کس طرح اور کس وقت کروگے حیات مستعار یقیناً تمہاری اسقدر ہے کہ انکی تلافی کر سکوگے - نہیں ہرگز نہیں پھر فرماؤ کہ کیا علاج فی زمانہ کسی کی عصمت اور پارسائی پر تہمت لگانا یا کسی کی نیک کرداری کو نظر حقارت سے دیکھنا اور مکاری اور ریاکاری سے نسبت دینا یا کسی کی عیب چینی کرنا اور عیب افشائی کرنا اور غیر کے حق کو غصب کرنا یا غبن کرلینا یا اپنے آپکو بہمہ صفات موصوف کرکے اس تدبیر نامحمود سے دوسروں پر غلبہ وفروغ حاصل کرنا اور دوستی کے لباس میں دل آزاری کرنا ایک ہنرمندی اور لیاقت شعاری میں داخل ہے - خداوند تعالےٰ کے احکام کی نافرمانیوں اور تقصیرات کا تو کوئی فکر ہی نہیں عیاذاً باللہ والعظمت للہ واتوب الیہ - اگر اپنی گنہگاریوں اور بدکرداریوں کو ہم شمار کرنے لگیں تو امید ہے کہ وقت کثیر مطلوب ہوگا یا تو شمار کرتے کرتے تھک جائینگے اور شمار سے باہر دیکھکر یہہ کہدینگے اور تسلی اپنے دلکی کرلینگے کہ خداوند تعالےٰ غفور الرحیم ہے وہ آخر بخشدے گا بخشش

بھی گنہگاروں کے واسطے ہی ہے ہم کہانتک عمل صالح کرینگے یا فکر معاش کریں یا گناہوں کا کفارہ کریں بس یہ کہا اور خیال پراگندہ ہوکر پھر انھیں معاصی کے ارتکاب کی طرف کھینچ لے گیا۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص گناہ کا مرتکب ہوتا ہے اسکی عقل اس سے علیحدہ ہوجاتی ہے اور پھر کبھی اُسکے پاس نہیں آتی اور بعض اکابر کا قول ہے کہ لعنت مُنہہ کے سیاہ اور مآل کے ناقص ہونے کا نام نہیں بلکہ لعنت یہ ہے کہ آدمی ایک گناہ سے نکل کر دوسرے ویسے ہی گناہ یا اُس سے زیادہ میں مبتلا ہو اور واقع میں یہ قول درست ہے اسواسطے لعنت کے معنے محروم کردینا اور رحمت سے دور کردینا ہیں پس جب آدمی کو توفیق خیر نہ ملی اور بدی کے لوازم مہیا ہوئے تو ظاہر ہے کہ رحمت سے دور ہوا اور توفیق کا عنایت نہونا کیسا بڑا حرمان ہے علاوہ ازین ہر ایک گناہ دوسرے گناہ کی طرف بُلانا اور بڑھاتا ہے یہانتک کہ وہ اُسکے باعث رزق سے جو اُسکی روح کی غذا ہے محروم رہتا ہے آیتہ شریفہ واولٓئک ھم الغافلون لاجرم انھم فی الاخرۃ ھم الخاسرون اگر ہم یہہ کہکر آیندہ باز آجائیں تو بھی ہمارا خیال بمنزلۂ توبہ کے ہوجائیگا مگر کہاں منصف مزاج اور خوش نصیب لوگ کہ جو فوراً تدارک میں مصروف ہوجاتے ہیں اور ندامت کے عرق میں غوطے لگاکر پاک ہونے کے لئے لباس معصیت کو اوتار کر مثل چرکین کپڑوں کے پھینکدیتے ہیں اور نہا دہو کر پھر نیا لباس صالحیت اور نیکوکاری کا پہن لیتے ہیں اور انواع انواع کی عبادات وریاضات سے اور تقویٰ و زہد سے آراستہ ہوکر اور زیورات انوار معرفت

اور خلعہائے علوم حقایق سے پیراستہ ہوکر اپنے بادشاہ
حقیقی کے حضور میں حاضر ہونے کے لئے تیار ہوجاتے ہیں -
اور سفر اخروی کے واسطے پا برکاب ہوجاتے ہیں اور آرامگاہ دوامی
کے لئے جو دار البقار میں حق تعالے نے انکیواسطے مقرر فرمایا ہے
کل سامان آرایش و آسایش کے بازار دنیا سے خرید کر یا محنت
سے حاصل کرکے لیجاتے ہیں اور جو لوگ اپنی بے سمجھی اور نادانی
سے دار الآخرت کیلئے دنیا میں اگر کچھ نہیں لیتے وہ وہاں محتاج
اور مفلس ہونگے اور جنھوں نے جو کچھ جمع کیا ہے وہ اُس مقام اور
اُس جہان کے لایق نہیں تو انکو رونے جھینکنے کے سوا اور
کیا ہوگا بڑی بھاری مشکل یہہ ہے کہ زمانۂ حیات تو قلیل ہے اور
اور خواہشات نفسانی کثیر ہیں پھر اس پر طرفہ تر یہہ ہے کہ وہ چیز
جو پہلے سے ہی قلیل ہے ساعت بساعت گھٹتی جاتی ہے -
اور جو چیز پہلے سے ہی کثیر ہے وہ ساعت بساعت بڑہتی جاتی ہے
وہ فرصت ہی نہیں دیتی کہ آیندہ کا کچھ فکر کریں حالانکہ اصل بات
تو یہہ ہے کہ ہم باقیماندہ زمانۂ حیات گریہ و زاری اور تاسف
و شرمساری میں گذاریں تو بجا ہے - حضرت ابو سلیمان دارانی
رحمتہ اللہ علیہ نے سچ فرمایا ہے کہ اگر عاقل آدمی بقیہ ایام حیات میں
صرف اسوجہ سے گریہ و زاری کرے کہ زمان ماضی بدون طاعت
کے اور نافرمانیوں میں ضایع ہوگیا تو شایاں ہے کہ اُسے یہہ رنج

موت تک ہے جو لوگ کہ بقیہ عمر میں بھی جہل کے باعث اُن ہی باتوں میں مبتلا رہیں جنکے اندر زمانہ گذشتہ میں رہے تھے تو اُن کا کیا حال ہوگا - اور یہہ اسواسطے اُنہوں نے فرمایا ہے کہ اگر مردِ عاقل کی ملک میں کوئی عمدہ جوہر آجاتا ہے اور بیفائدہ ضایع ہوجاتا ہے تو اُس پر ضرور ہی وہ روتا ہے اور اگر اُسکے جانے کے ساتھ خود مالک کی بھی بربادی ہو جائے تو ظاہر ہے کہ گریہ وزاری بدرجہا زیادہ ہوگی - اب اگر غور کرو تو عمر کی ہر ایک ساعت بلکہ ہر ایک سانس ایک جوہر نفیس ہے جس کا کوئی عوض اور بدل نہیں چونکہ اس میں یہہ صلاحیت اور لیاقت موجود ہے کہ آدمی کو سعادتِ ابدی پر پہنچائے اور شقاوتِ دائمی سے بچائے پھر اس سے بڑھکر اور کونسا جوہر نفیس ہوگا - جب آدمی ایسے جوہرِ بے بدل کو غفلت میں رائگان کردے تو ظاہر ہے کہ بڑا ہی خسارہ اور زیان ہے اور اگر اوسے معصیت اور نافرمانی الٰہی میں ضائع کرے تو اُس نے سراسر اپنی بربادی کی پھر بھی اگر آدمی اِس مصیبت پر نہ روئے اور افسوس نکرے تو جہالت کی مصیبت سب مصائب سے بڑھ کر ہے مگر مصیبت جہل کی مصیبت والے کو معلوم نہیں ہوتی کیونکہ خوابِ غفلت اُس میں اور اُس کی معرفت میں حائل ہوتی ہے -

افسوس صد افسوس ہزار افسوس کہ آدمی سب اس خواب میں سرشار ہیں جب موت آئیگی تو آنکھ کھلے گی اور جاگیں گے اس وقت مفلس کو اپنے افلاس کی خبر ہوگی اور مُصیبت والے کو اپنی مُصیبت کا تدارک اس وقت بھلا کہاں میسر ہو سکتا ہے حسرت و مایوسی کے سوا اور کیا ہاتھ آئے گا۔ بعض عارفین رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ جب کسی بندہ کے پاس حضرت ملک الموت آکر کہدیں کہ تیری زندگی کی ایک ساعت باقی ہے اس سے ایک لمحہ یا ساعت کی تاخیر نہیں ہوگی تو بندہ کو اس قدر حسرت و ندامت ہو جاتی ہے کہ اگر بالفرض اس کے پاس تمام دُنیا ہو تو اس کو دے ڈالنا قبول کر لے گا بشرطیکہ اُس کی عمر میں ایک ساعت اضافہ ہو جائے جس میں تدارک اپنے تقصیرات کا کر لے مگر اُس وقت مہلت کہاں آیتہ قرآنی ہے وحیل بینھم وبین ما یشتھون یعنی اٹکاؤ پڑ گیا ان میں اور جو ان کا جی چاہتا ہے اول ہی معنے ظاہر ہوتے ہیں اور اس کی طرف اشارہ اس آیتہ میں من قبل ان یاتی احدکم الموۃ فیقول رب لولا اخرتنی الی اجل قریب فاصدق واکن من الصالحین ولن یؤخر اللہ نفسا اذا جاء اجلھا یعنے اس سے پہلے کہ پہونچے کسی کو تم میں سے موت تب کہے اے رب کیوں نہ ڈھیل دی مجھ کو ایک تھوڑی مدت کہ میں خیرات کرتا اور ہوتا نیک لوگوں میں سے اور ہرگز نہ مہلت دیگا اللہ کسی جی کو جب پہونچا اس کا وعدہ ایک اور جگہ حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں

فرمایا ہے کہ ولیست التوبۃ للذین یعملون السیات حتی اذا حضر احدھم الموت قال انی تبت الئن ولا الذین یموتون وھم کفار اولئک اعتدنا ھم عذابا الیما یعنی بالکل توبہ ان لوگوں کی قبول نہیں ہوگی جو برائیاں کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ آئے اُن میں سے کسی کو موت اور وہ کہے کہ میں نے اس وقت میں توبہ کی اور وہ لوگ جو مر جائیں کفر کی حالت میں بس یہ لوگ وہی ہیں کہ اُن کے واسطے طیار کیا ہوا ہے ہم نے عذاب درد دینے والا۔ ایسے لوگ بالکل بخشے نہیں جاوینگے۔ بلکہ حق تعالیٰ وتقدس نے شکایت کے طریق پر بھی فرمایا ہے کہ ھل ینظرون الا ان یاتیھم اللہ فی ظلل من الغمام والملئکۃ وقضی الامر والی اللہ ترجع الامور یعنی نہیں انتظار کرتے مگر یہ کہ آئے ان کے پاس اللہ بیچ سائبانوں بادل کے یعنے غضب وغصہ سے اور آویں فرشتے اور تمام کیا جائے کام اور طرف اللہ کے پھیرے جاتے ہیں سب کام۔ گویا کہ توبہ نہ کرنے والے اس امر کے محتاج ہوتے ہیں کہ وہ اپنی آنکھ سے کوئی عذاب جن کا وعید ہے دیکھ لیں یا موت آجانے سے ان کو معلوم ہو جائے کہ بس اب خاتمہ ہمارا ہو گیا اور اب دنیا سے ہم کوچ کرتے ہیں تو اس وقت وہ توبہ کریں پس اس وقت کی توبہ بالکل قبول نہیں ہوگی اور وہ مستحق عذاب وعتاب کے جن کا وعید ہے ہونگے۔ اور ان کو ضرور عذاب دیا جاوے گا

اکثر اہلِ مکاشفہ نے لکھا ہے کہ جس وقت ملک الموت کا ظہور بندہ پر ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ اے ملک الموت مجھے ایک دن کی مہلت دے کہ اس میں اپنے پروردگار کے سامنے عذرِ تقصیرات اور توبہ کر لوں اور اپنے نفس کے واسطے توشہ عمدہ لے لوں تو ملک الموت جواب دیتا ہے کہ تو نے اِتنی عمر اور یہ مدّت مُفت برباد کر دی اور کچھ نہ کیا تو اب ایک دن میں کیا بنالے گا اور مہلت ایک دن کی کہاں مِل سکتی ہے پھر بندہ بڑے عجز و انکسار کے ساتھ کہتا ہے کہ ایک ساعت ہی کی مہلت دو فرشتہ کہتا ہے کہ بہت ساعات رائگاں کر چکا ہے اب ساعت کی بھی مہلت نہیں مِل سکتی اس کے بعد اُس پر توبہ کا دروازہ بھی بند ہو جاتا ہے اور جان حلق میں آجاتی ہے اور سانس سینہ میں بولنے لگتا ہے اور تدارک مافات سے نا امیدی وحسرت و ندامت کے گھونٹ پیتا ہے کہ میں نے ناحق اپنی عُمر برباد کی اور اس وقت کا جس کا آنا یقینی تھا کچھ فکر نہ کیا۔ پھر دہشتوں کے صدمات میں اصل ایمان میں اضطراب واقع ہو جاتا ہے جب رُوح نکلتی ہے تو اگر خدا نے اُس کے لئے تقدیر میں اچھا لکھا ہوا ہے تو رُوح توحید پر نکلتی ہے اور اس کا نام حسنِ خاتمہ ہے ورنہ معاذ اللہ اگر سابقہ ازلی میں شقاوت کا قلم اس کے نام پر جاری ہو چکا ہے تو شک اور اضطراب میں ہی رُوح قالب عنصری سے پرواز کر جاتی ہے یہ خاتمہ بد کہلاتا

ہے اللہ تعالیٰ تمام مومنین اور برادران دین کو ایسے خاتمہ سے بحرمت النبی وآلہ الامجاد محفوظ رکھے آمین یارب العالمین۔
ظاہر ہے کہ جو گناہ ہوتا ہے وہ شامت نفس اور محبت دنیا کی وجہ سے ہوتا ہے جس قدر دنیا سے محبت کم ہوگی اُسی قدر ارتکاب معاصی میں بھی کمی ہوگی اور جس قدر محبت زیادہ ہوگی اسی قدر گناہ بھی زیادہ صادر ہونگے اسی واسطے دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑھ ہونا قول مسلّم ہے کیونکہ اُس کے اتباع کا اثر دل میں یہ ہوتا ہے کہ دنیا سے خوش ہو اور اس کی طرف اشتیاق کرے پھر جہاں دنیا کی محبت ہو وہاں حق اللہ وحق العباد کا کہاں ملحوظ رہتا ہے۔
نفس کو حصول دنیا کے واسطے ایک خاص ملکہ وذوق ہوتا ہے۔
جس کی وجہ سے وہ بالفعل کی عارضی خوشی کو ایک موعودہ عذاب جو کسی وقت مابعد میں متوقع ہو ترجیح دیدیتا ہے پھر اس کو کوئی گناہ وثواب کا خیال نہیں رہتا اور جو کچھ ہوسکتا ہے اور اس سے بن پڑتا ہے اور جس صورت سے اُن کا شاہد مقصود اُن کو مل سکے بلا لحاظ گناہ وثواب کے کرنے میں دریغ نہیں کرتے۔ کیا مبارک وہ لوگ ہیں کہ جو دنیا کو بقدر ضرورت لیتے ہیں اور پھر اُس میں ایسی وابستگی نہیں رکھتے اور نہ اُس کے حصول کے لئے کسی ایسی تدبیر کو عمل میں لاتے ہیں جس سے وہ ورطہ معصیت میں گر جاویں۔

باب ششم

در شرائطِ توبہ

جاننا چاہئے کہ توبہ کے یہی معنے نہیں ہیں کہ زمانہ آیندہ میں اتباع شہوات کا ترک کیا جائے بلکہ کمال توبہ کا یہہ ہے کہ آیندہ ارتکاب معاصی سے تارک رہے اور زمانِ ماضیہ کے افعال مصدرہ کا تدارک بھی کرے اور اپنے کردارہائے ناصواب پر پشیمان اورنادم ہو کیونکہ حضرت سرور کائنات فخر موجودات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ الندم توبۃ یعنے ندامت ہی توبہ ہے اور دوسرے مقام میں فرمایا ہے کہ من اذنب ذنبا ثم ندم علیہ فھو کفارۃ یعنے جو کوئی گناہ کرے اور پھر اوس کہنے اپنے پر نادم ہو تو وہی کفارہ اوسکا ہوگا۔ جبتک دل سے اپنے کہنے پر نادم اور شرمسار نہوگا زبانی توبہ کر لینا کچھہ مفید نہیں جسوقت دلمیں ندامت پیدا ہوگی اور وہ ندامت دلگیر ہو جائیگی اوسوقت اوسکی توبہ بھی صادق ہوگی چنانچہ حسن رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ التوبۃ علی اربع دعائم استغفار باللسان وندامہ بالقلب ترک بالجوارح واضمار ان لا یعود یعنے توبہ کے چار رکن ہیں زبان سے استغفار کرنا اور دل سے ندامت کرنا اور اعضاء سے ترک معاصی کرنا اور صدق سے خیال رکھنا کہ پھر کبھی گناہ نہیں کرونگا۔ اگر اوس کے

دل میں اسقدر خیال بھی ہو کہ شاید میں مرتکب گناہ کا ہوجاؤں تو پھر توبہ صادق نہوگی۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول الاستغفار من غیر اقلاع توبۃ الکذابین یعنے طلب آمرزش گناہان بلا دل سے نکال ڈالنے گناہ کے جھوٹھوں کی توبہ ہے۔ اور تائب کو یہ بھی خیال ہونا نہ چاہیئے کہ میری توبہ شاید قبول نہو کیونکہ حق تعالےٰ نے توبہ کے قبول فرمانے کا وعدہ کیا ہوا ہے پس اوس کے وعدہ کے وفا پر ایمان رکھنا چاہئے اور توبہ میں ثابت قدم رہنا چاہیئے تاکہ توبہ کی وجہ سے درجہ حبیب اللہ ہونے کا نصیب ہو یہہ درجہ توبہ توڑ دینے سے میسر نہیں ہوسکتا ہے بلکہ شکست توبہ سے نقض عہد ثابت ہوجاتا اور نقض عہد سے عذاب شدید کا مستوجب ہوجاتا ہے چنانچہ حضرت مولانا روم قدس سرہ العزیز مثنوی شریف میں فرماتے ہیں۔

مثنوی

نقض میثاق شکستن توبہا ... موجب لعنت شود در انتہا

نقض عہد توبۂ اصحاب سبت ... موجب مسخ آمد و ہلاک و مست

پس خدا آں قوم را بوزینہ کرد ... چونکہ عہد حق شکستہ از نبرد

اندریں امت نہ بُد مسخ بدن ... لیک مسخ دل بود اے ذوالمنن

چوں دل بوزینہ گردد آں دلش ... از دل بوزینہ شد خوار آں گلش

گر ہنر بودے دلش را اختیار ... خوار کے بودے بصورت آں حمار

آں سگ اصحاب خوش بُد سیرتش ... ہیچ بودے منفعت زاں صورتش

مسخ ظاہر بود اہلِ سبت را	تا بہ بیند خلق ظاہر کیت را
از رہ سر عہد ہزاران دگر	گشتہ از توبہ شکستن خوک و خر

ظاہر ہے کہ جنکا دل مسخ ہو کر خوک و خر کی صورت میں مصور ہو جائے گا وہ کب ہمجنس انسانوں کا ہو سکتا ہے جبکہ بندگان کی حیثیت سے نکل جائے گا تو پھر حق تعالے کی جناب میں اوسکا گذر کب ممکن ہو سکتا ہے اور جنت میں کیونکر ایسی صورتیں جا سکتی ہیں پس وہ شخص خوک و خر کی طرح مکروہ و مردود رہے گا اور دوزخ اوسکا ٹھکانا ہوگا ہاں اگر وہ تائب ہو کر اعمال صالحہ کرے گا اور توبہ پر ثابت قدم رہیگا تو وہ علاوہ حبیب الٰہی ہونیکے مظہر اون علامات کا ہوگا جنکا ذکر حضرت غوث الاعظم قطب العالم سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے یعنے اول تو یہہ کہ یاران گنہ سے منقطع ہو جائے اور اپنے آپ میں اونسے ڈرے اور نیکو کاروں سے ملجائے دوسرے یہہ کہ اوسکی دلمیں سے گنہگاری کا نخلِ خیال جڑ سے اوکھڑ جائے اور سب گناہوں سے علیحدہ ہو جائے اور بالتمام طاعات کی طرف متوجہ ہو جائے۔ تیسری یہہ کہ اوس کے دل سے دنیا کی خوشی بالکل جاتی رہے اور ہمیشہ اوس کے دلمیں آخرت کا غم لگا رہے - چوتھی یہ کہ اپنے آپکو اوس چیز سے فارغ دیکھے جسکا ضامن خداوند تعالے و تقدس ہو چکا ہے یعنے رزق وغیرہ اور اوس چیز میں مشغول ہو جسکا حکم اور امر حق تعالے و تبارک نے کیا ہوا ہے - جسوقت یہہ علامات اُس

شخص تائب میں پائی جاویں تو پھر وہ شخص منجملہ اونکے ہوگا جنکے حق میں
حضرت پروردگار تعالے نے فرمایا ہے ان اللہ یحب التوابین ویحب
المتطہرین جب تک یہہ شرائط پوری نہوں تائب کو درجہ محبت الہی
کا نصیب نہیں ہوگا خدا تعالے کے حبیب اور پیارے ہونیکا درجہ
کم نہیں ہے۔ جو شخص حبیب خدا کا ہوگا وہ عالم کا سردار اور خلق کا
افتخار ہوگا ایسے شخص کے ساتھ بآداب پیش آنا چاہیئے اور دل سے
اوس کا آداب بجالانا چاہیئے کہ سعادت دارین نصیب ہو۔ ادب
بہی ایک خاص صفت صفات انسانی میں سے ہے بلکہ انسانیت اور آدمیت
کے واسطے ایک نہایت ضروری شرط ہے اور ایسے شخص کے آداب
بجالانے میں چار چیزوں کا لحاظ رکہنا چاہیئے اول یہہ کہ اوسے
دل سے دوست رکھا جائے کیونکہ خدا تعالے اوسے دوست رکہتا
دوئم یہہ کہ دعا کریں اوسکی امداد کریں کہ خداوند تبارک وتقدس اوسے
توبہ پر استوار اور ثابت قدم رکھے سیوم یہہ کہ اوسکے گناہ ہائے
گذشتہ پر عیب بینی نکریں۔ چہارم یہہ کہ اوسکے پاس بیٹھکر اوسکی
خدمت کریں اور اوسے مدد دیں اور گرامی و بزرگ جانیں کیونکہ
خدا تعالے تائب کو چار بزرگیاں عطا فرما دیتا ہے اول خدا تعالے
اوسے گناہوں سے نکالکر پاک ایسا کر دیتا ہے جیسا کہ اوس نے کوئی
گناہ نہیں کیا ہو دوئم خدا تعالے اوسے دوست رکہتا ہے اور سیوم
شیطان کو اوسپر تسلط اور غلبہ پانے نہیں دیتا اور اوس کے ترسے

محفوظ رکھتا ہے چہارم خدا تعالیٰ اوسے آخرت کے خوف سے امین کردیتا ہے دنیا سے کوچ کرجانے سے پہلے۔ ظاہر ہے کہ جو شخص گناہوں کی چرک اور لوث سے پاک ہوجائے گا اور مولےٰ تعالیٰ کا حبیب بنجائے گا تو پھر اوس پر شیطان کے غلبہ پانے کی کیا مجال کہ فرمایا حق تعالیٰ نے شیطان کو بجئے ہمارے بندگان پر کبھی غلبہ حاصل نہیں ہوگا پس وہ جنت کا مستحق بہی ہوگیا کیونکہ جنت مقام ہی ایسے بزرگو نکا ہے۔

حضرت مولانا علیؒ مخدوم گنج بخش ہجویری قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ پشیمانی توبہ کی شرط اعظم ہے اور پشیمانی وندامت کے بہی تین اسباب ہیں ایک تو یہ کہ دل پر عقوبت الٰہی کا خوف بیٹھ جائے اور کئے ہوئے کا اندوہ دلکو پکڑلے۔ دوسرے یہ کہ خواہش کسی نعمت کی دل پر مستولی ہوجائے اور پھر اوسکے ساتھ ہی یہ بھی یقینا معلوم ہوجائے کہ ناصواب کردار اور نافرمانیوں کے ارتکاب سے حصول اوس نعمت کا نہیں ہوسکتا تو اس سے بہی ندامت پیدا ہوجاتی ہے تیسرے حق تعالیٰ کی جلالت سے حیا اور شرم لاحق ہوجانے سے ندامت آجاتی ہے۔ اگرچہ دونو اسباب اول الذکر اہل ذوق کے نزدیک پایان ترین مدارج توبہ سے ہیں لیکن انسان اگر انپر بھی ثابت قدم اور مستحکم ہوجائے اور استقامت اختیار کرلے تو انکے ہی سبب سے وہ دیگر مراتب کبیرہ اور منازل علیا کو بھی پہونچ جاتا ہے کیونکہ

جسقدر رنج و ندامت زیادہ ہوگی اوسی قدر گناہوں سے دور اور
بعید ہوجانے کا اثبات ہوگا اور جسقدر کثرت سے روئیگا اوسی قدر
سیاہی نامۂ اعمال کی دہوئی جائیگی اور جسقدر تلخی اوسکے دل کو ذنوب
کی معلوم ہوگی اوسیقدر حلاوت طاعت وعبادت کی زیادہ ہوگی کیونکہ
ندامت صحیح کی پہچان یہہ ہے کہ دل نرم ہوجائے آنسو کثرت سے نکلیں
گناہوں کی حلاوت کے بدلے تلخی دل میں بیٹھ جائے اور ایک شرط
یہہ بھی توبہ کی صحت کی باعتبار تعلق زمانہ گذشتہ کے ہے کہ جو گناہ
اوس نے کئے ہوں اوسنے اگر زیادہ نہو تو کم از کم برابر کے حسنات تو
کئے ہوں۔ کیونکہ حدیث شریف الحسنات یاکل السیٔات کما یاکل
النار الحطب۔ یعنے نکیاں کہالیتی ہیں برائیونکو جس طرح سے کہ
آگ کہالیتی ہے لکڑی اور ایندہن کو اور بیماریوں اور دیگر قسم کی بلیات
اور آفات کو جو انسان پر وقتاً فوقتاً آتی رہتی ہیں اور مقتضیات زمانہ
سے جو تکالیف اور مصائب اسپر وارد ہوتے ہیں اونکو بہی کفارۂ
ذنوب اور موجب ازدیاد مراتب قرب کا قرار دیدیا ہے کئی معاصی
اور کئی خطیات کا ازالہ انہیں سے ہوجاتا ہے۔
چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ حمی یوم کفارۃ الذنوب سنۃ
یعنے ایک روز کا تپ ایک سال کے معاصی و ذنوب کا کفارہ ہے
اسی طرح جسقدر کوئی رنج والم یا کوئی بلا و غم شدید اور سخت تر
ہوگا اوسی قدر گناہوں کا کفارہ ہوگا پس کوئی بلا اور کوئی

مصیبت اور کوئی درد اور کوئی دکھ بندۂ مومن کیلئے ایسا نہیں ہے
جسمیں رحمت اور بخشش حق تعالے کی پنہاں نہو۔ اور یہہ پنہانی بہی
عوام کے نزدیک کہی گئی ہے اہل بصیرت اور اہل دل کے نزدیک تو
ہر بلا اور ہر مصیبت میں عین رحمت اور لطف اور ہر نعمت میں خوش مبرہن
اور ہویدا ہوتی ہے اس لئے اون صاحبوں کو سخت سے سخت مصیبت
اور شدید سے شدید بلیہ میں بہی راحت اور آرام ہوتا ہے مفصّل
شرح اس مقام کی ترجمہ و شرح مقالات فتوح الغیب شریف میں لکھی گئی
وہاں ملاحظہ فرمائی جاوے۔ بعض کا قول ہے کہ توبہ کے لئے یہہ شرط
ضروری نہیں ہے کہ جس گناہ سے توبہ کی جاسے پہر اوسمیں گرفتار
نہو چنانچہ حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رح اپنے مکتوبات میں
فرماتے ہیں کہ اگر تائب کو فتور پیش آجاسے کہ وہ پھر اوسی گناہ میں
پڑجائے تو ایام گذشتہ میں ثواب توبہ اور حکم کا ضرور حاصل کرلیگا
اور اوس طائفہ کے تائبوں سے ہو جائے گا جنہوں نے توبہ کی اور
پہر معصیت میں پڑگئے یہانتک کہ اکثر بار استقامت ہوئی۔
نقل ہے کہ ایک شخص نے توبہ کی معصیت سے اور پھر گناہ کا مرتکب
ہوگیا پریشان ہوا ایکروز اس نے اپنے دل میں کہا کہ جب میں حقتعالےٰ
کی درگاہ میں جاؤں گا تو نہیں معلوم کہ میرا کیا حال ہوگا اتنے میں
ہاتف نے ندا دی کہ اطعتنا فشکرناك ثم ترکتنا فا مهلناك فان عدت
الینا قبلناك یعنے تونے فرمانبرداری کی ہماری پس ہمنے تیرا شکر کیا پھر تونے

ہمکو چھوڑ دیا ہمنے بھی تجھے ڈھیل دی پس اگر تو پھر آوے ہماریطرف
تو ہم تجھے قبول کرلیں گے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے
فرمایا ہے کہ مینے بہت کچھ پڑھا مگر کسی چیز میں مجھے اسقدر فایدہ نہیں
ملا ہے جسقدر فایدہ مجھے اس شعر کے پڑھنے میں ہوا ہے۔

شعر

اذا قلت ما اذنبت قالت مجیبۃ	وجودک ذنب لا یقاس بہا ذنب
جسوقت کہا مینے کہ کیا گناہ مینے کیا ہے تو محبت نے کہا	کہ تیرا وجود ہی تیرا گناہ ہے جسکے برابر اور کوئی گناہ نہیں

جب دوست کا وجود حضرتِ دوستی میں ایسا گناہ ہے تو پھر اوس کے
اوصاف کی کیا قدر و قیمت باقی رہی۔ اے بہائی اجل کمین میں ہے او
فرصت عزیز ہے کہ ملک الموت کا ناصیہ ناگاہ طالع ہوگا۔ ایک پیرمرد
کسی بزرگ کے پاس گیا اور کہا کہ اے شیخ میرے گناہ بہت ہوگئے
ہیں چاہتا ہوں کہ توبہ کروں شیخ نے کہا کہ تمنے دیر بہت کردی اُس نے
جوابدیا کہ نہیں بلکہ جلد آگیا ہوں شیخ نے پوچھا کہ کس طرح اُس نے کہا کہ
جو کوئی موت سے پہلے آجاوے خواہ کتنی ہی دیر کے بعد آیا ہو وہ جلدی
آیا جاننا چاہئے۔ ای بھائی کتناہی گناہوں میں تو آلودہ ہو توبہ پر چنگ مار
اور بہر امیدوار رہ کہ فرعون کے سحرہ سے زیادہ تو آلودہ نہیں اور اصحاب
کہف کے سگ سے زیادہ تو ملوّث نہیں۔ غلام اگرچہ حبشی ہے اُسکا
نام اگر کافور رکھدیں تو کیا زیان کرے گا۔ جب ملائکہ نے جناب الٰہی
میں عرض کیا کہ ہمکو آدم کے فساد کی طاقت نہیں تو ندا ہوئی کہ اگر

اوس کو تمہارے دروازے پر بہیجوں تو رد کر دینا اور اگر اوسے میں تمہارے ہاتہہ فروخت کروں تو مول نہ لینا - کیا تم ڈرتے ہو کہ انکی معصیت میری رحمت سے زیادہ ہو جائیگی یا ڈرتے ہو کہ اونکی آلودگی میرے کمال قدوسی کو بہی ناکونش کردے گی یہہ ایک مشت خاک ہیں جو میرے حضور میں مقبول ہیں پس جب یہ میرے مقبول ہیں تو پہر اونکو معصیت آلودہ کیا کر سکتے ہیں - ؏

زہے کالائے پرعیب وزہی لطف خریدار	سراسر ہمہ عیبم بدیدی وخریدی

رباعی

بہزاراں گنہ گزید مرا	للہ الحمد کا غریدمرا
او بصد عیبہا خرید مرا	بندۂ عیبہا ارکس نخرد

چاہئیکہ تائب ہو کر وہ اعمال کرے جن سے توبہ کی صحت ہو اور تائب کو لازم ہے کہ اپنے حالات سے بالکل کسیوقت غافل نہو -

حضرت مولانا شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے کہ چار مقامات توبہ کے مقارن اور معاون ہیں جنسے تائب کو کسی وقت غافل نہونا چاہیئے - اول رویت عیوب افعال دویم رعایت سیوم محاسبت چہارم مراقبت - رویت عیوب افعال سے یہ مراد ہے کہ انسان اپنے افعال میں سے کسی فعل کو بنظر استحسان نہ دیکھے اور یہہ خیال نکرے کہ مینے یہہ کام اچھے کئے ہیں اور اپنے کام کو نیک خیال کرے بلکہ اوسے چاہئیکہ اپنے کاموں کو معیوب اور

اور ناتمام دیکھتا رہے کیونکہ اوس کا فعل بندیوں کا ہے اور خطوظ کے شوائب
سے خالی نہیں۔ حضرت ابو عبداللہ سنجری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ
من استحسن شیئا من افعاله فی حال ارادته فسدت علیه ارادة
الا ان یرجع الی ابتدامه فروض نفسه ثانیا ومن لم یزن لنفسه
بمیزان الصدق فیماله وعلیه لا یبلغ مبلغ الرجال یعنی جو کوئی نیک سمجھے
اور اچھا جانے اپنے افعال مین سے کسی شے کو اپنے ارادہ کے حال مین
تو فاسد ہو جاتا ہے اوس کا ارادہ مگر جو اوسکے فروض نفس اپنے ابتدا
کیطرف رجوع کریں اور وہ جو اپنے نفس کا وزن نہیں کر سکتا میزان
صدق سے اپنی نفع اور نقصان میں تو وہ شخص نہیں پہونچتا جہاں آدمی
پہونچتے ہیں لاریب فیہ۔ جو شخص اپنے افعال میں سے اگر کسی فعل کو نظر استحسان
سے دیکھیگا تو ضرور ہے کہ اوس کے دل میں عجب پیدا ہو جائے گا اور
اگر نور ذکر کے غلبہ کی وجہ سے عجب پیدا نہو تو نظر بر حصولِ اجر تو ضرور
ہو جائیگی پس رویت اعمال حسنہ اور پھر نظر استحسان اوسپر ہونے
سے تاریکی اور ظلمت پیدا کردیگی اسیواسطے بزرگانِ دین نے مبالغہ کے
ساتھہ نہی کی ہے۔ چنانچہ حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے
کہ ما استحسنت من نفسی عملاً فاحتسبتهٗ یعنے میں اپنے نفس کے کسی فعل
اچھا نہیں جانتا ہوں کہ میں طالب ثواب ہوں۔
یہ کلام اور خاصہ اہل خواص کا ہے جنکے نفوس رام ہو چکے ہیں عوام کے
واسطے جنکے نفوس نے خود اونکو اپنا رام کیا ہوا ہے بدرجۂ اولے ملحوظ

ہونا چاہیئے کیونکہ نفس کا خاصہ ہی بدی کرنے کا ہے اور حق تعالے کی نافرمانی
کرنے کا اسیواسطے حق تعالے نے جا بجا تاکید اور تنبیہ فرمائی ہے کہ نفس کی
پیروی نکرو یہہ بدی کی طرف اور مولے تعالے کی نافرمانیوں کی طرف لیجاتا ہے
ان النفس لھی امارۃ بالسوء یعنے نفس البتہ حکم کرنے والا ہے بدی کا اور
ونھی النفس عن الھوای ان ھویضلک عن سبیل اللہ یعنے نکل جاؤ
نفس کی خواہشات سے کیونکہ یہہ تمہیں حق تعالے وتقدس کی راہ سے گمراہ
کرنے والا ہے جبکہ نفس سے نیک کام ہونا ہی ناممکن ہے تو بڑا ظلم ہے
کہ ہم اوسکی طرف نیک کام کی نسبت کریں بلکہ یہہ بھی نفسانی وسوسہ ہے
کہ کوئی شخص دیکھے کہ یہنے فلان نیک کام کیا ہے بحالتِ طاعت وعبادت
بہی بدی کرنے سے یہہ باز نہیں آتا اگر وہ کوئی صلاح نیکی کے لباس میں بہی
دیگا تو وہ بھی ضرر سے خالی نہوگی اسیواسطے اہل اللہ اسکے مکر سے کبھی غافل
نہیں ہوتے اور ہر وقت اسکے سرکوبی کرتے رہتے ہیں ۔ چنانچہ حضرات
ممدوح کے مجاہدات اور ریاضات کے احوال کثیر التعداد کتب مین مندرج
ہین جو ایک سے ایک نرالے اور ایک سے ایک عجیب وغریب ہیں حضرت ابو تراب
نخشبی رحمتہ اللہ علیہ نے کتاب سلک السلوک مین جو آپکی مشہور تصنیفات سے
ہے ایک بزرگ کا احوال یوں ارقام فرمایا ہے کہ ایکروز نفس نے آپکو یہہ
صلاح دی کہ چلو کفار کے ساتھ جنگ کرنمیں شریک ہوکر درجۂ شہادت
حاصل کرو آپ سنکر خاموش ہو رہے نفس نے پہر اصرار کیا تو آپنے فرمایا
کہ بظاہر یہہ صلاح بہت نیک ہے مگر تجھسے کسی نیکی کا ظہور خلاف تیری سرشت

کے ہے ضرور ہے کہ اسمیں بھی تو نے اپنے فایدہ کو مدنظر رکھہ لیا ہوگا شاید
تیرا یہہ خیال اسمیں ہو کہ میں جو تجھے ہر روز صائم رکہتا ہوں اور دن کے وقت
کچھہ بجھے کہانے کو نہیں دیتا اس لئے تو اس بہانہ سے رخصت شروع کی
وجہ سے روزہ ترک کرنا چاہتا ہے نفس نے سنکر کہا کہ ہرگز نہیں بلکہ میں نے
ارادہ مصمم کر لیا ہے کہ حالتِ جنگ میں بھی میں روزہ بالکل ترک نہیں کرونگا
اور برابر روزہ دار رہونگا آپنے فرمایا کہ اگر یہہ نہیں تو ضرور ہے کہ جو نوافل
مین رات کو پڑہا کرتا ہوں اور دنمیں بھی ادا کرتا ہوں اونکی تکلیف سے
بچنا چاہتا ہے اور آرام لینا چاہتا ہے نفس نے کہا بالکل یہہ بھی میرا
خیال نہین بلکہ میری خواہش یہہ ہے کہ علاوہ نوافل مقررہ کے میں نوافل
شکر بھی ادا کیا کرونگا اور نوافل کی تعداد میں زیادتی کرلونگا آپنے پھر
فرمایا کہ اگر یہہ بھی نہیں تو پھر تمہاری آرزو یہہ ضرور ہی ہوگی کہ میں کنج
خلوت سے نکلکر لوگوں میں ملکر بیٹھوں اور اونسے اپنی صفت و ثنا
سنکر داد لوں اور تجھے تعریفات اور توصیفات کے الفاظ لوگونکی زبان سے
سنکر فرحت اور تازگی حاصل ہو اور تو اونپر اترائے اور خود بینی کرے تو
نفس نے کہا کہ یہہ بھی میرا مقصود نہیں میں عین جلوت میں بھی کیفیت
خلوت کی نہ ہولونگا اور کسی زبان سے تعریفی کلمات نہ سنونگا اور نہ اونپر
کبھی نازاں ہونگا آپنے فرمایا کہ اگر یہہ سبب نہیں تو آخر کیا وجہ ہے کہ تو
اسقدر اصرار کر رہا ہے نفس نے چشم پُرآب ہوکر اور روکر عرض کیا کہ میرا
کوئی اور مقصود اسمیں نہیں صرف یہہ مقصود ہے کہ جو سختیاں مجہپر دمبدم

ہو رہی ہیں اور جس مار سے مجھے ساعت بساعت مارا جاتا ہے اوس سے
مخلصی ایک دفعگے ہی مارے جانے سے ہو جائے - ایک ہی بار مرجاؤں
تو ہر وقت کی مار سے تو خلاصی ہو جائیگی اب غور کا مقام ہے کہ ایسے ایسے
صالح اور نیک بخت لوگ بھی جب اپنے نفس کے مکر سے امین اور بے فکر
نہیں ہوتے تو جن لوگوں کے نفس ہنوز تکلیفات شرعی کی بھی برداشت کما حقہ
نہیں کر سکتے اونکو کس درجہ اور کس حد تک نفس سے خبردار اور ہوشیار
رہنا لازم ہے -

حق تعالیٰ جلعقدرہ کا قول فتوبوا الی بارئکم فاقتلوا انفسکم ذالکم خیر لکم
عند بارئکم یعنے توبہ کرو طرف اپنے پیدا کرنے والے کے حضور اور پہر مارو اپنے
نفس کو یہہ بہتر ہے تمہارے لئے نزدیک تمہارے پیدا کرنیوالے کے اس جگہ
اقتلوا انفسکم سے یہی مراد ہے کہ تمہارے نفس جو بڑے سرکش ہیں اور
ہر ایک خرابی تمسے کراتے ہیں اور جو گناہ بھی ہے وہ تمسے وہی صادر کراتے
ہیں - اور خود بھی اور تمکو بھی خراب اور برباد کرتے ہیں اسلیئے تمکو چاہیئے
کہ تم اونکو مارو - تمہارا پیدا کرنے والا تمہاری بہتری دین و دنیا کی اسی
میں دیکھتا ہے - تم جسوقت اپنے نفس کو مار لوگے پہر تمسے کوئی گناہ ایسا
صادر نہوگا جو موجب تمہاری رسوائی اور خسران کا دین یا دنیا میں ہو -

دوسرا مقام رعایت کا ہے - رعایت سے یہ مراد ہے کہ آدمی ہمیشہ اپنے
ظاہر و باطن کی قصد مخالفت سے اور اوسکے ساتھہ میل کرنیسے محافظت
کرے اور حراست رکھے کیونکہ جسطرح سے معصیت گناہ ظاہری ہے اوسیطرح

بعد ترکِ گناہ کے اوس کے ذکر کا تلذذ بھی ذنب باطن ہے۔ پس ظاہر و
باطن کی رعایت کرنی چاہیئے اور ذنب متروکہ کے تلذذ کا ازالہ کرنے میں
سعی بلیغ کرنی چاہیئے اگر بالکل زایل نہو تو دلمیں اوسکا انکار رکھنا واجب ہے
کیونکہ اس مقام میں انکار کفارۂ ذنب کے لئے موثر ہوگا۔
حضرت سہیل بن عبداللہ قدس اللہ سرہ العزیز سے پوچھا گیا کہ آپ اوس
شخص کے حق میں کیا فرماتے ہیں جو کسی چیز سے توبہ کرے اور بعد ازاں اوسکے
دل میں اگر وہ چیز کبھی یاد آجائے یا اوسے وہ شے نظر آجائے یا اوسکا
کوئی ذکر سنکر اوسے حلاوت حاصل ہو۔ آپنے جواب میں فرمایا الحلاوۃ
طبع البشریۃ ولابد من الطبع ولیس لہ حیلۃ الا ان یرفع قلبہ
الی مولاہ بالشکوی وینکر بقلبہ ویلزم نفسہ الانکار ولا یفارقہ
ویدعو اللہ تعالیٰ ان ینسہ ذالک ویشغلہ بغیرہ من ذکرہ وطاعتہ
وان غفل عن الانکار طرفۃ عین اخاف علیہ ان لا یسلم و
یعمل الحلاوۃ فی قلبہ ولکن مع وجدان الحلاوۃ یلزم قلبہ
الانکار ویحزن ویحول فانہ لا یضرہ یعنی حلاوت طبع بشری سے
ہے اور طبع کے واسطے یہ ایک ضروری شے ہے اور اُسکا کوئی حیلہ یا چارہ نہیں
مگر یہ کہ وہ شخص اپنے دل کو لیجائے مولے تعالے کی طرف اور حلاوت کا شکوہ
کرے اور دل سے انکار اُسکا کرے اور اس کا نفس اس انکار کو اپنے اوپر
لازم کر رکھے اور کبھی اس انکار کو نہ چھوڑے اور خدائے تعالے و تقدس کی درگاہ
میں دعا کرے کہ اُسے وہ خاموش ہو جائے اور اُسے اُس کے

غیر میں مشغول کردے یعنے جو اوسکی ضد ذکر آلہی اور طاعت ہے اوسمیں مصروف کرے - اور فرماتے ہیں کہ مجھے اندیشہ اوس کے اسلام کا ہی کہ اگر وہ شخص ایک لحظہ بہی انکار سے غافل ہوجائے گا تو اوسکی حلاوت دلمیں عمل کرنے پر آمادہ کردیگی اسلئے حلاوت کے ساتھ اول سے انکار کرنا اوسکا لازم ہے اور رنج کرے اور خائف رہے تو پھر اوس شخص کو حلاوت کچہ ضرر نکرے گی -

تیسرا مقام محاسبہ کا ہے اور محاسبہ یہ ہے کہ آدمی ہمیشہ اپنے نفس کے احوال اور افعال کا متفقد اور متفحص رہے اور جو جو موافقات اور مخالفات اوس سے روز بروز بلکہ ساعت بساعت صادر ہوں اونکا حصر اور احصاء کرتا ہے چنانچہ حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبوا وزنوا قبل ان توزنوا وتزینوا للعرض الاکبر علی اللہ یومئذ تعرضون لا تخفی منکم خافیۃ یعنے حساب کرو اپنی نفوس کا قبل ازآنکہ تمہارا حساب کیا جائے اور وزن کرو قبل ازانکہ وزن کیا جائے اور زینت دو واسطے اوس بڑے پیش کرنے اور عرض کرنیکے حق تعالے کے روبرو اوسروز جب سامنے کیے جاؤ گے تو تمہاری کوئی چیز پوشیدہ سے پوشیدہ بہی چھپی نہیں رہیگی - مدعا اسکا یہ ہے کہ تم اپنے آپ میں حساب کرو اور نفس سے اپنے حساب پوچھو کہ تو نے کیا کیا کام کیا ہے اور کس کام میں وقت صرف کیا ہے پہر دیکھو کہ جو کام گناہ کئے ہوئے ہیں وہ تمہارے نفس کے کردار ہیں پس نفس

کو سخت ملامت کرو اور اوسکی گوشمالی خوب تکلیف رسانی سے کرو اور جناب
الٰہی مین کمال تضرع وزاری سے اظہار ندامت کا کرو اور عفو کے خواستگار
ہو۔ اور اگر کوئی نیک کام بھی ہوا ہے تو اوسپر حمد الٰہی اور شکرانہ ربی
بجا لاؤ کہ اوس نے اپنے فضل وکرم سے نیک کام کرنے کی توفیق
عطا فرمائی مگر پھر بھی اوس کام کو ناتکمل اور ناتمام بوجہ مشارکت اپنے
نفس کے دیکھو اور کوشش کرو اور حق تعالےٰ سے توفیق طلب کرو
تاکہ تمہیں نیک کام اور طاعت وعبادت کرنے کی توفیق نصیب ہو
چوتھا مقام مراقبت کا ہے کہ تمام حرکات وسکنات ظاہری وباطنی
اور خطرات اور نیّات درونی پر حق سبحانہٗ تعالےٰ کو اپنا رقیب اور
مطلع جاننے اور جس طرح افعال معاصی ظاہرہ پر حذر اور شرمندہ ہو
اوسیطرح خطرات اور نیّات مذمومہ باطنہ سے بہی محترز اور منفعل ہو
اور ظاہر وباطن میں توبتہ پر مستقیم ہو تاکہ مصداق اس آیہ کریمہ
کا بنجائے افمن ھو قائمٌ علی کل نفس بما کسبت کہ آیا وہ ہر دم
قایم ہے اوپر اوسکے جو اوسنے کسب کیا ہے۔
یہہ مسئلہ کہ معصیت کو یاد رکھنا بہتر ہے یا فراموش کردینا بہتر ہے
مختلف فیہ ہے صوفیائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی
اسمیں اختلاف کیا ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا علی مخدوم گنج بخش
ہجویری ثم لاہوری قدس اللہ تعالےٰ سرہٗ فرماتے ہیں کہ توبہ کے
وصف وصحت میں مشایخ مختلف ہیں سہل بن عبداللہ رحمتہ اللہ

علیہ معہ ایک جماعت کے فرماتے ہین کہ التوبة ان لاتنسی ذنبک یعنے
توبہ یھہ ہے کہ تو اپنے کئے ہوئے گناہونکو نہ بھولے اور ہردم اونکی تشویر
میں رہے تاکہ اگر بہت عمل نیک بھی صادر ہوجائیں تو اونپر عُجب نہو
کیونکہ بدکردار پر حسرت کرنا اعمال صالحہ سے مقدم ہے اور حضرت جنید
باجماعت دیگر رضی اللہ عنہم فرماتے ہین کہ التوبة ان تنسی ذنبک
یعنے توبہ یھہ ہے کہ تو اپنے کئے گناہون کو بالکل بھول جائے اور
فراموش کردے کیونکہ تائب مُحِب ہوجاتا ہے اور محب مشاہدہ کے
اندر رہتا ہے پس مشاہدۂ محبوب میں گناہ کا خیال عینِ جفا ہے لیکن
اختلافات سے نفس توبہ مین کچھہ فرق نہیں آتا ہے بعض طبائع کو
نسیانِ ذنوب مفید ہوتا ہے اور بعض کو یادِ ذنوب موجب مخلصی اور
رفعِ درجات کا ہوجاتا ہے ہر گروہ نے اپنے اپنے احوال کے مناسب فرمایا
ہے واللہ اعلم بالصواب ۔

حضرت امام غزالی علیہ الرحمتہ والغفران احیاء العلوم میں فرماتے ہین
کہ اگر کوئی یھہ کہے کہ ایک تائب تو اپنے گناہ بھول گیا اور اوسکا ذکر
نہیں کرتا اور دوسرے نے گناہونکو پیشِ نظر رکھا ہے اور ہمیشہ اونکو ملاحظہ
کرکے ندامت کی آگ میں جلتا رہتا ہے تو ان دونو میں افضل کون شخص ہے
اسکا جواب یھہ ہے کہ اس باب مین بھی لوگ مختلف قول کہتے ہیں بعض کا
تو قول یھہ ہے کہ توبہ کی حقیقت یہی ہے کہ آدمی اپنے گناہ کو پیش نظر رکھے
اور ندامت تازہ کرتا رہے اور بعض کہتے ہیں کہ توبہ اسکا نام ہے کہ گناہ کو نسیاً منسیا

کردے اور یہہ دو نو قول ہمارے نزدیک درست ہین مگر دو احوال سے
متعلق ہین اور صوفیائے کرام کے کلام میں ہمیشہ قصور پایا گیا ہے کس
واسطے کہ اونمیں ہر ایک کی یہہ عادت ہے کہ صرف اپنے نفس کا حال بیان
کرتے ہیں دوسرے کے حال سے اونہین غرض نہیں ہوتی حالانکہ احوال
کے اختلاف سے جواب بھی مختلف ہوتا ہے اس لئے باعتبار علم کے
یہہ بات صوفیا کی داخل نقصان ہے کیونکہ اشیار کی اصلی حقیقت کا جاننا
افضل و اعلی ہے لیکن اگر ہمت و ارادہ کی نظر سے اون کے قول کو دیکھا
جاسے تو کامل ہے اسوجہ سے کہ جب آدمی اپنے ہی نفس کو دیکھتا ہیگا
تو اوسکو دوسرے کے حال سے غرض نہوگی کیونکہ طریق اسے اللہ اوسکے
حق میں اوس کا نفس ہے اور تمام منازل اوس راہ کے حالات نفس کے
ہیں پس اس خیال سے دوسرے کے حالات کے جاننے کی کچھ ضرورت
نہین اور کبھی بندہ کا راستہ خدا کی طرف سیکھنے سکھانے سے ہوتا ہے
کیونکہ اوسکی طرف راہ بہت ہیں الطرق الی اللہ بعدد الفنس الخلائق
یعنے خدا کی طرف راہ خلائق کی تعداد کے برابر ہین - گو کہ بعض نزدیک ہیں
اور بعض دور در اصل ہدایت میں سب شریک ہیں مگر یہہ خدا کو ہی معلوم
ہے کہ سب سے زیادہ ہدایت پر کون ہے +
ہمارے نزدیک گناہ کا پیش نظر رکہنا اور اوسے مردر دکرنا مبتدی کے حق میں
کمال ہے اسوجہ سے کہ اگر مبتدی اپنے گناہ کو بہول جاوے گا تو اوسے
سوزش اور گذارش بھی اچھی طرح سے نہوگی اسیلئے اوس کا ارادہ بھی

قوی ہوگا اور شوق بہی زیادہ نہ ہوگا اور اگر گناہ کو یاد رکھے گا تو اوسکا
خوف واندوہ مقتضی اسباب کا ہوگا کہ پھر ویسی حرکت نکرے غرضکہ
گناہ کا یاد رکھنا مبتدی غافل کی نسبت داخل کمال ہے اور سالک طریق
کیلئے نقصان ہے اسلئے کہ یاد کرنا بہی ایک شغل مانع راہ چلنے کا ہے
سالک طریق کو سوا راہ طے کرکے منزل مقصود پر پہونچنے کے اور کسی طرف
دہیان بہی نہونا چاہیے -

بیت

کارکن کار بگذر از گفتار	کاندرین راہ کار دارد کار

اگر سالک کی نظر ونمیں پہونچنے کے آثار معلوم ہوں اور انوار معرفت
کے اور تجلیات غیب منکشف ہوجاویں تو وہ اونمیں مستغرق ہوجاےگا
اور پھر اوسے گنجایش نہوگی کہ اپنے پہلے حالات کی طرف منفت ہو-
اسلئے اوس کے واسطے یہہ درجہ کمال کا ہے - اور یہہ بات وہی شخص
جانتا ہے جو طریق اور مقصد اور عایق اور سلوک کے طور کو جانتا ہے
بلکہ ہمارے عندیہ میں تو دوام توبہ کی شرط یہہ ہے کہ آدمی آخرت کی
دولت کو بہت مدنظر رکھے تاکہ رغبت آخرت کی اور بہی زیادہ ہو لیکن
اگر جوان آدمی ہو تو ایسی چیزوں ہیں جنکا نظیر دنیا میں موجود ہو مثلاً
حور وقصور میں بہت فکر نہ کیا کرے کیونکہ اس فکر سے کبھی رغبت حور و
قصور مجازی کی بہی پیدا ہوجاتی ہے حقیقی کی طرف نہیں رہتی بس
مناسب یہہ ہے کہ صرف فکر لذت دیدار الٰہی کیا کرے جس کا نظیر دنیا

میں نہیں اسی طرح گناہ کا یاد کرنا بھی کبھی محرک شہوت ہوجاتا ہے اور مبتدی کو اوس سے نقصان پہونچتا ہے اس وجہ سے گناہ کا بھول جانا مبتدی کے حق میں بھی افضل معلوم ہوتا ہے۔ اور ایسا نہو کہ اس تحقیق کی تصدیق میں کسی کے دل میں اِس وجہ سے تامل ہو کہ حضرت داؤد علیٰ نبینا وعلیہ السّلام نے اپنے گناہ پر گریہ و نوحہ کیا تھا اسلیئے اپنے نفس کو انبیاء کے نفس پر قیاس کرنا بڑی کج فہمی اور غلطی ہے کیونکہ انبیاء اپنے اقوال و افعال میں کبھی اِس درجہ کی کمی کرتے ہیں جو امت کے حال کے لایق ہو اس نظر سے کہ اونکی بعثت امت کے ارشاد کے لیئے ہے تو جس قول و فعل سے کہ امت دیکھکر منتفع ہوسکے وہ اونکو کرنا پڑتا ہے گو کہ اونکے پہلے درجہ سے اسفل تر ہو۔ دیکھو کہ بعض شیوخ نے اپنے مریدونکو طریق ریاضت بتانے اور سکھانے کے لیئے آپ ہی اونکے ساتھہ ریاضت کی حالانکہ اونکو حاجت نہین تھی کیونکہ وہ مجاہدہ اور تادیب نفس سے فارغ ہوچکے تھے مگر اون کا یہہ فعل اِس وجہ سے تھا کہ مرید کو ریاضت سہل ہوجائے اسی بنا پر حدیث شریف میں وارد ہے انی لا اَنسٰی ولکنی اُنسّٰی لِاَشرع یعنے آگاہ ہو کہ میں خود نہیں بھولتا بلکہ بھلا دیا جاتا ہون تاکہ اور ونکے لیئے سند ہوجائے اور ایک روایت میں ہے کہ انما اسھو لاسن میں اس لیئے بھولتا ہون کہ سنت مقرر کردون اس امر کا تعجب نکرنا چاہیئے اِس لیئے کہ امت انہیں انبیا کے سایۂ لطف میں ایسی ہوتی

ہیں جیسے لڑکا اپنے باپ کے ظلِّ عاطفت میں ہوتا ہے یا جیسے مواشی اپنے چروا ہے کے سایۂ حمایت میں ہوتے ہیں باپ جب اپنے پسر کو بولنا سکھاتا ہے تو خود جانتے ہو کہ کیسی اپنی زبان کو توتلاتا ہے چنانچہ ذکر ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام کو جبکہ اونھوں نے چھوہارا صدقے کا اوٹھا کر لڑکپن میں اپنے مونھ میں ڈالا تو ارشاد فرمایا کخ کخ یعنے چھی چھی یہ لفظ بمقابلہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فصاحت کے کچھ حقیقت نہیں رکھتا تھا اور فصاحت آپ کی قاصر نہتی کہ کوئی اور لفظ فصیح چھوہارے پھینکنے اور تھوک دینے کے لئے فرماتے مگر اپنے نور چشم کے سمجھانے کے لئے انکو اوس حال کے مطابق لفظ فرمایا بلکہ حدیث شریف لکلم الناس علی قدرعقولہم یعنے بات کرو لوگوں سے مطابق اونکی عقل اور سمجھ کے ۔

باب ہفتم

در معرفت ذنوب

یہ باب اوس چیز کے بیان میں ہے جس سے توبہ ہوتی ہے اور وہ گناہ ہیں توبہ کے معنے گناہ چھوڑنے کے ہیں اور کسی چیز کا چھوڑنا جب ممکن ہے جب اوسکو جان لیا جاوے اور چونکہ توبہ واجب ہے تو جس چیز سے توبہ کئے درجہ کو پہونچتے ہیں وہ بھی واجب ہوئی پس

ثابت ہوگیا کہ گناہوں کا معلوم کرنا اور پرہیز کرنا بھی واجب ہے - گناہ
اوس چیز کو کہتے ہیں کہ کسی کام کے کرنے یا نکرنے میں مخالفت امر الٰہی
کی پائی جاوے اوس کی تفصیل مقتضی اس بات کی ہے کہ تمام احکام
الٰہی کو ابتدا سے انتہا تک بیان کیا جائے مگر یہہ تکمیل محتاج فرصتِ
کثیر کی ہے لہذا مجملاً و مختصراً جس طرح ابواب ماسبق میں اختصار
پر التزام کیا گیا ہے درج کیا جاتا ہے -
حضرت امام غزالی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ گناہوں کے اقسام باعتبار
بندوں کی صفات کے ہیں اور انسان کے اوصاف اور اخلاق چونکہ
بہت ہیں اونکا بیان کرنا بھی تھوڑا سا کام نہیں مگر انسان کے اوصاف
اور اخلاق جنسے کہ گناہ وجود میں آتے ہیں وہ منحصر چار اوصاف پر
ہیں - ربوبیت - شیطانیت - بہیمیت - اور سبعیت کیونکہ انسانی خمیر اخلاط
مختلفہ سے ہوا ہے اسلیئے ہر ایک خلط انسان میں اپنا اپنا اثر جداگانہ
چاہتی ہے - یعنے جس طرح سکنجبین جو شکر و سرکہ و زعفران سے تیار کیجاوے
اوسکا جزو ہر ایک جدا جدا اثر دکھلائے گا اسی طرح ان چارون صفات
کا اثر جدا جدا ہوتا ہے - ربوبیت کی صفت مقتضی ایسے امور کی ہوتی ہے
جیسے کبر و فخر اور جابر ہونا اور محبت مدح و ثنا اور عزت و تونگری اور محبت
بقائے دوام کی اور ساری خلق میں بلندی چاہنا یہانتک کہ گویا یہہ کہا
چاہتا ہے انا ربکم الاعلےٰ یعنے میں ہون تمہارا رب سب سے اوپر
پس اس صفت سے ایسے ایسے کبیرہ گناہون کا صدور ہوتا ہے کہ

لوگوں کو ان کی کچھ خبر بھی نہیں ہوتی بلکہ انکو گناہوں میں شمار بھی نہیں کرتے حالانکہ یہہ بڑے مہلک اور جڑ اکثر ذنوب کی ہوتے ہیں - دوسری صفت شیطانی سے حسد و سرکشی و حیلہ و مکر اور جھگڑے اور بری بات کا حکم کرنا اور اس میں کھوٹاپن اور نفاق و بدعت کی طرف بلانا اور گمراہی داخل ہیں تیسری صفت بہیمیت کی ہے اوس سے شدت حرص و طمع اور شہوت شکم و شرمگاہ اور اسی کی شاخ زنا و اغلام و سرقہ اور مال یتیم کا کھا جانا اور شہوت کے واسطے مال حرام کا جمع کرنا ہے - چوتھی صفت سبعیت کی ہے اور اوس سے غضب و کینہ اور لوگوں پر مار پیٹ اور گالی سے چڑھ جانا اور قتل کرنا اور کسی کا مال ضائع کرنا پیدا ہوتے ہیں اور اس میں بھی کئی گناہ متفرع ہیں - اور فرماتے ہیں کہ اصل پیدایش میں یہہ چاروں صفات بتدریج آتی ہیں سب سے پہلے صفت بہیمی غالب ہوتی ہے اوس کے بعد صفت سبعی ظاہر ہوتی ہے اور یہہ دونو جمع ہوکر عقل کو مکر اور فریب اور حیلہ میں لگاتی ہیں اور اسی سے صفت شیطانی کا زور ہوجاتا ہے پھر سب سے آخر میں صفات ربوبیت یعنے فخر اور تعلی اور عزت اور کبریائی خواہش اور سب لوگوں پر حاوی ہوجانے کا قصد اُبھر آتا ہے غرضکہ مبدا گناہوں کا اور منبع عصیان کا یہی چار باتیں ہیں پھر اُن میں سے اعضاء پر گناہ پھیل جاتے ہیں تو بعض گناہ متعلق بدل ہیں مثلاً کفر و بدعت اور نفاق اور لوگوں کی برائی دل میں رکھنی وغیرہ اور بعض متعلق بہ چشم و گوش اور بعض متعلق بہ شکم و شرمگاہ اور بعض متعلق بدست

دیا اور بعض متعلق تمام بدن سے ہیں اور چونکہ یہہ واضح ہیں اِس لئے اُنکی تفصیل کی کچھ ضرورت نہیں۔

گناہوں کی دو قسم ہیں ایک وہ جو خدائے تعالےٰ کے اور بندے کے درمیان ہیں اور دوسرے وہ جو بندوں کے حقوق سے متعلق ہیں پس جو گناہ حقوق خدائیتعالےٰ کے متعلق ہیں وہ تو ایسے ہیں جیسے نماز و روزہ اور دیگر واجباتِ خاص کا ترک کرنا اور چھوڑ دینا اور جو حقوق عباد سے متعلق ہیں وہ ایسے ہیں جیسے زکوٰۃ ندینا اور کسی کو قتل کرنا اور کسی کا مال چھین لینا اور گالی دینا۔ الحاصل جو شخص کسی غیر کا حق لیتا ہے یا اوسکے نفس کو یا جزو کو یا اوسکے مال کو یا آبرو کو یا دین کو یا جاہ کو لیا چاہتا ہے اور دین کا لینا اس طرح ہے کہ بہکا کر بدعت کی طرف راغب کرے اور گناہوں کی طرف مائل کرے اور ایسے اسباب کا باعث ہو کہ جنسے اللہ پر جرأت کرنے لگے جیسے بعض واعظوں کا دستور ہے کہ رجا کی جانب کو خوف کی جانب پر اتنا غلبہ دیتے ہیں کہ آدمی گناہ پر دلیر ہو جاتا ہے۔ غرضکہ جو گناہ بندوں کے متعلق ہیں اون میں بہت دشواری ہے اور جو خدا کے اور بندے کے درمیان ہیں بشرطیکہ شرک نہوں اون میں عفو کی توقع زیادہ ہے چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ الدواوین ثلاثۃ دیوان یغفر و دیوان لا یغفر و دیوان لا یترك یعنے نامہ اعمال تین ہیں ایک بخشا جائے گا اور ایک بخشا نہیں جائے گا اور ایک چھوڑا نجائے گا

پس دیوانِ اول سے مراد اون گناہوں کی ہے جو بندے کے اور خدا کے درمیان ہیں اور دیوانِ ثانی سے مراد شرک کی ہے اور دیوانِ ثالث سے مقصود حقوقِ عباد کا ہے کہ اوسکی نسبت ضرور باز پرس ہو گی تا آنکہ معاف کئے جاویں - دیوانِ اوّل کے گناہ جو بندے اور خدا کے درمیان ہیں یعنے تارک صوم وصلواۃ ہونا اور منہیات سے اجتناب نکرنا اور اوامر کے امتثال میں قاصر رہنا پس یہہ ذنوب توبہ سے بخشے جاوینگے لیکن دیوانِ ثانی جس سے مراد شرک ہے گناہِ عظیم ہے جو ہرگز بخشا نہ جائے گا اور اسی گناہ کا میدان ایسا وسیع ہے کہ اس سے محفوظ رہنا اور بچنا کلی طور پر بہت ہی مشکل ہے مگر شرع شریف علی صاحبہا صلوٰۃ اللہ والسلام الی یوم القیام نے دو اقسام میں شرک کو منقسم فرما کر بہت سہولیت اس میدان کے طے کرلینے کے لئے فرما دی ہے ورنہ کوئی ٹھکانا نہیں تھا اس میدان سے ایمان سلامت لیکر گذر جانا کسی خاص خاص کے نصیب ہوتا شرک جلی میں جس قدر امور درج ہیں اون سے ہر ایک ایماندار بچ سکتا ہے اور جن امور سے محفوظ رہنا محال ہے اونکو شرک خفی میں داخل کیا ہے شرک ایسی بُری بلا ہے کہ اُس کا مارا ہوا کبھی بخشا نہیں جائے گا - حق تعالے فرماتے ہیں لا یشرک بعبادتہ ربہ احدا الا اور شرک سے کلی طور پر محفوظ اور منقطع اولیائے کرام اور انبیا علی نبینا وعلیہم السلام کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا ہے ہم لوگ تو دن رات اسمیں گرفتار ہیں اگر ہم دیدۂ عبرت اور نظر انصاف سے دیکھیں تو پھر معلوم

ہو کہ کس قدر دور توحید سے ہم پڑے ہیں ہمارا نفس کیا بنا ہوا بیٹھا ہے اور یہی وہی نفس ہے جسکی شان میں حق تعالےٰ نے فرمایا ہے - اخذ الٰهه هواه یعنے پکڑا اوس نے ہوائے نفس اپنی کو معبود اپنا اور اسواسطے اس کی مخالفت کرنے کا حکم بتاکید فرمایا ہے ونهی النفس عن الهوی فیضلك عن سبیل الله یعنے خالی کر اپنے نفس کو خواہشات سے کہ وہ راہِ خدا سے بہکانے والی ہیں اور ہم شب و روز اور ہر لحظہ و ہر ساعت اوسی کی پیروی کرتے ہیں اور اوس کی خواہشات کے بہم پہونچانے میں مستغرق ہیں - بظاہر ہم یہہ کہتے ہیں کہ اصنام کی پرستش شرک ہے یہہ نہیں جانتے اور نہیں سمجھتے کہ ہزاروں بت ہمارے اندر موجود ہیں اور ہمارا دل نہیں بلکہ بت خانہ ہے ہمارا خواہشاتِ نفسانی کی پیروی کرنا بھی ایک شرکِ خفی ہے - حضرت مولانا جامی رح فرماتے ہیں

تیغ لا برکش کہ آن معبودِ تست	غیر حق یکذرہ کان مقصودِ تست

زبان سے کہہ دینا اور دعوے کرنا تو آسان ہے کہ ہم خدا کے بندے ہیں مگر نظرِ انصاف سے اگر دیکھیں تو یہہ دعوے محض لاطائل ہے ہمنے سیکھے سکھائے سنے سنائے کہدیا کہ ہم خدا کے بندے ہیں یہہ نہیں جانتے کہ بندۂ خدا ہونا بڑا مشکل ہے سچ پوچھو تو اصلی معنوں میں بندۂ خدا انبیا صلوٰۃ اللہ علیہم ہیں یا اولیاے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں اونکا دعوے انی عبد الله برحق اور درست ہے - بروئے پیدائش تو ضرور ہم بھی خدا کے بندے ہیں لیکن بروئے اعمال ہم بندۂ نفس ہیں

جس کی تابعداری اور رضامندی کے لئے دن رات مصروف ہیں بلکہ خدا کو بھی کسی نفسانی احتیاج یا ضرورت کے موقعہ پر ہی یاد کرتا ہیں ورنہ کس کا خدا اور کس کی بندگی العظمۃ اللہ والعیاذ باللہ حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے

بیت

آن بود ابلہ ترین مردمان
وانکہ پندار آن تاریک راے
ہر کہ او را نفس تو سن رام شد

گر پئے نفس و ہوا باشد دوان
خواہد آمر زیدنش آخر خدائے
از خردمندان نیکو نام شد

اور حضرت مولانا عبد الرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

بیت

تو کہ از دین و خرد ہر دو بری
دزدی و راہ زنی بہتر ازین
تف بر آں صورت و سیرت کہ ترا است
این چہ صوفی گری و درویشی است
نفس را حلقہ حلقوم بری

بہ شمشیر و بشہوت بخوری
کفن از مردہ کشی بہتر ازین
تف بر آن عقل و بصیرت کہ ترا است
نے مسلمانی و کافر کیشی است
بہ کہ زین لقمہ وز قوم خوری

ایک حدیث قدسی میں مذکور ہے کہ اللہ تبارک و تعالےٰ فرماتا ہے کہ جب بندہ اپنی شہوت کو ہماری طاعت پر مقدم سمجھتا ہے تو اوس کی ادنیٰ سزا یہ ہے کہ ہم اوسے اپنی مزیدار مناجات سے محروم کر دیتے ہیں اور ابو عمرو بن علوان رح سے ایک قصہ منقول ہے سارا قصہ تو بڑا

طول وطویل ہے الاخلاصہ اوس کا یہہ ہے کہ ایک روز میں نماز پڑھ رہا تھا
کہ اثنائے نماز مین میرے دل کو خواہش ہوئی اوس کی سوچ بہت دیر
تک کئے گیا یہانتک کہ اوس سے خواہش غلام کی پیدا ہوگئی دوزراً
میں زمین کے اوپر گر پڑا اور میرا تمام بدن سیاہ ہو گیا لوگوں کی شرم
سے میں تین روز گھر میں چھپا رہا اور بدن کو صابون سے حمام میں
جاکر دہوتا مگر سیاہی بڑہتی گئی تین دن کے بعد خودبخود رنگ صاف
ہو گیا پھر جب حسب الطلب حضرت جنید رحمۃ اللہ کی خدمت میں موضع رقعہ
سے بغداد میں حاضر ہوا اور اون کے روبرو گیا تو فرمایا کہ تجھے شرم نہ
آئی کہ خدا کے سامنے کھڑا ہے اور تیرا نفس ایسی شہوت میں ڈوبا کہ تجھے
مغلوب کرکے حضور الٰہی سے نکال دیا اگر میں تیرے لئے دعا نکرتا اور تیری
طرف سے استغفار نکرتا اور جناب الٰہی میں تائب نہوتا تو خدا کے سامنے تو اوسی
کالے موںھ اور کالے رنگ سے جاتا۔ اب جاننا چاہئیے کہ آدمی جو گناہ کرتا ہے
تو اوس کا چہرۂ دل سیاہ ہوجاتا ہے اور اگرچہ مسخ ظاہری صورت کا دنیا
میں نہیں ہوتا مگر باطن میں مسخ بھی ہوجاتا ہے اور قیامت کو بھی اوسی
صورت میں اوٹھایا جاوے گا پس اگر نیک بخت ہوتا ہے تو سیاہی
ظاہر بدن پر بھی معلوم ہونے لگتی ہے تاکہ وہ اپنی حرکت سے باز رہے
اور اگر بدبخت ہوتا ہے تو سیاہی اندر ہی اندر رہتی ہے یہانتک کہ تمام باطن سیاہ
ہوکر مستوجب آتش کا ہوجاتا ہے۔
خدا کے بندے وہی ہیں جنھوں نے نفس کی طرف سے آنکھیں بند کرکے

حق تعالےٰ کی رضا و خوشنودی کے واسطے ورع و تقویٰ اختیار کیا ہوا ہے اور ہر وقت نفس کو حق تعالےٰ کی طاعت و بندگی میں لگائے رکھتے ہیں بہت محنت لینے کے بعد طاقت طاعت کے قایم رکھنے کے لئے قوتِ لایموت دیدیتے ہیں اور اوسے حق سے زیادہ لینے اور خطوظ کی حدود میں جانے سے روک لیتے ہیں بلکہ مناسب اوس کے حال کے زجر بھی کرتے ہیں اُنصاحبون کے اگر احوال تحریر کئے جائیں تو علیحدہ دفتر بنتا ہے شایقین کو دیکھنے کے واسطے کثیر التعداد کتب میں اون حضرات کے احوال ملسکتے ہیں۔ فقیر نے بھی کسی قدر حالات حضرات ممدوح کے اردو ترجمہ و شرح کتاب مستطاب فتوح الغیب میں لکھے ہیں۔ یہہ حضرات ہماری طرح نفس کے بندے نہیں ہیں وہ خاص بندگان خدا سے عزوجل کے ہیں جو نفس کو خدا کا دشمن اور نافرمان جانکر خدا کیجانب سے اوس کے ساتھ مقاتلہ اور محاربہ کرکے اوسے مغلوب اور منقاد احکام الٰہی کا بنا لیتے ہیں اور لوث شرک سے کلی طور پر پاک و صاف ہوجاتے ہیں اور شرک کی نجاست سے محفوظ ہوتے ہیں۔ یہ کام ہر ایک کا نہین لیکن جہانتک ہوسکے شرکِ جلی اور شرک خفی سے بچنا چاہئے کہ یہہ وہ گناہ عظیم ہے جو کبھی بخشا نہیں جائے گا۔

تیسرا دیوان وہ ہے جو متعلق بحقوق عباد ہے اور وہ تا آنکہ وہ شخص جسکے حق میں کوئی گناہ صادر ہوا ہو نہیں بخشے گا حق تعالےٰ درگذر نفرمائیگے مثلاً قتل ناحق یا حق کسی کا مال لینا اور غیبت و بہتان و دشنام دینا یا بدگوئی کرنا اور کسی کو کافر کہنا بس جس قدر کسی کا حق مالی ہے اوسے

ادا کرے یا اوس سے معاف کرائے اور غیر مالی میں مدعی کے روبرو اپنے آپ کو جھوٹھا ٹھرائے اور اوس سے معافی لے اور اگر مدعی سے کسی ایذا کا اندیشہ ہو اور اوس پر ظاہر نکر سکتا ہو تو مجملاً معاف کرائے اور اگر مدعی حاضر نہو تو اوس کے قایم مقام سے عفو کرالے ورنہ خدا تعالےٰ کی طرف رجوع کرے اور گریہ وزاری اور عجز وانکساری کرے اور صدقہ کثیر دے تاکہ حق تعالےٰ اپنے خزانۂ رحمت سے مدعیان کو اجر و نعمات عطا فرماکر اون کو رضامند کرادے اور اُن کے دلون کو نرم کرکے معاف کرادے۔ حضرت رسالت آب صلی اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ وسلم نے آخری بیماری کی حالت میں سب لوگون کو مطلع اور آگاہ کردیا کہ جس کسی کو ہم سے کوئی مالی یا غیر مالی معاوضہ اور بدلا لینا ہو وہ حاضر حضور نبوی میں ہوکر اسوقت لے لے تاکہ کل بروزِ حشر ہمکو معاوضہ اور بدلا دینا نہ آئے اوس ہادی حقیقی کی یہ ہدایت اور اُس اوستاد کامل کا یہ سبق اور اوس رحمۃ للعالمین کا یہ عمل و فعل فلاح دارین اور سعادتِ کونین کے حصول کے واسطے ہمارے لئے کافی ہے۔ اتباع حق تعالےٰ ہمارے نصیب کرے ۔

شرع نبوی علے صاحبہا صلواۃ اللہ وسلامہ نے گناہون کو دو اقسام میں منقسم فرمایا ہے یعنی کبیرہ و صغیرہ اس لئے ان کی تفصیل اور تشریح علیحدہ علیحدہ فصلون میں ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے +

در کبائر

مخفی نہ رہے کہ علما کا کبائر میں اختلاف ہے بعض تو کبائر تین کہتے ہیں اور بعض چار اور بعض کے نزدیک سات اور بعض کے نو اور بعض کے قول سے گیارہ ہیں۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ کبائر سات ہیں اور ستر کے نزدیک ستر ہیں علماء فرماتے ہیں کہ جو خدا کے منہیات ہیں وہی کبائر ہیں اور بعض کا قول ہے کہ کبائر مبہم ہیں کیونکہ اُن کا شمار نہیں ہو سکتا اور مانند شب قدر اور ساعت قبولیت دعا روز جمعہ کے ہیں جو بجز کوشش بلیغ کے معلوم نہیں ہو سکتے اور مبہم اسلئے ہیں کہ لوگوں کو خوف سخت پیدا ہو کر ہر قسم کے گناہوں سے تارک رکھے یعنے یہ خیال کرکے کہ شاید یہی گناہ کبیرہ ہے وہ ہر گناہ سے بچ جاویں۔ بعض کے نزدیک جس گناہ پر حق تعالے نے آتشِ دوزخ کا وعدہ کرلیا ہے وہی کبائر ہیں اور بعض کے نزدیک وہ گناہ جن پر دنیا میں حد واجب اور لازم ہو کبیرہ ہیں بعض علما نے کبائر جمع کرکے فرمایا ہے کہ سترہ ہیں چار دل کے متعلق ہیں جن میں سے اول گناہِ کبیرہ خدا تعالے و تقدس سے شرک کرنا ہے جس سے مراد مطلق کفر کی ہو دوم کسی گناہ پر مداومت کرنا۔ سیوم

خدا کی رحمت سے نا امید ہونا اور چہارم حق تعالے کے عذاب سے بیخوف اور امین
ہو جانا اور چار گناہ متعلق بزبان ہیں اوّل جھوٹی گواہی دینا دوّیم کسی
پارسا پر زنا کا الزام لگانا سیوم جھوٹی قسم کھانا۔ جھوٹی قسم سے
یہہ مراد ہے کہ اُس سے جھوٹی بات کو سچا بنا دینا یا حق بات کو جھوٹ
بنا دینا یا کسی مسلمان کا مال جھوٹی قسم سے قطع کر لینا خواہ اراک کے
درخت کی مسواک کے برابر ہی وہ مال ہو چہارم جادو کرنا اور تین گناہ
متعلق بہ شکم ہیں اوّل پینا شراب اور ہر مست کرنے والی چیز کا دوّیم کھانا
مال یتیم کا ظلم کے ساتھہ سیوم کھانا ربا یعنے سود کا باوجود معلوم ہونے
اس امر کے کہ یہہ ربا ہے اور دو گناہ متعلق بہ شرمگاہ ہیں یعنے زنا اور
لواطت اور دو متعلق دونو ہاتھہ کے ہیں خون ناحق اور چوری کرنا اور
ایک گناہ متعلق پیروں کے ہے اور وہ بھاگنا ہے کفار کے ساتھہ
جنگ کرنے کے وقت یعنے بھاگنا اُن کے مقابلہ میں ایک کا یا بیس۲ کے
مقابلہ میں دس کا یا دو سو کے مقابلہ میں سو کا اور ایک گناہ متعلق تمام
جسم کے ہے اور وہ عقوق والدین ہے عقوق والدین یہہ ہے کہ اگر
وہ تجھے قسم کھاتیں اور تو اُن کی قسم کو پورا نکرے یا گالی دینے پر تو
اُن کو مارے یا جو شے وہ تجھ سے مانگیں تو نہ دے یا اُن کو بھوک
میں تو کھانے کو نہ دے۔ حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ والغفران فرماتے
ہیں کہ بعض کا قول ہے کہ صغیرہ کوئی گناہ نہیں بلکہ جس میں مخالفت
امر الٰہی کی ہوگی وہی کبیرہ ہے مگر فرماتے ہیں کہ یہہ قول ضعیف ہے

کیونکہ وجود گناہ صغیرہ کا کلام اللہ اور حدیث سے ثابت ہے چنانچہ حق تعالےٰ
وتبارک فرماتے ہیں کہ ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ نکفر عنکم
سئیا تکم وندخلکم مدخلا کریما یعنے اگر تم بچوگے بُری چیزوں سے
جو تم کو منع ہوئی ہیں تو ہم اوتار دینگے تم سے تمہاری تقصیریں اور
داخل کرینگے ہم تمکو عزت کے مقام میں اور دوسری جگھ فرمایا ہے
کہ یجتنبون کبائر الاثم والفواحش الا اللمم یعنے بچتے ہیں بڑے
گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے مگر کچھ آلودگی اور حدیث شریف
میں ہے کہ الصلواۃ الخمس والجمعۃ الی الجمعۃ یکفرن ما بینہن
ان اجتنبت الکبائر یعنے پانچوں نمازیں اور جمعہ کی دوسرے
جمعہ تک دور کرتی ہیں اُن گناہوں کو جو اُن کے درمیان ہوں
اگر اجتناب کئے جائیں بڑے گناہ اور دوسری روایت میں ہے کفارات
لما بینہن الا الکبائر کفارہ ہیں یعنے دور کرنے والی ہیں بیچ کے گناہوں
کو سوائے کبائر کے یعنے پانچوں نمازیں اور جمعہ کی نماز دوسرے جمعہ تک
جسقدر گناہ اُن کے درمیان صادر ہوں دور کرنے والی ہیں سوائے
کبیرہ گناہوں کے اور نیز حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے
عمر بن العاص روایت کرتے ہیں کہ الکبائر الاشراک باللہ وعقوق
الوالدین وقتل النفس والیمین الغموس یعنے بڑے گناہ شرک کرنا
اللہ تبارک وتعالےٰ سے اور نافرمانی ماں باپ کی اور قتل کسی آدمی
کا ناحق اور جھوٹی قسم ہیں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے

پوچھا گیا کہ کبائر کتنے شمار میں ہیں تو آپ نے فرمایا کہ سورۂ لنسار کو شروع
سے پڑھو اور تیس آیت تک پڑھتے جاؤ یہاں تک کہ یہہ آیت آجاوے
ان تجتنبوا کبائر ما تنہون الخ تو جتنے گناہ خدائے تعالے نے
اس سورہ میں شروع سے اس آیت تک منع فرمائے ہیں وہ سب کبیرہ ہیں
واضح رائے بیضا ضیائے ناظرین ہو کہ غموس کے معنے غوطہ دینے والے کے
ہیں گویا جھوٹی قسم اپنے مرتکب کو دوزخ میں غوطہ دیتی ہے - یہہ تعداد
سترہ کی جو بموجب اقوال حضرت ابن عباس اور ابن مسعود اور ابن عمر
رضی اللہ عنہم سے جمع کرکے اوپر مذکور ہوئے ہیں اگرچہ قریب تو ہے
مگر تشفی بخش نہیں کیونکہ اس میں کمی اور بیشی بھی ہو سکتی ہے مثلاً
اس قول کے روسے سود کھانا اور یتیم کا مال کھانا گناہ کبیرہ ہے اور یہہ
گناہ متعلق بمال ہے اور گناہ متعلق بہ نفس سے صرف قتل کو کبیرہ لکھا ہے
آنکھ کا پھوڑنا اور ہاتھ یا پاؤں کا کاٹنا یا کسی اور عضو کا کاٹنا وغیرہ
اقسام عذاب اہل اسلام کو پہونچانے کی بابت نہیں لکھا ہے اسی طرح
یتیم کا مارنا یا اوس کو عذاب دینا بلاشک گناہ کبیرہ ہیں بہ نسبت
یتیم کے مال کھانے کے - علاوہ برآن حدیث شریف میں گناہ کبیرہ
اُسکو بھی لکھا ہے کہ ایک گالی کے عوض دو دے یا کسی مسلمان کی آبرو
مین دست درازی کرے اور یہہ تہمت زنا سے علاوہ بات ہے اور
حضرت ابوسعید خدری وغیرہ اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کا قول
ہے کہ تم لوگ ایسے عمل کرتے ہو جو تمہاری نظروں میں بال سے

زیادہ باریک ہیں مگر ہم لوگ اُن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
عہد مبارک میں گناہ کبیرہ سمجھتے تھے اور بعض لوگوں کا یہ قول ہے
کہ جو گناہ آدمی عمداً کرے وہ کبیرہ ہے اور جو خدا تعالےٰ نے منع فرما
دیا ہے وہ کبیرہ ہے - بہرحال جبتک کبیرہ کے اصلی معنے معلوم ہونگے
اوسوقت تک حکم نہیں لگایا جا سکتا جب کبیرہ کے معنوں سے آگاہی
ہو جائے کہ کبیرہ سے کیا مراد ہے اُس وقت وہ معلوم کرے گا کہ یہ
کبیرہ ہے یا نہیں مگر لفظ کبیرہ لفظاً مبہم ہے لغت میں خواہ شرع مین
اُس کے واسطے کوئی معنے خاص نہیں کیونکہ کبیرہ اور صغیرہ امور اضافی
میں سے ہیں - ایک گناہ ہے کہ وہ بعض کی نسبت کبیرہ ہو سکتا ہے اور
بعض کی نسبت صغیرہ کا حکم رکھتا ہے یعنے اگر اوس کے درجہ کی جانب
اعلےٰ کو دیکھو گے تو وہ چھوٹا معلوم ہوگا اور اگر اوس سے کمتر کو دیکھو گے
تو بڑا معلوم ہوگا مثلاً غیر عورت کے ساتھ لیٹنا زنا کی نسبت سے کم ہے
اور صرف آنکھ سے دیکھنے کی بہ نسبت زیادہ اور مسلمان کا ہاتھ کاٹنا
مارپیٹ کی نسبت سے زیادہ اور قتل کی نسبت سے کم ہے -

علاوہ بر این اصطلاح میں کچھ مضایقہ نہیں ہو سکتا ہے کہ کوئی ایسے
گناہوں کو جن پر وعید عذاب دوزخ ہے کبیرہ کہے اور وجہ بیان
کرے کہ آتش دوزخ کی چونکہ سزا بڑی ہے اس سلئے وہ گناہ کہ جس
سے یہ سزا ملے وہ بھی بڑا ہوا یا یون کہے کہ جو گناہ موجب حد ہیں وہ
کبیرہ ہیں اسوجہ سے کہ جو سزا دنیا میں اُن پر ملتی ہے وہ واجبی اور

بڑی سزا ہے یا یون کہئے کہ جو گناہ قرآن مجید میں مذکور ہیں وہ کبیرہ ہین
اسلیئے کہ اُن کے ذکر کی تخصیص قرآن مجید میں ہونی اُن کی عظمت کی
دلیل ہے۔ پھر بھی اُن کی عظمت اور بڑائی میں بھی فرق اضافی ہوگا
کیونکہ کلام مجید کی منصوص چیزون میں تفاوت درجات موجود ہے اور
کبیرہ کی تعریف میں جو اقوال صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہیں وہ
بھی کچھ ایسے ہی ہیں جیسے یہہ اقوال بیان ہوئے ان احتمالات پر اُن کا
مطابق کرنا بعید نہیں چونکہ آیات قرآنی اور حدیث نبوی کی تعمیل کے
لئے معنے کبیرہ کے معلوم کرنے نہایت ضروری ہیں ورنہ تعمیل حکم کس
طرح ہوگی پس اسباب میں تحقیق طلب یہہ امر ہے کہ باعتبار شریعت کے
گناہوں کی تین قسم ہیں اوّل وہ جن کا بڑا ہونا معلوم ہے دوسرے
وہ جو صغیرہ میں شمار ہیں تیسرے وہ کہ اُن میں حکم شرعی کچھہ نہیں
معلوم ہوتا تو ایسے مشکوک اور مبہم گناہ کے دریافت کرنے کے
لئے کسی تعریف جامع اور مانع کے ملنے کی توقع کرنا امر ناممکن کا طمع
کرنا ہے کس لئے کہ یہہ بات اُسوقت ممکن تھی جب آنحضرت صلے اللہ
علیہ و آلہ وسلم سے اسباب میں کچھہ وارد ہوتا یعنے آپ ارشاد فرما
دیتے کہ ہماری غرض کبائر سے دس یا پانچ چیزین ہیں اور پھر اُن کی
تفصیل بھی فرما دیتے کہ یہہ ہیں لیکن اس طرح چونکہ نہیں ہوا بلکہ
بعض روایات میں کبائر کا شمار تین اور بعض میں سات واقع ہے
اور پھر یہہ وارد ہے کہ ایک گالی کے بدلے دو گالیان دینی

منجملہ کبائر کے ہے حالانکہ یہہ نہ اُن تین میں داخل ہیں نہ سات میں پس
اِس سے معلوم ہوگیا کہ آپکو اس کا حصر کسی شمار خاص میں کرنا منظور نہیں
تھا پھر جب شارع ہی نے اُس کی تعداد معین نفرمائی ہو تو دوسرے
شخص کو شمار کا طمع کیسے ہوسکتا ہے شاید شارع صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اُسکی شمار اسواسطے مقرر نفرمائی ہو کہ بندے کبیرہ سے ڈرتے رہیں
اور اُس کے خوف سے صغیرہ پر بھی مبادرت نکریں اور جیسے شب قدر
کو مبہم اس لئے کر دیا ہے کہ لوگ اُس کے لیے محنتیں کریں - ہان
اس قدر تو ہمسے ہوسکتا ہے کہ اجناس اور اقسام کبائر کے تو ٹھیک
ٹھیک بتلا دیں اور اُسکے جزئیات کو غلبہ ظن اور تخمین سے جتا دیں
اور جو سب میں بڑا گناہ کبیرہ ہے اُسکی بھی تعریف کر دیں لیکن جو سب
صغیروں میں چھوٹا گناہ ہے اُسکی تعریف اور اُسکا تبلا دینا نہیں ہوسکتا
اور تقریر اس مطلب کی یہہ ہے کہ ہم کو دلائل شرعی اور انوار بصیرت
دونو سے معلوم ہے کہ مقصود سب شریعتوں کا یہہ ہے کہ خلق کو خدا تعالے
کا قرب میسر ہو اور سعادت دیدار الٰہی حاصل ہو لیکن جبتک وہ لوگ خدائے
تعالے کو اور اس کی صفات اور کتب اور رسل کو نہ پہچانیں گے تب
تک یہہ سعادت اُن کو مل نہیں سکتی اور اسی کی طرف اشارہ اس
آیۃ شریفہ میں ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون
یعنے ہمنے جن وانسان بنائے ہیں اپنی بندگی کے واسطے جن و
انس کی پیدایش سے مقصود یہہ ہے کہ خدا کے بندے ہو رہیں

اور آدمی بندہ اسوقت بنتا ہے جب اپنے مالک کی ربوبیت اور اپنے
آپ کی بندگی پہچانے اور اپنے رب کو اور اپنے نفس کو بھی ضرور
ہی جانے رب کی معرفت کے لئے نفس اپنے کا پہچاننے سے مربوط ہے
من عرف نفسہ فقد عرف ربہ یعنے جس نے پہچانا اپنے نفس کو
اس نے پہچانا اپنے رب کو اسکی بحث بہت بڑی ہے اس مختصر رسالہ
میں گنجایش نہیں مگر اردو ترجمہ اور شرح مقالات فتوح الغیب میں مفصل
درج کیا گیا ہے شائقین ملاحظہ فرماسکتے ہیں بعثت رسل علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ
والسلام سے مقصود اصلی واعلےٰ وعمدہ یہی ہے مگر یہہ مقصود بدون حیات
دنیاوی کے پورا نہیں ہوسکتا اور یہی معنے ہیں اس حدیث شریف کے کہ
الدنیا مزرعۃ الاخرۃ یعنی دنیا کھیتی آخرت کی ہے پس اس سے یہہ بھی
معلوم ہوگیا کہ دنیا کی حفاظت بھی دین کی تبعیت میں مقصود ہے
اس لئے کہ دنیا وسیلہ دین کا ہے اور جو چیز دنیا میں سے متعلق بآخرت
ہے وہ دو چیزین ہیں ایک جان دوسرے مال تو مقصود اصلی کے پہونچنے
کے لئے تین چیزون کا حفظ مراتب ضرور ہوا اول معرفت الٰہی کی حفاظت دون لو
پر دوم جان کی حفاظت بدنو اپنے سوم مال کی حفاظت لوگون کے پاس اور
انہیں چیزوں پر تفریق گناہون کی بھی ہے یعنے سب سے بڑا گناہ کبیرہ
وہ ہے جو معرفت الٰہی کا مانع ہو اور اس سے کمتر وہ ہے جو جان میں کسی کے خلل
انداز ہو اور اس سے کمتر وہ ہے جس سے باب معیشت کہ اوسی پر مدار حیات ہے بند کیا جائے
اور یہہ تینون باتیں ایسی ہیں کہ کسی ملت و مذہب میں ان میں اختلاف نہیں ہوسکتا

در صغائر

گناہ ہائے صغیرہ کی تعداد کثیر ہونے کے سبب سے شمار نہیں ہو سکتا
اور کسی طریق سے اُن کی معرفت کی تحقیق نہیں ہو سکتی اور نہ اُن کا
حصر اور ضبط کیا جا سکتا ہے لیکن گواہان شرع مبین جو آیات و احادیث
ہیں اور نورِ باطن سے دریافت ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ مقصود ہر شرع کا یہ ہے
کہ خلق کو حق تعالے و تقدس کی نزدیکی اور ہمسائگی کی طرف لیجائے ترک
ذنوب سے چنانچہ فرمایا حق تعالے نے وذروا ظاہر الاثم وباطنہ معہ
یعنے چھوڑ دو ظاہری اور باطنی گناہوں کو (اور وہ کیا ہیں) نظر کرنا کسی
خوبرو کی طرف خواہ عورت ہو یا مرد اور بوسہ دینا یعنے مونھ چومنا اور
ہمخواب ہونا اوس سے بے آنکہ جماع کرے اور مسلمان بھائی کو گالی دینا
اور شتم یعنے الزام لگانا جو بغیر الزام زنا کے ہو اور اوسے پٹینا اور
اُسکی غیبت کرنا اور عیب چینی کرنا اور جھوٹ بولنا وغیرہ ہمچو قسم جسکی
شرح بہت طول ہے پس جب آدمی مومن تائب ہو جاتا ہے کبائر سے
تو صغائر میں داخل ہو جاتا ہے اس کے ضمن میں حسب قول حق تعالے
جلقدرہ کے ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ نکفر عنکم سیاٰتکم
الآیہ لیکن چاہیئے کہ آدمی اپنے نفس کو انکا طمع نہ دے بلکہ توبہ میں

کوشش کرے اور تمام گناہون سے کیا کبیرہ اور کیا صغیرہ سب سے
بچے جیسے کہ شاعر نے کہا ہے کہ چھوڑ دے اور ترک کر دے کل کبیرہ
وصغیرہ گناہوں کو پس تقویٰ ہے تو یہی ہے اور اس پا پیادہ زمین
پر چلنے والے مسافر کو چاہیے کہ خوف کرے اور چھوٹے بڑے خار سے
جو راہ میں اُسے نظر آئیں پرہیز کرے اور کسی صغیرہ گناہ کو حقیر نہ جانے کیونکہ
پہاڑ سنگریزون کے ہی ہوتے ہیں اور حضرت انس بن مالک
رضی اللہ عنہ سے ہے کہ فرمایا حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے ایک بار ایسے ایک جنگل کے میدان میں جہاں نام کو بھی کوئی
درخت یا لکڑی نہیں تھی نزول اجلال فرمایا معہ اپنے اصحابؓ کے اور
ارشاد فرمایا لکڑیان جمع کرو اونہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ اس مقام پر کوئی لکڑی یا لکڑی کی جنس
بھی نظر نہیں آتی جمع کہاں سے کریں تو آپؐ نے فرمایا کہ کسی شے کو
جو تم لو تو حقیر مت سمجھو پس ان میں سے ایک مرد نے جمع کرنا شروع
کر دیا جو کچھ ملتا گیا یہاں تک کہ بعض نے ملکر ایک عظیم تودہ
جمع کرکے بنا لیا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے
فرمایا اپنے رفقا اور یاران کو کیا تم نے نہیں دیکھا ہے کہ اسی
طرح سے خورد اور حقیر نیکی اور بدی کا یہی حال ہوجاتا ہے تا آنکہ گناہ
صغیرہ صغیرہ کے ساتھ اور کبیرہ کبیرہ کے ساتھ ضم ہوجاتے ہیں
اور خیر کے ساتھ خیر اور شر کے ساتھ شر ملجاتے ہین اور مشہور ہے

قول کہ ایک وقت کوئی گناہ بندہ کی نگہ میں صغیرہ نظر آتا ہے اور حق تعالےٰ کے نزدیک وہ کبیرہ ہوتا ہے اور جس وقت بندے کی نگہ میں وہ گناہ بڑا نظر آتا ہے مگر حق تعالےٰ کے نزدیک صغیرہ ہوتا ہے پس ضروری ہے کہ بندۂ مومن کے نزدیک بہت بڑا معلوم ہو ایک صغیرہ گناہ بھی بسبب اوس بندۂ مومن کی بزرگی ایمان اور زیادتی اپنی معرفت اور شناسائی کے چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ فرمایا حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے المومن یری ذنبہ کالجبل فوقہ یخاف ان یقع علیہ والمنافق یری ذنبہ کذباب طائر علی انفہ فاطارہ یعنے بندۂ مومن اپنے گناہ کو پہاڑ کی مانند اپنے اوپر دیکھتا ہے اور ڈرتا ہے اُسکے اپنے اوپر گرنے سے اور منافق اپنے گناہ کو مانند اوڑنے والی مکھی کے اپنی ناک پر بیٹھا دیکھتا ہے جو اوڑا دینے سے اوڑ جاتی ہے اور بعض کا قول ہے کہ وہ گناہ جو نہ بخشا جائے گا۔ بندہ کا یہ کہنا ہے کہ اے کاش جو کچھ مینے کیا ہے مثل اُس کے ہوتا۔ یہ کہنا اُس کا اسلئے ہے کہ اُس نے اوسے سہل سمجھ لیا ہے ایمان کے نقصان اور معرفت کے ضعف اور حق تعالےٰ جل جلالہ کے جلال کے علم کی قلت کی وجہ سے ہے اگر اوسے اس کا علم ہوتا تو اپنے صغیرہ کو بھی کبیرہ دیکھتا اور حقیر کو بھی بڑا جانتا جیسے کہ حق تعالےٰ نے وحی کی اپنے بعض انبیاء کو کہ ہدیہ کی قلت کی طرف نظر نکرو بلکہ ہدیہ دینے والے کی عظمت کی طرف دیکھو اور گناہ کی خوردی کی طرف نہ دیکھو بلکہ اُسکی بزرگی اور کبریائی

کی طرف نظر کرو جسکے روبرو اُس کو ہمراہ لیکر حاضر ہوگے۔ اسیواسطے کہتے ہیں کہ جس کسی کی منزلت اور مرتبت حق تعالےٰ کی جناب میں بڑی ہوگی اُس کے واسطے کوئی صغیرہ نہیں ہوگا بلکہ حق تعالےٰ کے فرمان کی ہر ایک مخالفت اُس کے واسطے کبیرہ ہے۔

بعض صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین نے اپنے صحابہ اور تابعین سے فرمایا کہ اگر تم کوئی کام کرتے ہو اور وہ تمہاری نگہ میں مو یعنے بال سے بھی باریک معلوم ہوتا ہے اسی کام کو ہم رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں جملہ مہلکات سے دیکھتے تھے۔ یہ فہم اُن کا بوجہ قرب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حق تعالےٰ و تبارک جلسلطانہ کے تھا یہاں ثابت ہوگیا کہ جسقدر زمانہ کا بُعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد برکات مہد سے ہوتا گیا اُسی قدر حق تعالےٰ جل شانہٗ کی درگاہِ عزت سے بوجہ کم ہوجانے نور معرفت اور ضیاء علم کے فہم کا بھی بُعد ہوتا گیا فی زماننا جو حال ہے وہ ناگفتہ بہ ہے یہاں یہ بھی ثابت ہوگیا ہے کہ صغیرہ وکبیرہ ہر شخص کی نسبت سے بھی تعلق رکھتے ہیں چنانچہ قول ہے کہ جو گناہ عالم کا بڑا سمجھا جاتا ہے وہ گناہ جاہل کا بڑا سمجھا نہیں جاتا اور عامی سے درگذر کیا جاتا ہے اُس سے جس کے واسطے عارف سے درگذر نہیں کیا جاتا بوجہ اُس تفاوت کے جو ان دونوں میں علم ومعرفت ومنزلت کا ہے عامی کے صغیرہ خواص کے واسطے کبیرہ اور جاہل کے صغیرہ عالم کے واسطے کبیرہ علےٰ ہذا القیاس مقربین کے واسطے تو نہایت ہی خوف ہوتا ہے اُن سے کسی امر کا

خلاف آداب مقام قرب کے اگر موبھر بھی قصور یا کوتاہی کا ظہور ہوجاتا ہے
تو پھر وہی کبیرہ ہوجاتا ہے اُن کے لئے کسی شے کو حق تعالے کا غیر
اور سواد دیکھنا یا اُسکی طرف ذرا سا بھی التفات ہونا شرک ہے اور سخت
گناہ ہے - چنانچہ حضرت سلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ
علیہ کے حالات میں مرقوم ہے کہ جب آپنے اس سرائے فانی سے عالم
بقا کو رحلت فرمائی اور جناب الٰہی میں حاضر ہوئے تو حق تعالے نے
پوچھا کہ اے میرے دوست کوئی شخص جب کسی دوست کے پاس آتا ہے
تو کچھ نہ کچھ تحفہ لاتا ہے تم جو ہمارے پاس آئے ہو کہو کہ کیا تحفہ ہمارے
واسطے لائے ہو آپنے فرمایا کہ میں آپ کی جناب میں تحفہ توحید کا لایا
ہوں حق تعالے نے ارشاد فرمایا کہ لیلۃ اللبن بھی یاد ہے کہ نہیں فوراً
آپنے سر تسلیم جھکا کر سجدہ کیا اور معذرت کی - لیلۃ اللبن کا یہ قصہ ہے
کہ ایکبار آپکو کچھ بدنی عارضہ ہو گیا معالجہ اور تدابیر ضروری عمل میں لائے
گئے دودھ پیا تو فوراً صحت ہو گئی لوگوں نے جب احوال دریافت کیا تو
آپنے یہ فرمایا کہ دودھ سے آرام ہو گیا تمام عمر میں حضرت موصوف
کی زبان حق ترجمان سے صرف ایک ہی یہ کلمہ نکلا تھا جس میں نسبت
غیر کی طرف کی گئی تھی - اگر ہم اپنے احوال کو دیکھیں کہ دن رات ہم
انہیں نسبتوں اور اضافتوں میں مبتلا ہیں اور ہماری نسبت سے یہ گناہ
نہیں مگر مقربین کے لئے گناہ ہے تو معنے اس حدیث کے بخوبی معلوم
ہوجائیں گے - حدیث شریف حسنات الابرار سیئات المقربین یعنے

نیکیاں ابرار اور نیکو کاروں کی مقربین کے لیئے گناہ ہیں اس مسئلہ کی
بحث بہت طول وطویل ہے کسی قدر تقریر اس مسئلہ کے متعلق مقالات
شریف فتوح الغیب کے اردو ترجمہ اور شرح میں لکھی گئی ہے وہاں پر
ملاحظہ فرمایا جاوے - توبہ کا چونکہ اشتمال بہ نسبت عموم خلائق کے ہے
تاکہ لوگ ہر ساعت اور ہر حال میں دامن توبہ کو پکڑیں کہ اُن کا ہاتھ گریبان
حصول تک پہونچ جائے - کافر کفر سے توبہ کریں تاکہ ایمان سے مشرف ہوں
اور عاصی معاصی سے باز آئیں اور مطیع اخلاص کو اختیار کریں اور مومن
ومسلم ذمائم ظاہری سے نکل جائیں اور مجاہدۂ باطنی میں سعی کریں اور
اہلِ سلوک مقامات ادنےٰ سے اعلےٰ پر ترقی کریں اور اصحابِ کشف یقین
کے درجہ کو حاصل کریں - یہہ امر تو مسلم ہے کہ ذنوب سے کوئی فرد بشر خالی
نہیں ہاں مقدار اور نوعیت ذنب میں ضرور مختلف ہوتے ہیں ذنب عوام
اور ہیں ذنب خواص اور ذنب اخص الخواص اور ہیں ذنب اخص الخواص
ذنب انبیا ہے اور ذنب خواص خطرہ خطور ماسوی اللہ کا اور حُبِ جاہ وغیرہ
ہے اور ذنب عوام کا خلاف اوامر اور اقدام نواہی کا کرنا ہے مگر گناہ
اخص الخواص کا جو انبیا ہیں عوام کے گناہوں جیسا نہیں ہوتا نہ خواص
کے گناہ جیسا ہوتا ہے بلکہ اسکا بیان کرنا نہایت اشکال سے ہے اِلاّ
رموز کے ساتھ اس کا اظہار سہل ہے ارباب شریعت اس کے معانی کا
ادراک نہیں کر سکتے اور نہ اس میں انکا کوئی نصیبہ ہے اور اصحاب حقیقت
اس کے حقایق کے علم سے بہرہ مند ہیں اور اس سعادت کے واسطے وہی

لوگ مخصوص ہیں۔

ابیات

نباشد ہر کسے در خورد اسرار	کہ شکر را نیابد کام بیمار
بآنکس می سپنتواں ایں راز گفتن	کہ آرد در دل و جانش نہفتن

اشارہ عین القضات ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کا اسی گناہ کی طرف ہے جس کا ترک کرنا اونہوں نے کفر کہا ہے اور اطاعت اسکی طاعت فرمائی ہے ذنوب الانبیاء وصل الی الحق لانہم یبعثون من حیث الحق فی کل ذنب۔ ابلیس کا گناہ اس کا عشق ہے جو خدا کے ساتھ اوسے تھا اور مصطفےٰ صلے اللہ وآلہ وسلم کا گناہ عشق ہے جو حق تعالےٰ کو آنحضرت کے ساتھ تہا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر۔ اسی گناہ سے عبارت انانیت کی ہے آدم علیہ السلام پر اور آدم کو دو صفات نصیب ہوئی تہیں یعنے اخص بھی اسمیں داخل ہیں اگر وہ گناہ جو مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راہ میں رکھا گیا تھا ایک ذرہ اس میں کا عالمیان پر ڈالدیتے تو سارے عالم کو پہونچ جاتے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسی گناہ کی تمنا کی تھی اور فرمایا تھا کہ کاشکے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم والا سہو وگناہ مجھے نصیب ہوتا نقل محرم راز محمودی اور نیاز ایاز مسعودی کی ہے کہ کوئی گناہ سلطان کی خدمت میں اس سے بالاتر نہیں ہے کہ مجھے اورنگ خصوصیت پر بٹھلاتا ہے اور تحت محبوبیت پر لاتا ہے اور کہتا ہے کہ میرے عشق کا بوستان تجھہ سے سیراب ہوا اور میرے شغف کا گلستاں

تجھ سے پر آب ہوا۔ اس اسرار پر مطلع ہونا ہر کسی بوالہوس کا کام نہیں ہے مگر عارف صاحب اسرار کا ہی کام ہے۔

ابیات

گدائے کوچہ گردے کز گدائے ۔ بود محرم بحرم بادشاہے
بلطفش آنچناں منسوب گردد ۔ کہ از دیگر کساں محبوب گردد
نثار او کند صد تاج و اورنگ ۔ طفیل او کند صد ملک ہوشنگ
ایاز او بود از جاں چو محبوب ۔ عدم داند بہ پیشش جملہ موجود
بدو گوید ز راز دل فسانہ ۔ در آید در نماز عاشقانہ
کہ اے از تو معطر گلشن عشق ۔ و اے از تو منور گلبن عشق
شبستان ہوا تر است از تو ۔ گلستان وفا پیراست از تو
از انجائیکہ افشان راز باشد ۔ بہر دیگر نیاز و ناز باشد
چہ باشد گر دراں بزم معارف ۔ گناہ او بود عین عبادت
شرف آنکس بداند ایں گنہ را ۔ کہ داند ستر ماہیت گنہ را

بیان انکا شرع میں ممنوع بلکہ محفوظ رکھا گیا ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ صغیرہ چند اسباب سے کبیرہ ہوجاتا ہے ان میں سے ایک سبب اصرار و مواظبت ہے اور اسیواسطے یہ قول ہے کہ اصرار کے ساتھ کوئی گناہ صغیرہ نہیں اور نہ استغفار کے ساتھ کوئی کبیرہ حاصل کلام یہ ہے کہ اگر آدمی ایک کبیرہ کر کے باز رہے اور پھر دوسرا کبیرہ نکرسے (اگر یہ ممکن ہو) تو توقع عفو

کی اس صورت میں زیادہ ہے بہ نسبت گناہ صغیرہ کے جس پر مداومت کیجائے اور اس کی مثال یہہ ہے کہ اگر پتھر پر پانی کا ایک ایک قطرہ پے درپے گرتا رہے تو اُسمیں نشان پڑجائے گا اور اگر سارا پانی اُسی مقدار کا جسقدر کہ قطروں میں گراہے ایکدفعہ پتھر پر ڈالدیا جائے تو کچھ نشان نہوگا اسی تاثیر کی جہت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خیرالاعمال ادومہا وان قل یعنے بہتر اعمال کے وہ ہیں جو ہمیشہ کو رہیں گو تھوڑے ہی ہوں۔

ظاہر ہے کہ ہر ایک چیز اپنی ضد سے معلوم ہوتی ہے پس اس حدیث شریف سے پایا گیا کہ عمل دائم گو قلیل ہو نافع ہوتا ہے تو اس سے ثابت ہوگیا کہ بہت عمل جو آدمی ایک ہی بار کرے اس سے دل کی جلا و تطہیر میں کم نفع ہوتا ہے اسی طرح گناہ صغیرہ اگر آدمی دوام کرے تو اُسکی تاثیر دل کو میلا اور تاریک کرنے میں زیادہ ہوگی۔ یہہ تو ماننا ہی پڑے گا کہ گناہ میں اصرار کرنے سے ایمان مفقود نہیں ہوجاتا لیکن ضعف ایمان سے یہہ حرکت ظاہر ہوتی ہے اس لئے کہ یہہ بات ہر ایک ایمان دار مانتا ہے کہ گناہ کرنا سبب خدا سے دوری اور عذاب اُخروی کا ہے پھر جو گناہ میں مبتلا ہوتا ہے تو اُسکے کئی وجوہ ہیں اوّل تو یہہ کہ جس عذاب کا وعید ہے وہ موجود نہیں اور نظر سے غائب ہے اور نفس انسانی کی سرشت اس طور پر ہے کہ اُس کو جسقدر اثر حاضر سے ہوتا ہے اُسقدر غائب سے

نہیں ہوتا اس لیئے موعود چیز کی تاثیر اس پر بہ نسبت حاضر چیز کے ضعیف
ہوتی ہے۔ دوسری وجہ یہہ ہے کہ شہوات جو گناہوں کے باعث
ہوتی ہیں ان کی لذتیں نقد ہیں جو آدمی کے گلے کا ہار ہوتی ہیں اور
اُسکی عادت والفت ہونے سے قوت وغلبہ پاجاتی ہیں اس لیئے کہ عادت
بھی ایک دوسری طبیعت ہوتی ہے اور حال کی لذت آیندہ کے خوف
سے چھوڑنی نفس پر دشوار ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کلا بل
تحبون العاجلة وتذرون الآخرة یعنے کوئی نہیں تم مقدم رکھتے
ہو دنیا کی زندگانی کو اور اسی امر کی سختی حدیث شریف سے بھی ثابت
ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حفت الجنت
بالمکارہ وحفت النار بالشہوات کہ گھیرا گیا ہے بہشت مکروہ
چیزوں سے اور گھر گیا ہے دوزخ خواہشوں سے اور ایک حدیث میں
ارشاد فرمایا ہے کہ حق تعالےٰ نے دوزخ کو پیدا کر کے حضرت جبرئیل
علیہ السلام کو حکم کیا کہ جاکر اُسے دیکھو اونہوں نے دیکھکر عرض کیا کہ
قسم ہے تیری عزت کی جو کوئی اسکا حال سُنے گا وہ کبھی اس میں داخل
نہوگا پھر دوزخ کو شہوات سے ڈہانک کر حکم دیا کہ جبرئیل اب جاکر دیکھو
اونہوں نے دیکھکر عرض کیا کہ قسم ہے تیری عزت کی اب مجھے یہہ خوف
ہے کہ کوئی شخص بھی بدون اس میں داخل ہونے کے نہیں رہے گا
اسی طرح سے جنت کو پیدا کر کے حضرت جبرئیل کو ارشاد ہوا کہ جاکر
دیکھو آپنے دیکھا تو عرض کیا کہ قسم ہے تیری عزت کی جو کوئی اس کا

سن لے گا ضرور ہی اس میں داخل ہوگا پھر جنت کو مکروہات سے ڈھانک کر ارشاد ہوا کہ اب جاکر دیکھو جب جاکر دیکھا تو عرض کیا کہ قسم ہے تیری عزت کی مجھے اب یہ خوف ہے کہ اس میں کوئی بھی داخل نہیں ہو سکے گا - چوتھی وجہ یہ ہی ہے کہ کوئی مسلمان با ایقان ایسا نہیں جس کو یہ اعتقاد نہو کہ گناہ موجب ایسی عقوبت کے نہیں ہوتے جن کا معاف ہونا ممکن نہو پس گناہ کرتے ہیں اور فضل خدا پر بھروسا کرکے اُسکے معاف ہو جانے کی توقع رکھتے ہیں اور پنجم وجہ یہہ ہے کہ گنہگار مومن اکثر توبہ کا ارادہ رکھتا ہے اور اپنی بُرائیوں کو حسنات سے مٹانا چاہتا ہے اور وعدہ بھی شرع میں موجود ہے کہ حسنات سے سیئات دور ہو جاتی ہیں مگر چونکہ طول امل طبیعتوں پر غالب ہوتا ہے اس واسطے وہ ہمیشہ توبہ میں تاخیر کرتا رہتا ہے چھٹا سبب یہہ ہے کہ گناہ کے ارتکاب کا کہ اصل ایمان ہی میں خلل واقع ہو نعوذ باللہ منہا مشکواۃ شریف میں بحوالہ اکثر کتب کے لکھا ہے کہ حق تعالےٰ و تبارک فرماتے ہیں کہ ہمارے اسمائے صفاتی میں سے ایک اسم علیم بھی ہے جسکے معنے جاننے والا ظاہر و پوشیدہ حالات کا ہے جب میرے بندے یہہ جانتے ہیں کہ میں علیم ہوں تو پھر جو وہ مرتکب گناہوں کے ہوتے ہیں تو دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ میرے علیم ہونے پر یقین نہیں رکھتے یا ایسے بیحیا ہیں کہ دیدہ و دانستہ میرے روبرو ارتکاب معاصی کا کرتے ہیں - یہہ امر واقعی نہایت شرم ناک ہے کہ ہم بروقت ارتکاب

معاصی کے اپنے ہم جنسوں سے تو چھپاتے ہیں اور حیا کرتے ہیں حالانکہ ہم
یہہ جانتے ہیں اور ہمیں معلوم ہے کہ جو گناہ ہم کرتے ہیں وہ اُن کا نہیں
بلکہ خدا کا گناہ ہے اور زیادہ سے زیادہ ہمکو ہمارے ہمجنس کے معصیت کے صدور
پر لعنت ملامت کرنے کے بغیر خواہ بالمواجہہ خواہ بغیبت اور کچھہ نہیں کر سکتے
یا اگر کر سکتے ہیں تو خفیف نقصان پہنچا سکینگے یا عارضی سزا دینگے جس
خدا کا ہم گناہ کرتے ہیں اور جسکی نافرمانی کرتے ہیں اور جسکے دست قدرت
میں ہماری حیات ممات اور روزی و عزت بلکہ کل دنیا و آخرت اور
عذاب و ثواب سب کچھ ہے اور جس سے کوئی شے پوشیدہ نہیں اُس سے
شرم و حیا نہیں کرتے اور باوجودیکہ علیم و بصیر و حاضر و ناظر جانتے ہیں
پر مرتکب مناہی کے اُسی کے روبرو ہوتے ہیں جس نے ہمارے کردار
کی اجر دیتی ہیں لیکن بات یہہ ہے کہ ہم برو علم الیقین اس ذات تعالیٰ و تقدس کا علیم و بصیر حاضر و ناظر
ہونا جانتے ہیں لیکن حق الیقین کے رو سے نہیں جانتے جو کوئی ابرو حق الیقین کے جانتا ہے
اس سے کبھی ارتکاب معصیت کا نہیں ہو سکتا ایک پارسا عورت کا قصہ ہے کہ ایک روز
وہ معہ اپنے شوہر کے بادشاہ وقت کی خدمت میں حاضر تھی بادشاہ کی
طبیعت کا میلان اس کی طرف ہوا اس لئے بادشاہ نے اس عورت کے
شوہر کو کسی کام کے بہانے باہر بھیجدیا جب وہ چلا گیا تو بادشاہ نے
اس عورت کو حکم دیا کہ اس مکان کے سب دروازے بند کر آ اُس نے
سب دروازے بند کر دیئے بادشاہ نے پوچھا کہ سب دروازے بند
کر دیئے ہیں اُس نے عرض کیا کہ جہاں پناہ سب دروازے بند کر آئی

ہون مگر ایک دروازہ مجھسے بند نہیں ہو سکا حضور بادشاہ ہین شاید حضور بند کرلیں بادشاہ نے پوچھا کہ وہ کونسا دروازہ ہے اس عورت نے عرض کیا کہ جو دروازے خلق کے دیکھنے کے ہیں وہ تو بند ہو گئے۔ خداوند تقدس و تعالےٰ کے دیکھنے کا جو دروازہ ہے وہ مجھ سے بند نہیں ہو سکا چونکہ اس عورت نے صدق دل سے یہہ کلام کیا اس کا اثر بادشاہ کی طبیعت پر اسقدر ہوا کہ بادشاہ زار زار رونے لگ گیا اور اپنے ارادہ پر سخت نادم و پشیمان ہوا اور جناب الٰہی میں تائب ہوا۔ اس عورت کے کامل الیقین اور صادق اور راستی نے اپنی عصمت کو بچایا اور بادشاہ کو گناہ سے محفوظ رکھا اور آئندہ کے لئے ہدایت نصیب ہو گئی ہر گناہ مومن کے دلکو تاریک کر دیتا ہے اور گناہ کا اثر بمشابہ دہوئیں کے اثر کے ہے کہ جو دلمیں بیٹھ جاتا ہے اور حضرت حق تعالےٰ و تبارک کی معرفت کا حجاب ہو جاتا ہے بدبختون کو مہلت دیا ہے ہیں تاکہ اُن کے گناہ زیادہ ہو جائیں اور دل میں اُن کے قساوت جاگزین ہو جائے اور معرفت اور کمال سے محروم رہیں اور عذاب آخرت کا طیار و مہیا ہو۔ اور دوسرا سبب صغیرہ کے کبیرہ ہونے کا یہہ بھی ہے کہ گناہ کو آدمی صغیرہ جانے کیونکہ یہہ قاعدہ ہے کہ جس قدر آدمی اپنے گناہ کو زیادہ سمجھیگا وہ خدائیتعالےٰ کی رحمت کے نزدیک پہنچتا ہوگا اور جسقدر گناہ کو صغیرہ جانے گا خدائیتعالےٰ کے نزدیک کبیرہ ہوگا گناہ کو بڑا سمجھنا اسباب کی دلیل ہے کہ دلمیں اس کے گناہ کی کراہت

اور نفرت موجود ہے اس لئے اُسکی تاثیر بھی دل میں اچھی طرح نہیں ہوتی اور
گناہ کو صغیرہ سمجھنا ثبوت اس امر کا ہے کہ اس کے دل کو گناہ سے الفت ہے
اسلئے دل میں اس کے اثر اس کا بہت اچھی طرح ہو جائے گا۔ طاعات سے
مقصود یہی ہے کہ دل میں روشنی ہو جائے اور خطیات سے یہی خوف
ہے کہ دل پر سیاہی نہ آسئے اور یہی وجہ ہے کہ جب آدمی سے کوئی بات
غفلت میں ہو جائے تو اُس پر مواخذہ نہیں ہوتا کیونکہ غفلت میں دل پر
تاثیر نہیں ہوتی ہے۔ ایک اور بھی سبب صغیرہ کے کبیرہ ہونے کا ہے
وہ یہ ہے کہ آدمی گناہ کر کے خوش ہو اور فخر کرے اور جانے کہ مجھ سے جو
یہ کام ہوا تو خدا کی نعمت کے سبب سے ہوا اور اس بات سے غافل ہو کہ یہ
قصور موجب شقاوت کا ہے پس جس قدر کہ صغیرہ کا آدمی کو مزہ معلوم
ہو گا اُسی قدر وہ کبیرہ ہو جائے گا اور اس کے دل کو تاریک کرنے میں
بھی اثر اسکا قوی ہو گا۔ یہانتک کہ بعض گنہگار ایسے ہوتے ہیں کہ اپنی
خطا کی داد چاہتے ہیں اور اُس کے ارتکاب کی نہایت شیخی بگھارتے ہیں
مثلاً مناظرہ والا کہتا ہے کہ کیوں تمنے دیکھا ہمنے فلاں شخص کو کیسا فضیحت
کیا اور اس کے کیسے عیب بیان کئے کہ خجلت زدہ کر دیا اور عرق ندامت
میں ڈبو دیا اور کیسا بنایا اور کیا خفیف کر دیا تاجر کہتا ہے کہ دیکھو ہمنے
کھوٹی چیز کیسی دے ڈالی اور اوسے فریب دیکر دام پورے کر لئے اور دم
دیکر اُلو بنا دیا وغیرہ اِس قسم کی باتیں ایسی ہیں کہ بہت اور اکثر دیکھنے
میں اور تجربہ میں آرہی ہیں کہ ان سے صغیرہ گناہ بھی اگر ہو تو کبیرہ بنجاتا ہے

ایک اور وجہ صغیرہ کے کبیرہ ہونیکی یہہ ہے کہ حق تعالےٰ کی پردہ پوشی اور مہلت دینے اور حلم کرنے کو اسکی عنایت کا باعث سمجھے اور اسی لحاظ سے گناہ کے ترک کرنے میں کاہلی اور سُستی کرے اور یہہ نجانے کہ مہلت دینے سے خدا تعالےٰ کو یہہ منظور ہے کہ اور زیادہ گناہ کرلے حالانکہ یہہ مہلت دلیل خفگی اور ناراضگی کی ہے سبب یہہ شخص ظلمت اور نادانی سے موجب عنایت کا سمجھے ہوئے ہے - ایک سبب یہہ بھی صغیرہ کے کبیرہ ہوجانے کا ہے کہ گناہ کرکے لوگون سے کہتا پھرے یا کسی دوسرے شخص کے سامنے گناہ کرے اسلئے کہ اس میں اول تو خداوند تبارک وتعالی کی پردہ پوشی کو وہ دور کرتا ہے اور دوسرے غیر شخص کو بھی اوس گناہ کے ارتکاب کی رغبت دیتا ہے تو گویا ایک گناہ کے ضمن میں دو گناہ اور بھی ہوگئے اور حدیث شریف میں بھی ہے کہ سب آدمیوں کے قصور معاف ہونگے مگر اُن لوگوں کے معاف نہیں ہونگے جو افشا کرتے ہیں کہ رات کو کوئی قصور کیا جسکو خدا تعالےٰ نے پوشیدہ رکھا مگر اونہون نے صبح کو اوٹھکر خدا کے پردہ کو توڑکر اپنے گناہ کو ظاہر کردیا اور ایک وجہ صغیرہ کے کبیرہ ہوجانے کی یہ بھی ہے کہ گناہ کرنے والا عالم مقتدا ہو تو عالم شخص جب کوئی صغیرہ گناہ کرے اس طرح سے کہ اس کی دیکھا دیکھی اور لوگ بھی کرنے لگیں تو یہہ گناہ اُس کے حق میں کبیرہ ہوجائے گا مثلاً اگر کپڑا حریری پہنے اور سونے کی سواری پر سوار ہو یا مشتبہ مال کو کھالے یا بادشاہوں اور امرا کے پاس آمدورفت رکھے اور اُن کے حال کو بُرا نجانے بلکہ اُن کی موافقت کرے

یا مسلمانوں کی عزت میں زبان درازی کرے یا مناظرہ میں سخت شست بکے یا کسی کو خفیف اور سبک کرنے کا ارادہ کرے یا علوم میں سے ایسے علوم کو سیکھے جنسے صرف جاہ دنیوی حاصل ہوتا ہے مثل علم مناظرہ وعلم مجادلہ وغیرہ پس اس طرح کے قصور عالم کے ایسے ہیں کہ لوگ انکی سند کیا کرتے ہیں پھر عالم تو مرجاتا ہے مگر اس کی بُرائی باقی رہتی ہے اور مدتوں تک جہان میں پھیلتی ہے۔

اور یہہ سمجھنا کہ کوئی شخص گنہگار ہے اور وہ ہرگز بخشا نہیں جائے گا۔ بذات خود ایک کبیرہ گناہ ہے کیونکہ اس نے اول تو خدا کو نعوذ باللہ اس کی بخشش پر قادر نہ جانا دوسرے اس نے اپنے گناہوں کو نہ دیکھا بانسبت اس شخص کے اپنے گناہوں کو کم دیکھا تو ایسے شخص پر حق تعالےٰ ناراض ہوتا ہے چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے جسکی روایت ہے جندب سے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان رجلا قال واللہ لا یغفر اللہ لفلان وان اللہ تعالیٰ قال من ذالذی یتالیٰ علی لا اغفر لفلان فانی قد غفرت لفلان واحبطت عملک وکما قال رواہ مسلم یعنے جو شخص یہہ کہے کہ اللہ تعالےٰ ہرگز نہیں بخشے گا فلاں شخص کو تو حق تعالےٰ وتبارک فرماتا ہے کہ یہہ کون کہنے والا ہے کہ میں فلاں شخص کو نہیں بخشوں گا تحقیق میں نے بخشدیا اوسے اور ناپیدا کردئے عمل ایسا کہنے والے کے۔

فی الواقع یہہ کہنا سخت نادانی اور جہالت ہے کیونکہ حق تعالےٰ کی رحمت

بڑی وسیع ہے اس کی رحمت کے آگے اور اسکی بخشش کے مقابل میں
اگر تمام عالم کے گناہ اور برائیاں جمع کی جائیں تو پھر بھی کچھ حیثیت نہیں
رکھیں گے علاوہ برآں ممکن ہے کہ خداوند تعالیٰ و تبارک اس شخص کو توبہ
کی توفیق بخشدیں اور وہ کفر سے اور معاصی سے تائب ہو جائے یا اوس سے
کوئی عمل صالح صادر ہو جائے جو موجب کفارہ کا ہو پس نہ خود حق تعالیٰ کی
رحمت سے نا امید ہو اور نہ کسی اَور کو محروم سمجھے بلکہ ہر وقت اپنے
واسطے اور اپنے بھائیوں کے واسطے بخشش کی دعا مانگے۔

باب ہفدہم

قصہ معروفہ نصوح

زمانۂ سلف میں ایک شخص نصوح نام کسی حمامی کا ملازم تھا اگرچہ
درحقیقت وہ مرد تھا مگر بے ریش ہونے کے علاوہ شکل و
صورت میں اور رنگ و روپ میں آواز و گفتگو میں عادات و
اطوار میں بعینہ مشابہ زنان کے تھا اس لئے وہ زنانہ سمجھکر
حمام زنانہ کی دلاکی پر مامور ہوا اُس شہوت پرست نے
اپنی مردی چھپائی ہوئی تھی لباس بھی زنانہ چادر و نقاب و
سربند وغیرہ رکھتا وضع و قطع میں اگرچہ وہ زنانہ دار تھا

مگر شہوت میں کامل اور مرد ہوشیار تھا شہزادیاں اور امیرزادیاں جو حمام کو آتیں اُنکو خوب کیسہ کرتا اور مالش کرتا اور سرتا پا برہنہ جسم پر اُنکے دست درازی کیا کرتا اس گندم نما اور جو فروشی کی حالت میں جب کبھی اوسے خیال اپنے مکر اور شیطنت کا دلمیں آتا تو توبہ و استغفار کرتا مگر اُسکا نفس کافر توبہ کو توڑ کر پھر اُسی ناصواب کردار میں مصروف کر دیتا۔ اتفاقاً کسی عارف اور مرد خدا کی خدمت میں اُسکا گذر ہوا تو اُس نے عرض کیا کہ مجھے دعا میں یاد رکھا کرو اُس عارف نے اُس کے احوال و اعمال کو معلوم کر لیا مگر بوجہ علم خداداد کے ظاہر نکیا اور تبسم کر کے فرمایا کہ خداوند تعالے و تبارک تجھے توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ یہہ دعا اس مرد کامل کی زبان سے نکلتے ہی ہفت افلاک سے گذر گئی اور مقرون اجابت ہوگئی اور سائل کا کام بنا گئی حق تعالے و تقدس کی جناب سے ایسا سبب بنگیا کہ وہ اس بدی اور زشتی کے وبال سے نکل گیا ایک روز حسب معمول نصوح حوض میں پانی بھر رہا تھا اور شہزادی غسل کر رہی تھی کہ ایک گوہر بیش بہا شہزادی کے گوشوارون میں کا گم ہوگیا اُسی وقت تلاش شروع ہوگئی ادہر اودہر دیکھ بھال کرنے لگے اور حمام کے آمد و رفت کے دروازے سب بند کر دیے گئے کپڑے وغیرہ کھول کھول کر اور جھاڑ جھاڑ کر دیکھے گئے کہیں سے نہ نکلا تو پھر تلاش میں زیادہ اہتمام اور سختی کی گئی ایک ایک عورت موجودہ وقت کا دہان

وگوش غرضکہ ہر شگاف تحت و فوق و ہر طرف میں اوس گوہر کی جستجو ہونے لگی اتنے میں حکم ہوا کہ سب عجوزہ و نوید کپڑے اوتار کر برہنہ ہو جائیں اور حاجبہ دیکھنے بھالنے لگی نصوح خوف کے مارنے کہ پردہ دری ہوئی ایک طرف کو جا کر چھپ رہا رنگ زرد ہو گیا لبوں پر خشکی آگئی وحشت نے دل کو گھیر لیا کہ موت کا سامنا ہو گیا جسم اُس کا ڈرسے بید کی طرح لرزنے لگ گیا دلمیں کہتا کہ یا الٰہی میں بارہا پھر چکا ہوں توبہ و عہد کر کے توڑتا رہا ہوں جو کچھ ہیں کرتا رہا ہوں اُسکی سزا تو ضرور یہی ہے جو ہوتی نظر اسوقت آرہی ہے کیونکہ جب تلاشی کے لیئے میری نوبت آئیگی تو میرا پردہ فاش ہو کر وہ کونسی سختی اور تکلیف ہے جسکا مجھے سامنا نہوگا - یا خدا اسوقت میرے دل میں سیکڑوں شرر بھر رہے ہیں اس عرض میں میری جگر کی سوختگی کی بو تیری جناب میں بھی ضرور پہونچ رہی ہوگی جسقدر اندوہ میرے کلیجے میں ہیں کسی کافر کے بھی نصیب نہوں اے بار خدایا اپنا دامن رحمت کشادہ کر کے مجھے چھپا لے - اے کاش مجھے ماں نے نہ جنا ہوتا یا مجھے کسی شیر درندہ نے کھا لیا ہوتا یا خداوندا میرے ساتھ وہ کر جو تیرے کرنے کے لایق ہے میرے کرداروں کے جو لایق ہے وہ نکر پروردگار اس وقت مجھے ہر ایک جسم کی سوراخ سے کالے ڈس رہے ہیں جان سخت ہے

نکلتی نہیں دل پتھر ہے کہ ڈھلتا نہیں ورنہ اس صدمہ اور رنج سے خون ہو کر بہہ جائے یارب العالمین مجھپر یہ سخت تنگ وقت ہو گیا ہے بادشاہا فریادرسی کر اس وقت تو نے اگر اپنی رحمت سے میرے ستاری کر لی تو میں آئندہ ہر گنہ سے توبہ کرتا ہوں میری یہ توبہ قبول فرما لے آئندہ میں سچے دل سے توبہ پر مستحکم اور قایم رہونگا اور تیری درگاہ سے موہنہ نہ پھیروں گا اسکے بعد اگر میں تقصیر کروں تو پھر نہ میری توبہ قبول فرمائیو نہ میری کوئی عرض منظور کیجیئو غرضکہ یہ مناجات وے کرتا اور زار زار روتا تھا کہ بس ابھی جلاد کے ہاتھوں میں پڑ جاؤں گا اور بہت سخت تکلیفات اور اذیت سے ہلاک کیا جاؤں گا ایسی موت خدا کرے کسی مشرک کی بھی نہو اور ایسی مصیبت اور رسوائی کسی ملحد کی بھی نہو نوحے اپنے آپ ہی کرتا اور حضرت عزرائیل کی صورت کو دیکھتا تھا یا خدایا خدا کرکے دیواروں کے ساتھ لگتا پھرتا تھا اسی فریاد و آہ وزاری میں یکدفعہ آواز ہوئی کہ سب کی تلاشی ہو چکی ہے اے نصوح تو ادہر آ کر تیری تلاشی اب کرنی ہے جیسے نصوح نے یہہ آواز سنی از خود رفتہ ہو گیا بدن یخ ہو گیا ہوش بھی گم ہو گئے قالب سے روح نکلی دیوار شکستہ کیطرح زمین پر گر گیا حواس باختہ ہو گئے حس و حرکت زائل ہو گئی اسکی از خود رفتگی سے رحمت الٰہی کا دریا جوش زن ہوا کہ ایک طرف سے مبارکباد مبارکباد

کا شور وغل پیدا ہو گیا کہ گوہر گم گشتہ مل گیا خیر ہوئی سب کا پردہ بنا رہا مارے خوشی کے سارے حمام میں تالیاں بجنے لگ گئیں شکر اللہ والحمد للہ کا شور پڑ گیا نصوح جو گوہر گم گشتہ کے ساتھ ہی گم تھا پھر اپنے ہوش میں آ گیا دل بحال ہوا ہوش بجا ہوئے اب ہر ایک شہزادی کی ہمراہی اس سے حلالی کی خواستگار ہوئی کوئی اس کے ہاتھ چومتی کوئی کہتی کہ ہم سب کو نصوح پر ہی بدگمانی تھی قیل و قال سے ہم نصوح کا گوشت کاٹ کاٹ کر کھاتی تھیں کیونکہ سب کا گمان یہ تھا کہ تو ہماری شہزادی کے بہت قریب تھی اور خاص اس کی دلا کہ اور محرم تو ہی تھی بلکہ دو تن اور ایک روح تھیں اگر گوہر لیا ہے تو ضرور نصوح نے ہی لیا ہے کیونکہ اس وقت شہزادی کے قریب اور بالکل نزدیک تیرے سوا اور کوئی نہیں تھا تیری تلاشی سب سے پہلے اس خیال سے نہیں لی تھی کہ اگر تو نے لیا ہو تو دوسروں کی حالت دیکھکر تو آپ ہی ڈالدے اور تیری حرمت میں فرق نہ آئے اب ہماری حلالی دیدو اور ہمارے عذر قبول کر لو۔ نصوح نے جواب دیا کہ خداوند تعالےٰ نے مجھ گنہگار کی فریاد سن لی اور اپنا فضل و کرم کر دیا ورنہ تمہارے ظن و گمان سے بھی زیادہ میں ہوں مجھسے حلالی کیا طلب کرتی ہو میں اپنے آپ کو اچھی طرح سے جانتی ہوں جو

کچھ میرے حق میں تم کہہ سکی ہو وہ بھی سو میں سے ایک ہے جو سب مجھے خود معلوم ہیں اور جو کچھ اپنی نسبت مجھے علم ہے وہ اور کسی کو تم میں سے معلوم نہیں میری ہزار بدیوں میں سے کسی کو ایک یا دو کی خبر ہو گی اپنے کردار کی خبر یا مجھے ہے یا میرے ستار کو ہے جو میرے جرم اور معاصی کو چھپاتا ہے۔ ارتکاب جرایم اور بدکرداری میں میرا اوستاد ابلیس ہوا تھا مگر اب خداوند تعالے نے راہ نمائی صراطِ مستقیم کی کی ہے تاکہ میں فضیحت میں زرد رو نہوں اوس ارحم الراحمین اور غفار المذنبین نے اپنی رحمت کا پردہ مجھہ پر ڈالدیا اور توبہ کی توفیق عطا فرمائی بلا کرنے کسی طاعت کے میری طاعت شمار کر لی کہ میرا نام پاک بازوں کے زمرہ میں لکھا گیا اور مجھے نار جہنم سے نکال کر بہشت بریں عطا کیا گیا تمام جرم و عصیان میرے عفو کر دئے میرے نامۂ اعمال کی سیاہ روئی کو سفید کر دیا میری آہ کو کمند بنا دیا جس کے ساتھہ لپٹ کر میں قعر چاہِ ظلمت سے نکل آیا اے خداوند تیرا شکر کہانتک ادا کروں اگر میرے ہر بنِ مو میں ہزار ہزار دہان ہوں اور ہر دہان میں ہزار ہزار زبان تو پھر بھی تیرا حق شکر بجا لایا نہیں جا سکتا اس نے مجھے ہمیشہ کے غم سے

نجات بخشی اے کاش لوگ میری حالت دیکھکر نظیر
پکڑیں اور اس حبل المتین کے ذریعہ چاہ ظلمت و عصیان سے
باہر نکلیں - اس واقعہ کے بعد نصوح نے یہہ غسل ترک
کرکے یاد الٰہی میں رہنا شروع کیا ایک دفعہ شہزادی
نے آدمی اپنا بھیجا کہ اوسے بلا لاؤ کہ اس کے سوا ہمکو
تسلی نہیں جب خادمہ نے جاکر حکم طلبی کا سنایا تو
اُس نے جواب دیا کہ اب میرے ہاتھ بیکار ہو گئے ہیں
اور وہ نصوح اب بیمار ہے کسی اور کو اس خدمت پر مامور
فرماؤ واللہ میرا وہ ہاتھ اب نہیں ہے اور دل میں
کہا کہ میرا جرم جو مجھ سے گذر چکا ہے اُس کا خوف میرے
دل سے کب بھول سکتا ہے ایک بار تو مرکر میں زندہ ہو
چکا ہوں اور مرگ کی تلخی چکھ چکا ہوں - خدائے تعالےٰ
کی جناب میں تائب ہو چکا ہوں اب تو یہہ توبہ جبتک تن
میں جان ہے نہیں توڑوں گا - کون ایسا گدھا بنتا ہے
کہ ایک دفعہ چاہ میں سے گرا ہوا بچکر نکلے اور پھر اوسی
چاہ میں کودے غرضکہ اس نے تمام عمر اپنی خدائے تعالیٰ
کی طاعت میں گذاری اور ایسی توبہ کی کہ اس کا نام روشن
اور مشہور ہو گیا -

باب یازدہم

در استغفارہائے ماثورہ

شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے استغفار کا سردار اور سید یہ استغفار ہے اللھم انت ربی لا اله الا انت خلقتنی وانا عبدك وانا علی عھدك ووعدك ما استطعت اعوذبك من شر ما صنعت ابوء لك بنعمتك علی وابوء بذنبی فاغفرلی فانه لا یغفر الذنوب الا انت اور فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ جو شخص پڑھے ان لفظوں کو دن میں یقین کر کر معنوں انکے پر پھر مرے اس دن پہلے شام ہونے کے پس وہ بہشتیون مین سے ہے اور جو کوئی پڑھے یہ الفاظ رات کو اور وہ یقین کرنے والا ہو ساتھ معنوں ان الفاظ کے پھر

مرجائے پہلے صبح سے پس وہ بہشتیوں میں سے ہے اور
بلال بن یسار بن زید مولے نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ
و اصحابہ وسلم نے روایت کی کہ جو شخص کہے استغفر اللہ
الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم و اتوب الیہ
غفر لہ و ان کان قد فر من الزحف اور اس حدیث
کو ترمذی نے بھی غریب کہا ہے - قرآن مجید میں جو کلمات
دعائیہ بطریق استغفار کے زبان انبیا علیہم السلام کے
درج ہیں اُنکا پڑہنا بھی اثر عظیم رکھتا ہے۔ بلکہ بروئے
احادیث یا اقوال بزرگان کے اُنکے خواص جدا گانہ
بھی لکھے جاویں تو طوالت ہو جائیگی اس لئے صرف
وہ ہی کلمات استغفار یں پڑھنے کے لئے تحریر
کیئے جاتے ہیں - ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفر لنا
و ترحمنا لنکونن من الخسرین - قال
رب اغفر لی و لاخی و ادخلنا فی رحمتک
و انت ارحم الراحمین - رب اغفر و ارحم و انت
خیر الراحمین - نطمع ان یغفر لنا ربنا خطایانا
ان کنا اول المومنین - رب انی ظلمت نفسی
فاغفر لی - رب اغفر لی ولوالدی و لمن دخل
بیتی مومنا و للمومنین و المومنات -

ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا انك علی کل شیٔ قدیر۔ ربنا لا تجعلنا فتنۃ للذین کفروا و اغفر لنا ربنا انک انت العزیز الحکیم اور حدیث شریف بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے لان اقول سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر احبّ الیّ مما طلعت علیہ الشمس کہ البتہ کہنا میرا سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر بہت محبوب ہے میرے طرف اس چیز سے کہ نکلا ہے اُس پر آفتاب یعنے دنیا اور مافیہا اور روایت کی مسلم نے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من قال سبحان اللہ وبحمدہ فی یوم مائۃ مرّۃ حطت خطایاہ وان کانت مثل زبد البحر متفق علیہ یعنے جس کسی نے کہا سبحان اللہ وبحمدہ دن میں سو بار دور کئے جاتے ہیں گناہ اُس کے اگرچہ ہوں مانند کھف دریا کے اور روایت کی سعد بن ابی وقاص نے کہ فرمایا حضرت رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایعجز احدکم ان یکسب کل یوم

الف حسنۃٍ فسالہ سائل من جلسائہ کیف یکسب احدنا الف حسنۃٍ قال یسبح مائۃ تسبیحۃ فیکتب لہ الف حسنۃٍ او یحط عنہ الف خطیئۃ یعنی کیا تمہارے میں سے کوئی ہے کہ حاصل کرے ہر روز ہزار نیکیاں پس سوال کیا ایک نے منجملہ حاضرین کے کہ کس طرح کوئی ہم میں سے ہزار نیکی ہر روز بسہولیت حاصل کر سکتا ہے تو فرمایا کہ پڑھے سو بار سبحان اللہ تو لکھی جاوینگی اس کے لئے ہزار نیکیاں یا دور کئے جاوینگے اُس سے ہزار گناہ صغیرہ یا کبیرہ اور ابی ہریرہ رضے اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت سرور کائنات علیہ وآلہ وافضل التحیات واکمل التسلیمات نے کہ جو شخص کہے لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شیٔ قدیر فی یوم مائۃ مرۃ سو مرتبہ تو اُس کے واسطے ثواب لکھا جاوے گا برابر ثواب دس غلاموں کو آزاد کرنے کے اور سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اُس کے اعمال میں اور سو برائیاں اُسکی دور کی جاتی ہیں اور اس کے لئے پناہ کی جاتی ہے شیطان سے اس دن شام تک اور نہیں لایا کوئی قیامت کے روز بہتر عمل اُس سے جو لائے یہ مگر وہ شخص کہ جس نے عمل کیا ہو اُس سے زیادہ اور روایت ہے انس رضے اللہ عنہ سے کہ ہم رکاب جناب رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک روز گذر ہوا میرا ایک درخت خشک پتوں والے پر پس آپ نے لاٹھی ماری ایک شاخ کو تو اُس کے خشک پتے جھڑ گئے پھر فرمایا آپنے

کہ بالتحقیق کہنا الحمد للہ اور سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر
کا جھاڑتا ہے گناہ بندوں کے جیسے کہ جھڑتے ہیں پتے اس درخت
کے اور روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ
رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جبکہ وہ کسی جگہ سے بیٹھ کر
اٹھے اور جب نماز سے فارغ ہوکر اُٹھے تو بروقت برخواست
ہونے کے آپ نے کتنے کلمے پڑھے تو مینے پوچھا کہ آپ یہ کیا
پڑھتے ہیں تو فرمایا کہ سبحانک اللّٰھُمَّ وبحمدک لا اِلٰہ
الا انت استغفرک واتوب الیک پڑھتا ہوں مینے پوچھا فائدہ
اس کا تو فرمایا کہ اگر کلام کیا جاوے نیک یعنے پہلے ان کلموں کے
تو ہوں گے یہ کلمے مُہر اُس پر یعنے کلام نیک پر قیامت تک وہ
کلام محفوظ رہے گا ثواب اُس کا ضایع نہ ہوگا اور کلام کرے
بُرا پہلے ان کلموں کے تو ہوں گے یہ کلمے سبب بخشش اس کے
اور ابی موسے اشعری سے روایت ہے کہ حضرت سید الانبیاء
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کرتے ہیں ان الفاظ میں اللّٰھُمَّ
اغفر لی خطیئتی وجھلی واسرافی فی امری وما انت اعلم
بہ منی اللھم اغفر لی جدی وھزلی وخطائی وعمدی وکل
ذالک عندی اللھم اغفر لی ما قدمت وما اخرت وما اسررت
وما اعلنت وما انت اعلم بہ منی انت المقدم وانت المؤخر وانت
علی کل شیئٍ قدیرہ

تقریظ جناب مولانا مفتی عبد اللہ صاحب ٹونکی پروفیسر عربی اورنٹیل کالج لاہور

میں نے اس کتاب کے مختلف حصے دیکھے - اس میں شک نہیں کہ اردو زبان میں ایک ایسی کتاب کی ضرورت تھی جس میں علم الاحسان کے ضروری اور چیدہ مسایل عام فہم سلیس عبارت میں بیان کی گئی ہوں - میں خیال کرتا ہوں کہ اس کتاب نے اس ضرورت کو پورا کر دیا ہے - مؤلف سلمہ اللہ تعالے نے علم الاحسان کے مشہور اور مستند کتابوں سے عموماً اس کے مضامین انتخاب کئے ہیں آیات قرآنی اور احادیث نبویہ علے صاحبہا الصلواۃ والتحیۃ کا بھی اکثر مقاموں میں حوالہ دیا ہے - اس بات کا خصوصیت سے لحاظ رکھا ہے کہ عبارت مغلق اور پیچیدہ نہ ہونے پائے جس سے عام لوگوں کو فہم مطالب میں دشواری پیدا ہونے کا اندیشہ ہو - میرے خیال میں ہر ایک مسلمان کو چاہیئے کہ اس کتاب کو دیکھے اور پڑھے - اور جس قدر ممکن ہو اس کے مسایل پر عمل کرے - آخر میں مَیں دعا کرتا ہوں کہ مولف سلمہ اللہ تعالے کو اس عمل صالح کی جزا و ثواب میں دین و دنیا میں اپنی رضا و خوشنودی عطا کرے - آمین ثم آمین - ربنا تقبل منا انک انت

السمیع العلیم ۝ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الانبیاء وآلہ واصحابہ اجمعین ۝

خاکسار مفتی محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

قطعہ تاریخ از نتایج افکار منشی عزیز الدین صاحب ہوشیارپوری

عظیم الشان کتابے شد مرتب
بیاران مژدہ بادکہ آمد
عزیز الدین سرورے حاصل شد
ندائے ہاتفم در گوش آمد
کتاب ہوش افزا شد مرتب
عزیز الدین شدم شادان و فرحاں
بجستم سال تاریخش ز ہاتف

دلا ویراں ترا ز سیر گلستاں
رواں را باعث فرحت نمایاں
شدم در فکر تاریخش ہراساں
ہزار و نہصد و یک عیسوی خواں ۱۹۰۱
بہ توفیق خداوند تبارک
بکردم از دل خود حرف غم حک
بگفتا یک ہزار نہصد و یک ۱۹۰۱

تمام شد

صحت نامہ اغلاط کتاب خزینۃ الاسرار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۷	تمیم	تتمیم
۴	۱۷	و	وہ
۵	۱۲	نماید	نآید
۶	۱۴	بتوبے	بتوبۂ
۷	۹	رباعی	مثنوی
۹	۱	جوانکو	جوانونکو
؍؍	۱۴	تشبب	تشبث
۱۰	۱	ار	از
؍؍	۱۵	الھدی	اہتدی
۱۰	۱۸	اندیشناک	اندیشہ ناک
۱۲	۸	بس	پس
۱۳	۱۰	ہوتا	ہونا
؍؍	۱۵	تخش	تخشبی
۱۴	۴	زلۃ واحدۃ	زلۃ الواحدۃ
؍؍	۱۲	مزیلہ	مزبلہ
۱۵	۱۹	مختار	ممتاز
۱۷	۱۴	پر	اوپر
۱۸	۸	اواکا	اُنکا
۱۹	۳	کدورت	کدورات
۱۹	۸	عصریات	عطریات
۱۹	۱۶	آپہ	آب
۲۰	۱۹	اسرائیل	اسرافیل
۲۴	۴	ہے	تھا
۲۴	۱۳	ہو	ہوتی ہے
۲۵	۱۵	ننے	اُنکے
۲۷	۱۰	اُسکو	اُسے
۲۷	۱۹	کرنے سے	کرنے کے
۲۹	۷	بھاگیں	بھاگنے
؍؍	؍؍	نہوں	نہونے
؍؍	۸	نہ بنیں	نہ بنتے
۲۹	۱۱	انسیتِ	انسیتً
۳۱	۸	بھی	تک
۳۷	۳	انکا	تیرا
۳۷	۶	سبب ہے	ہجوم کرے
۳۷	۷	کہ	کہا
۳۷	۹	دکھاکر	دکھا دکھا کر
۳۷	۱۳	متعد	مستغفر
۳۷	۱۴	پہلا	پھیلا
۳۷	۱۴	حمت	رحمت
۳۸	۹	کیا بے بدل	کیسا بے بدل
؍؍	۱۲	بذاتخود	بذات خود
؍؍	؍؍	۔	

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۸	۱۴	مقتضا	مقتضی
۳۸	۱۵	ہے	ہی
۳۸	۱۶	قرر	قرار
؍؍	۱۷	موخذہ	مواخذہ
؍؍	۱۸	کرلیتے	کرلیتا
۳۹	۱	لی	کی
؍؍	۹	کے	کی
؍؍	۱۳	اقسا	افشا
۴۱	۵	اسکے	اسکی
۴۱	۱۰	اسکے	اسکی
؍؍	۱۴	؍؍	؍؍
۴۲	۳	صالح	صالحہ
؍؍	۱۳	بی انصافی	بے انصافی
؍؍	۱۴	یہاں	ہاں
۴۳	۳	نو	تو
۴۳	۹	کے	کی
۴۴	۱۷	اپنے	اپنی
۴۵	۱۰	کسی	کسے
۴۸	۱۱	رہے	اے
۴۹	۹	تپ	تب
۶۴	۱۳	بالحقیق	بالتحقیق
۶۷	۱۳	فراغ	فراخ
۶۸	۵	دنیاوی	دنیوی
۶۸	۱۸	جانتا ہے	جاننا ہے
۶۵	۲	تو بہ یہ ہے	توبہ ہے
۷۰	۴	نادم ہوتا ہے	نادم ہوتا ہے
؍؍	؍؍	رقات	مافات
۷۰	۵	سیتھ	سیئہ
۷۲	۳	غود	عود
۷۴	۱۵	انحالات	ان حالات
۷۶	۷	چڑھنے آئیں	چڑھتے ہی
۷۶	۷	بہیر	پیر یا پاؤں
۷۷	۲	پشمان	پشیمان
؍؍	۱۰	ان	اُس
؍؍	؍؍	؍؍	؍؍
۷۸	۱	اواب	ایوب
؍؍	۳	صالح	صالحہ
؍؍	۵	توبتہ	توبہ
؍؍	۷	توبتہ	توبہ
؍؍	۱۰	؍؍	؍؍
۷۹	۱۳	غفلت	غفلتہ
۸۰	۲	توبتہ	توبہ
؍؍	؍؍	؍؍	؍؍
۸۴	۲	ابدال باد	ابدالآباد تک
۹۴	۲	بہتر یک طرف	بہتری کی طرف
۹۵	۱۲	چڑھ اور	چڑھ اور تمام
۹۵	۱۳	جس حضرت	ہے جیسا کہ حضرت
۹۶	۱۰	بندہ بیٹے جو	سے بیٹے جو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۶	۱۲	لونے	تو نے	۱۳۳	۱۳	نوافلی عبادات	نافلہ عبادت یا عبادات نافلہ
״	۱۸	کا	سے	״	״	نہیں	انہیں
۹۷	۸	بھی	زاید ہے	״	۱۶	[illegible]	[illegible]
۹۸	۸	تو	بھی	۱۳۴	۲	پر	سے
״	۹	اکثیر	اکسیر	״	۱۰	غضب	غضب
״	۱۲	ہیں	کے	۱۳۶	۶	ہوگا	نہ ہوگا
״	۱۷	بیاافروز	بہاافروز	״	״	کہا	کہا
״	۱۸	کامہ	کاسہ	۱۳۶	۱۴	پھر	پتہ
۹۹	۱۴	سد	سید	۱۳۷	۲	گنہ	گناہ
״	۱۶	بڑا بھا	پڑا نہیں	״	۶	سر گریبان	سر بگریبان
۱۰۰	۳	کیسی	کیسے	״	״	دال	سوال
״	۷	ہوجانیلی	ہوجائیگی	״	۸	کر و سکوگے	کرسکوگے
״	۱۵	اوندے	اوندھے	״	۹	علاج	—
۱۰۱	۴	ایک لحظ بعض	بعض ایک لحظ	۱۳۸	۱۸	پھن	پہن
۱۰۵	۳	اور تو بہ بھی	تو توبہ بھی	״	۵	لعنت کے	لعنت سے
۱۰۶	۱۸	تو بر کرنا	توبہ کرنا	۱۳۹	۹	جھینک نے	جھینکنے
״	״	سب	زاید ہے	۱۳۹	۱۸	زمان ماضیہ	زمانۂ ماضی
۱۱۳	۱۹	گفت	بگفت	۱۴۰	۱	انہیں	انہی
۱۱۵	۱۹	تاجنو	تاخیر	۱۴۵	۱۴	زعایم	دعایم
۱۱۸	۹	سنہاے وپرشان	سخنہاے پریشان	۱۴۷	۸	اعمال صالح	اعمال صالحہ
۱۲۴	۷ و ۸	زنا سے کم مباشرت عورات کی ہے۔	زنا سے کم درجہ پر عورات کے ساتھ صحبت رکھنا ہے اور یہ گناہ صغیرہ ہے	۱۴۹	۴	لیا	کیا
				۱۴۹	۱۱	دوسری	دوسرا
				״	۱۴	بقینی	یقیناً
۱۳۳	۱۲	عبادات فرائضی	عبادات مفروضہ	״	۱۵	تیسری	تیسرا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۰	۱	ہونگی	ہوگی
۱۵۱	۶	ہیں	میں
۱۵۳	۱۹	تو	کو
۱۵۴	۱	خطوط	حظوظ
۱۵۴	۳	ارادتة	ارادته
۱۵۴	۱۵	کیا	کی
۱۵۵	۷	نہونا	ہونا
۱۵۵	۱۴	نرانے	نرالے
۱۵۷	۱۸	کو	کی
۱۵۸	۱۶ اور ۱۷ و ۱۸	عبارت غلط اور معنی خبط	دیکھو حاشیہ کی عبارت
۱۵۹	۸	مخالفاث	مخالفات
۱۵۹	۹	اولکا	اُنکا
〃	۱۵	تمہارے	تمہاری
۱۶۰	۹	تنبیات	تنبیآت
〃	۱۰	شرمناک	شرمندہ
۱۶۰	۱۱	تنبیات	تنبیآت
〃	۱۲	توبتہ	توبہ
۱۶۱	۴	اعمال صلح	اعمال صالحہ
۱۶۲	۵	احتلاف	اختلاف
۱۶۲	۱۴	حدا	خدا
۱۶۴	۱۱	مریدانکو	مریدوں کو
〃	۱۷	ہوجاتیے	ہوجائے
〃	۱۵	امت	امتیں
〃	〃	ایسے ہوتے	ایسی ہوتی
۱۷۰	۳	لپنے	اپنی
۱۷۰	۱۰	ہمارے	ہمارا
۱۷۰	۱۲	ہرکش	سرکش
〃	۱۳	انصف ہے	انصاف سے
〃	۱۳	دعوے	دعوٰے
〃	۱۴	〃	ؐ
〃	۱۷	وسلامہ	وسلامہٗ علیہم
۱۷۱	۲	نفس کی	نفسانی
۱۷۶	۱۰	ہاتھ کے	ہاتھوں کے
۱۸۱	۹	جزئثات	جزئیات
۱۸۳	۹	دنیاوی	دنیوی
۱۸۳	۱۰	دنیا	لینا
۱۸۴	۷	سے ہے	سے روایت ہے
۱۸۸	۱۷	متجیل	مستحیل
۱۹۰	۱۰	تراست	شد راست
۱۹۹	۹	ر	اور
۱۹۴	۱۱	دیتے	دئے
〃	〃	نگر	مگر
۱۹۹	۳	گے	گی
۲۰۲	۱	ڈہلتا	دہلتا
۲۰۲	۴	لستاری	ستاری
〃	۵	موہ	مونھ
〃	۱۵	کر	کہ
۲۰۲	۱۸	حوس	حواس
۲۰۳	۵	ہمراہی	خواص
۲۰۵	۱۰	حسد	حد
۲۰۷	۲	موے	موئے